انوں کی دینی۔ دنیوی زندگی کا بہترین نمونہ، آیات واحادیثِ نبویہ،

یہ کا مجموعہ، فرائض و عبادات، احکامِ اسلام کی فلسفیانہ ابحاث کا ذخیرہ

مؤلفہ

ضرت مولانا محمد عبد الحامد قادری چشتی بدایونی مدظلہ العالی

ناشر

محمد عابد القادری دار التصنیف مولوی محلہ بدایوں (یو، پی)

قیمت دو روپیہ عہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مقدمۃ الکتاب

زمانہ جسے بہتر معلّم کہا گیا ہی وہ ہر قوم کو سبق دے رہا ہی وہ "اپنے اندر ولولۂ عمل پیدا کرو"، "فطری طاقتوں کو کام میں لاکر آگے بڑھو"، "مردہ حسّیات کی بجائے علم و عمل سے وہ جذبات پیدا کرو جن سے روحِ حیات تازہ ہو"!

محققین و مستشرقین بھی اپنی دماغی و ذہنی، عقلی و فکری قوتوں سے ایسا راستہ معلوم کرنا چاہتے ہیں جو مقصودِ اصلی تک پہنچا دے چونکہ عقولِ انسانی مختلف ہیں اس لیئے تحقیقات کے نتائج و تجربے بھی جدا جدا صورتوں میں رونما ہوتے ہیں

آج ایک جماعت ایک نظریہ قایم کرتی ہی دوسرا گروہ کل اس کے خلاف دوسری بات وضع کرتا ہی۔

اس تمام جد و جہد کے بعد انسان کے سامنے وہ حقیقت آجاتی ہی جس کا نام

"مذہب یا خدائی قانون ہے"!

یہی وہ قانون ہی جو انسانی تخیلات سے بلند اور مستحکم ہی اور جسے خالق ارض و سماوات نے عالمِ انسانیت کے لیئے قولِ فیصل کے طور پر تجویز فرمایا۔ مذہب نام ہی انسان کی زندگی کو مضبوط اور استوار کرنے کا۔ مذہب اگر ایک طرف اخلاق و عادات درست کرتا ہی تو دوسری جانب ترقی کے وہ تمام پوشیدہ خزانے

وزیر تعلیمات بھوپال، عالی مرتبت مسٹر شعیب قریشی مشیر المہام ریاست بھوپال۔
نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب سابق پرو وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ جیسے محترم
حضرات کے ارشادات نے مجبور کیا کہ میں ایک ایسی جامع تالیف پیش کروں جو
آیات و احادیث کی روشنی میں زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہو اور یہ الزام بھی دفع ہو جائے
کہ علمائے اُمت جو مواد پیش کرتے ہیں وہ یا تو اس درجہ مغلق ہوتا ہے جسے سمجھنا دشوار
ہو یا کام کی باتیں کم حواشی زائد۔
یا زندگی کے لیئے مکمل شکل میں کوئی ایسا نظام عمل پیش نہیں کیا جاتا جسے ہمارے دل و
دماغ قبول کر سکیں۔ شبانہ روز کے قومی و مذہبی اشغال کے باعث اس قدر اہم تالیف
کا مکمل ہونا ناممکن نہیں مگر دُشوار ضرور تھا۔ خدائے قادر و مقتدر کا فضل ہی شامل حال ہوا
کہ گزشتہ ماہ صیام میں یہ تالیف مرتب ہو گئی۔

ہماری ہر تحریک کا دار و مدار قوتِ عمل پر ہے۔ مسلمان کسی زمانہ میں قرآنی احکام کی
بجا آوری، اطاعتِ نبوی میں ضرب المثل تھے وہ اسلامی نظام کی ترویج و تبلیغ میں اپنے
عمل سے بنیانِ مرصوص کی طرح قایم ہو جاتے تھے۔

آج ہم ان واقعات کو قصہ کہانیاں سمجھ کر فراموش کر دیتے ہیں اور اپنے اندر
ماضی کے حالات سے کسی قسم کی تبدیلی نہیں کرتے یقین کیجیئے ہم روزمرہ جس اطاعت و
محبت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ امتحان عمل کا محتاج ہے۔ محبت رسمی چیز نہیں بلکہ محبت نام
ہے رضائے محبوب کے لیئے اپنی ہستی فنا کر دینے کا، سچ ہے

اَلْمَحَبَّةُ تُحْفَةُ اِلٰهِيَّةٍ لَيْسَ فِيْهَا لِلْعَبْدِ اِخْتِيَار ؂

یہاں اس حقیقت کو بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ انسان کے نقطۂ خیال میں اشیائے عالم
کے مفید ہونے کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔
یا تو وہ اشیاء خود ہی مقصود بالذات ہوں جیسے غلہ جس کی ہر حالت میں ضرورت

بتاتا ہی جہاں ظاہری آنکھ نہیں پہونچ سکتی۔

مذہب انسان کو جوہر کامل بنانا چاہتا ہی۔ ایسا مذہب جو زندگی کے کسی خاص شعبہ کو درست کرسکے بقیہ اُموریں راہنمائی کے لائق نہ ہو کامیاب نہیں ہوسکتا نہ عقل بہ آسانی قبول کرسکتی ہی مذہب کے لیئے ضروری ہی کہ وہ دُنیا کے سامنے مکمل نظام عمل پیش کرے تاکہ انسان اُس وسیع دستور پر چل کر کامیاب ہو اور مقصودِ حیات تک پہنچ سکے۔

یہ عزت صرف قرآن کریم اور سیرتِ نبویہ کو حاصل ہی کہ اُسنے
دنیا کے سامنے جامع ہدایات پیش فرمائیں

آج محققین جس حقیقت کی تلاش میں سرگردان ہیں ہادیِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم تیرہ سو برس پہلے ان تمام مشکلات کا حل پیش فرما چکے مسلمانوں کے عروج و ترقی کی تاریخ شاہد ہی کہ کے بادیہ نشین جن کی ابتدائی حالت فقر و فاقہ سے لبریز تھی اور جو حضرت ختمِ رسالت روحی لہ الفدا کے فیضِ صحبت و معیت اور اپنی قوت عمل کی بدولت محیر العقول ترقیاں کر گئے اُنھوں نے قرآنی نظامِ عمل پر گامزن ہوکر زمانہ تسلیم کرالیا کہ وہ اپنے پاس مکمل قانونِ حیات رکھتے ہیں۔ اور

اُسلام ہی صحیح ترقیات کا مرکز و مخزن ہے

قرآنِ کریم آج بھی دُنیا کو پیام دے رہا ہی کہ
وہ سارے جہان کا مصلح ہی اور اپنے اندر دنیا کے لیئے
علم و عمل کی دفعات رکھتا ہی"

اس اعلان کے بعد ہر دماغ میں سوال پیدا ہوگا کہ وہ نظام کیا ہی؟

یہی سوال ہماری اس تالیف کا محرک ہوا مزید برآں عالیجناب نواب سر نظامت جنگ بہادر سابق وزیر سیاسیات حیدرآباد دکن۔ نواب مسعود جنگ ڈاکٹر سید راس مسعود صاحب

پابند ہوکر اپنے اندر وہ صفات پیدا کریں جن کے لیئے اسلام آیا اور دنیا میں اُنکو ممتاز کر گیا تو یقیناً معرفت الٰہی حاصل ہوگی اور ہم ترقی روحانی اور صلاح باطنی کی اُس معراج کمال پر پہنچ جائینگے جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

فَمَنْ کَانَ یَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا۔

جب تک عبادتوں کے ساتھ دوسرے تمام خصائل حسنہ پیدا نہ ہوں اُن کا صحیح نتیجہ حاصل نہیں ہوسکتا میرے ان معروضات پر احادیث شریفہ کی روشنی میں غور فرمایئے احیاء العلوم میں ہی

(۱) من لم تنهه صلوٰته عن الفحشاء والمنكر لم يزد من الله الا بعدا	جس شخص کو اُس کی نماز نے ناپسندیدہ اور مکروہ باتوں سے نہ روکا اُس نے اُسے اللہ سے اور بھی زیادہ دور کردیا۔
(۲) کم من قائم حظه من صلوته التعب والنصب (احیاء العلوم)	بہت سے ایسے قیام کرنے والے ہیں کہ اُن کی نماز سے اُن کو بجز کوفت اور تکلیف کے کچھ حاصل نہیں۔
(۳) ليس للعبد من صلوته الا ما عقل منها (احیاء العلوم)	بندہ کے لیئے اُس کی نمازیں سے وہی ہی جو اُس نے سمجھ کر کیا۔
(۴) انما الصلوٰة تمسكن وتواضع وتضرع وتاوه وتنادم (احیاء العلوم)	بے شک نماز خاکساری اور تواضع اور گریہ وزاری اور شرمساری ہی۔
(۵) من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة فى ان يدع طعامه وشرابه (رواہ البخاری)	جو شخص قولاً عملاً جھوٹ نہیں چھوڑتا اللہ کو اُس کا کھانا پینا چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔

احادیث شریفہ کے مطالعہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ جو نماز روزہ مقصود بالذات ہیں

ہوتی ہی۔ یا بذاتِ خود تو مفید و کار آمد نہ ہوں لیکن اشیائے مرغوب بہ کے حصول کا ذریعہ ہوسکتی ہیں جیسے روپیہ کہ اُس سے ایحتاج مہیا کیا جاتا ہی انسان کی ساری کوششیں ان دو قسموں کے حاصل کرنے میں مصروف ہیں یہی حال نیکیوں کا ہی بعض نیکیاں مقصود بالذات ہیں جیسے سچائی۔ انصاف۔ شفقت۔ اطاعت وغیرہ اور بعض اُن کے حاصل کرنے کا واسطہ جیسے نماز کا قیام وقعود یا روزہ میں ترک غذا وغیرہ۔

عمومیت کے ساتھ کہا جا سکتا ہی کہ اخلاقی خوبیاں مقصود بالذات ہیں اور مذہبی عبادتیں اُن کے تحصیل کا ذریعہ۔

عبادتوں کی غرض یہ ہی کہ انسان پر اُن کا نمایاں اثر او عملی فائدہ مترتب ہو۔ نماز اس حیثیت سے ادا کی جائے کہ قلب میں خوف وخشیت پیدا ہو خدا ترسی آئے کبر ونخوت کی بجائے انسانی ہمدردی ومحبت کے جذبات پیدا ہوں فواحش کے ارتکاب سے احتراز ہو۔ کیا یہ مناسب ہی ہم نماز تو پڑھیں اور دوسری بُرائیاں ترک نہ کریں روزہ رکھیں اور صبر وحلم کی بجائے غصہ وبد مزاجی بڑھ جائے فحش کلامی غیبت وکذب بیانی سے کام لیا جائے زکوٰۃ ادا کی جائے اور دوسرے اہم حقوق عباد سے روگردانی ہو۔ فریضۂ حج کے بعد بھی قلب خوفِ الٰہی سے خالی ہو انکساری ومحبت کی جگہ بغض وعناد کے جذبات پیدا ہوں۔

تن پروری خلق فزوں شد ز ریاضت   جز گرمی افطار ندارد رمضاں ہیچ

اس باب میں حضور انور روحی لہ الفدا کی تعلیم تو یہ بتاتی ہی کہ صرف غیبت سے روزہ نماز وضو سب کچھ فاسد ہو جاتے ہیں۔

اسلام نے جس قدر بھی اعمال وعبادات مقرر کیئے اُن کی غرض انسان کا اخلاق وعادات کی درستی اور اُس کے اندر ملکوتی صفات پیدا کرنا ہی عبادتیں انسان کو مقصودِ حیات تک پہونچانے کے لیئے بہترین راستہ بتاتی ہیں۔ اگر مسلمان احکام اسلام کے

جمع کر دیا تاکہ پڑھنے والوں کو سہولت اور اسلامی نظامِ عمل سے واقفیت پیدا ہوسکے عبادات و فرائض وغیرہ کے عنوانات میں ایک حد تک طوالت ہوگئی مگر یہ وہ اہم ضروریات ہیں جن کی مسلمانوں کو ہر وقت حاجت ہی پھر یہ کہ بار بار اس قسم کی تالیفات کا شایع کرنا آسان نہیں۔

آخری معروضہ

مؤلف کی یہ محنت اشاعت وطباعت کی صعوبتوں کے باوجود آپ کی خدمت میں حاضر ہی۔

اگر اہلِ علم۔ مدارس و مکاتب۔ عام و خاص مسلمانوں نے اعانت فرمائی تو دوسری مفید تصانیف پیش کرنے کا موقع حاصل ہوسکے گا۔ خدائے قادر و مقتدر اس محنت کو قبول اور فقیر کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حتی الامکان اس کتاب میں پوری محنت و جانسوزی و احتیاط سے کام لیا گیا ممکن ہی کسی جگہ بشری غلطی ہو جائے اگر ایسی کوئی صورت ناظرین کو معلوم ہو تو فقیر کو مطلع فرمائیں دوسری اشاعت میں اصلاح کردی جائے گی۔

فقیر محمد عبدالحامد قادری معینی بدایونی

خادم دار التصنیف

مولوی محلہ بدایوں

مورخہ ۱۱ر ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۶ر مارچ سنہ ۱۹۳۶ء

در سفر اوجین وسورت تحریر نمود۔

وہ ان محاسن باطنی پر حاوی ہیں جن پر صفاتِ حمیدہ اخلاقِ حسنہ کا انحصار ہے۔ جب تک عبادات کی صحیح کیفیت و لذت نہ پیدا ہو انسان خصائلِ رذیلہ کو ترک نہ کرے وہ عبادات کی روح نہیں پا سکتا یہی سبب ہے کہ ہم نماز روزہ حج و زکوٰۃ کی ادائیگی کے باوجود اُن برکات سے محروم ہیں جن کا قرآن کریم اور احادیث نبوی نے مژدہ سُنایا تھا۔

بلاشبہ مسلم کی زندگی اگر قرآنی نظامِ عمل کی پابند ہو تو کامیابی و کامرانی اُس کے قدم چومے گی نکلنے والا سورج اُس کے مناقب پڑھتا ہوا طلوع ہوگا جب تک مسلمانوں میں روحِ حیات موجود رہی وہ دُنیا کی ہر ملت سے آگے تھے دُنیا اُن کی شاگرد اور وہ معلم تھے۔

اُن کی عملی زندگی تاریخ کا ہمیشہ جلی عنوان بنی رہی اُنھوں نے اپنی ہی زندگی کو درست نہیں کیا بلکہ عالمِ انسانیت کی قسمت کو پلٹ دیا بلاشبہ آج بھی اُن کے یہاں یہ تمام خزانے اوراقِ کتب میں محفوظ ہیں زندگی کی اصلاح و ترقی کا ہر شعبہ بدرجہ اکمل موجود ہے۔

ضرورت عملی اقدام اور قرآنی آیات و احادیث کے مطالعہ کی ہے۔

قومیں الفاظ سے نہیں بلکہ عمل سے بنتی ہیں۔

دُنیا کے مذاہب اسلامی نظامِ عمل سے متمتع ہو رہے ہیں اور بے خبر مسلمان اپنے گھر کی دولت سے محروم ہو کر سمجھ رہے ہیں کہ اُن کے پاس کوئی دستورِ حیات موجود نہیں۔ کاش ہمارے نوجوان اسلام کے زریں اُصول کا بغور مطالعہ فرمائیں تو اُنھیں ماننا پڑے گا کہ دُنیا میں جو بھی تحریکات پیدا ہو رہی ہیں وہ اسلام کا بتایا ہوا سبق ہے۔

مسلمانوں کی ضروریاتِ زندگی پر غور و فکر کرتے ہوئے میں نے اس کتاب کی تالیف شروع کی تمام ضروری عنوانات کو آیات و احادیث اور مسائل کے ساتھ
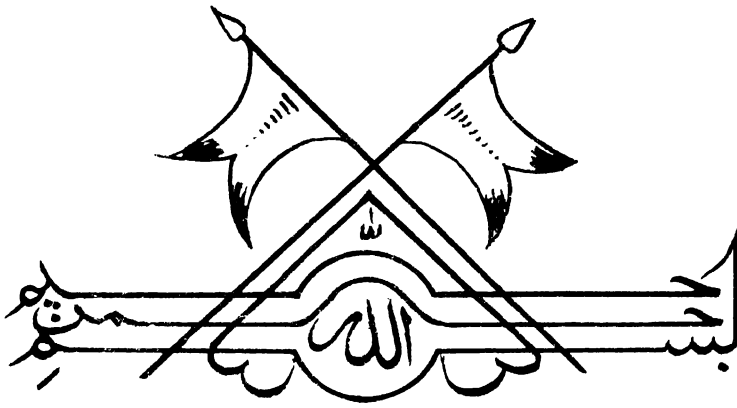
ولادت، تربیتِ اطفال، عقیقہ وغیرہ

اسلام ایک ایسے نظامِ عمل کا نام ہے جس میں انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک کا ہر شعبۂ زندگی بدرجۂ اکمل موجود ہے۔ اس رسالہ کی تالیف کا مقصد بھی یہی ہے کہ از اوّل تا آخر فرائض و عبادات، اعتقادات، اصول و فرائض اور مسلم کی زندگی کا ہر عنوان ابواب کے ماتحت آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں آجائے اور جو ضروری تشریحات اور مسائل ہوں اُن کو پیش کر دیا جائے تاکہ ہر شخص اس ایک رسالہ کو پڑھ کر اسلامی نظامِ عمل سے کماحقہٗ واقف ہو جائے۔ اب ہم بچپن کی زندگی سے رسالہ کا آغاز کرتے ہیں۔

(مؤلف)

پیدائش جب کسی مسلمان کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اُس کے نہلانے دُھلانے کے بعد داہنے کان میں اذان بائیں میں اقامت حی علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلوٰۃ کہیں۔

اللھم ھذہ عقیقۃ ابنی فلاں ...... یا بنتی فلانۃ ...... دمھا بدمہ ولحمھا بلحمہ وعظمھا بعظمہ وجلدھا بجلدہ وشعرھا بشعرہ اللھم اجعلھا فداءً لابنی (یا) لبنتی من النار بسم اللہ اللہ اکبر اگر لڑکا ہے تو فلاں کی جگہ اُس کا نام لیں لڑکی ہے تو اُس کا ضمیریں کا فرق کرلیں۔ عقیقہ کا گوشت ایک تہائی خیرات کردے باقی دو تہائی کچّا تقسیم کردے یا پکا کر احباب واعزہ کو کھلائے۔ ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی یہ لوگ جو گوشت نہیں کھاتے ہیں اس کی غرض فقط اس قدر ہے کہ اپنے بچّہ کی جان کا فدیہ وصدقہ تھا خود اپنے صدقہ میں سے بلاضرورت کیوں کھائیں لیکن شرعاً ممانعت نہیں ہے۔ جانور کی ہڈی نہ توڑنی چاہیئے۔

ساتویں دن نام رکھنا بھی سنّت ہے حضور پاک اور آپ کے صحابہ کے ناموں پر نام رکھنا چاہیے۔ گھاسی، بدھو، نتھو، خیرو، للّو، کلو وغیرہ جیسے مکروہ ناموں سے احتراز چاہیے۔ قبیح اور خراب ناموں کو حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم تبدیل فرما دیا کرتے تھے۔ نام کی تاثیر نام والے کے اندر ہوتی ہے عجب نہیں کہ عمدہ اور بُرے اسمار کا اثر بچہ کی عادات واطوار پر پڑے۔

اگر انسان کو مقدور ہو تو اس موقع پر دعوت وضیافت کرسکتا ہے جس کی ممانعت نہیں ایسے موقع پر سودی قرض لے کر تقریبات کرنا معصیت ہے۔

احادیث عقیقہ

(۱) عن الحسن عن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الغلام مرتھن بعقیقتہ تذبح عنہ یوم السابع ویسمے ویحلق راسہ (ترمذی)

(۱) حسن سمرہ سے روایت کرتے ہیں حضور نے فرمایا لڑکا اپنے عقیقہ کے بدلے رہن رہتا ہے ساتویں دن اُس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اُس کا نام رکھا جائے اور سر مونڈا جائے۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے کان میں سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان واقامت فرمائی۔ اگر گھر کا کوئی بزرگ کہے تو زیادہ بہتر ہے۔ بچہ کے کان میں سب سے پہلی جو آواز جائے وہ خدا کا نام ہو۔

علما نے اذان واقامت کے علاوہ ذیل کی دعائیں بھی پڑھنے کے لیئے نقل فرمائی ہیں۔

اللھم اجعلہ برا تقیا و انبتہ فی الاسلام نباتا حسنا یعنی اے اللہ تو اس کو نیک اور پاک کر اور اسلام میں اچھی طرح نشو ونما پائے۔

اعیذہ باللہ الصمد من شر حاسد اذا حسد۔ یعنی اس بچہ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو حسد کرنے والوں کی برائی اور حسد سے پاک اور بے نیاز ہے۔

اللھم انی اعیذہ بک وذریتہ من الشیطان۔ خداوندا اس بچہ اور اس کی ذرّیت کو شیطان کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لیئے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔"

عقیقہ عقیقہ کرنا سنت ہے اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں بھی اس کا دستور تھا اُس وقت جانور کا خون بچہ کے سر سے لگایا جاتا تھا اسلام چونکہ اس قسم کی خرابیوں کو دور کرنے آیا اس لیئے حضور پاک نے جاہلیت کی بُری رسموں کو مٹا کر جو عمدہ باتیں تھیں اُن کو باقی رکھا۔ گھر کے بزرگ کو چاہیئے کہ وہ اذان وغیرہ دیکر شہد یا کھجور، چھوارہ چبا کر بچہ کے تالو میں لگا دے۔ پیدا ہونے کے بعد سے ساتویں دن عقیقہ کرنا چاہیے اگر کسی وجہ سے ساتویں دن نہ ہو سکے تو چودھویں یا اکیسویں دن کرے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے، یا دو مینڈھے، دُنبے۔ لڑکی کی جانب سے ایک۔ جانور قربانی کی طرح صحیح وتندرست اور فربہ ہونا چاہیے۔ سرکار عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن علیہ السّلام کے عقیقہ میں دو مینڈھے قربان کیئے۔ حضور سیدہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا بچہ کا سر مُنڈا کر بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کردیں۔ عقیقہ کا جانور باپ خود ذبح کرے اگر کوئی غیر بھی کردے تو جائز ہے۔ ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔

اس قدر عرض کرنا ہے کہ والدین کے لیے بچّوں کی تربیت کا زمانہ ہی وہ زمانہ ہوتا ہے اگر اُس کو صحیح راستہ پر لگایا جائے تو نتیجے کارآمد ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں والدین کے لیے سب سے زیادہ ضروری مسئلہ یہ ہے کہ وہ بچّوں کے سامنے اپنا خود بہتر نمونہ پیش فرمائیں تاکہ بچّوں کی ذہنیت وطبیعت پر دوہرا اثر ہو۔ ایک کام سے ماں باپ بچہ کو منع کریں اور خود اُس کے عامل نہوں اس صورت میں بچہ فطرتاً خیال کریگا کہ اگر یہ چیز بُری ہوتی تو سب سے پہلے ماں اور باپ کیوں اُسے ترک نہ کرتے۔

بچوں کے دل پر ماں باپ ابتدا سے جو نقش قائم کرینگے وہ دیرپا ہوگا اگر اُن کے دل میں والدین نے نیک باتیں ڈالدیں تو سعادتِ دینی و دنیوی اُن کو حاصل ہوگی اور اگر غفلت سے اولاد بگڑ گئی بدوں کی صحبت میں پڑی رہی تو ضرور خدا کی نافرمانیاں کرے گی۔

بچہ جب زبان کھولے تو سب سے پہلے اللّٰہ کہلوائیں اور آہستہ آہستہ اُس کو نیک عادتوں سے واقف کریں۔ بات بات پر بچّوں کو مارنا غلط ہے۔ بجائے مہمل اور بے اصل طوطا مینا کی کہانیاں سُنانے کے مذہبی، اخلاقی و اصلاحی، تاریخی قصّے سُنائے جائیں تاکہ اُس کے قلب میں ابتدا سے جوشِ مذہب، پاسِ غیرت، عزم و استقلال، شجاعت و بہادری اطاعتِ الٰہیہ، محبّتِ نبویہ کے جذبات پیدا ہوں اگر اس رنگ پر بچّوں کی تربیت کیجائے تو پھر یہ بچے آگے چلکر قوم کے بہترین فرزند کہلائے جا سکتے ہیں۔

کوئی اسکول یا مدرسہ بچّوں کی زندگی کی اصلاح اُس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک والدین اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کریں۔

رضاعت آیات

(۱) والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ وعلی المولود لہ رزقھن وکسوتھن بالمعروف

(۱) جو شخص اپنی اولاد کو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے تو اُس کی خاطر مائیں اپنی اولاد کو پورے دو برس دودھ پلائیں جس کا وہ بچہ ہے

(۲) عن سلمان بن عامر الضبی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مع الغلام عقیقة فاهریقوا عنه دما واميطوا عنه الاذی (رواہ البخاری)

(۲) حضرت سلمان بن عامر الضبی روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سے سُنا آپ نے فرمایا لڑکے کی ولادت کے ساتھ عقیقہ ہے اُس کی طرف سے خون بہاؤ اور بالوں وغیرہ کی گندگی دُور کرو۔

ہ گندگی دور کرنے کا حکم اسی مصلحت سے فرمایا کہ بطنِ مادر میں بچہ جن آلائشوں کے ساتھ تھا اُسی کو لے کر باہر آتا ہے جب تک صاف نہ کیا جائے گا گندگی رہے گی۔ اسی لیے غسل وختنہ وغیرہ کا حکم دیا گیا (مؤلف)

(۳) وفی روایة ابی داود والنسائی قال من ولد له ولد فاحب ان ینسك عنه فلینسك عن الغلام شاتین وعن الجاریة شاة۔

(۳) ابوداؤد و نسائی میں یونہی آیا ہے کہ حضور نے فرمایا جس کے ہاں بچہ پیدا ہو تو میں دوست رکھتا ہوں کہ اُس کی جانب سے قربانی کی جائے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری۔

ختنہ ختنہ بھی شعارِ اسلامی ہے بہتر یہی ہے کہ چھوٹی عمر میں ختنہ کیا جائے فقہاء نے حکم دیا ہے کہ جو لوگ ختنہ نہ کرائیں اُن سے بادشاہِ اسلام مقاتلہ کرے اس کے لیے کسی خاص وقت کا تعین تو نہیں ہے البتہ اگر ابتداءً کر دیا گیا تو بہت سے امراض کا بھی انسداد ہو جائیگا۔

تربیت اطفال اور رضاعت بچوں کی تربیت کا مسئلہ اس دور میں مختلف صورتوں کے ساتھ دائر ہے جن پر نقد و تبصرہ کا یہ محل نہیں ہمیں صرف

احادیث

(۱) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیامۃ انا و ھو ھکذا وضم اصابعہ (رواہ مسلم)

(۱) حضرت انس راوی ہیں حضور نے فرمایا جو شخص دو لڑکیوں کا اُن کے بالغ ہونے تک کفیل رہا قیامت کے روز میں اور وہ شخص اس طرح آئیں گے جیسے میری اُنگلیاں (یعنی ہم اور وہ بے حد قریب ہونگے)

(۲) عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من کانت لہ انثیٰ فلم یئدھا ولم یھنھا ولم یوثر ولدہ علیھا یعنی الذکور ادخلہ اللہ الجنۃ۔ (رواہ ابوداؤد)

(۲) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حضور نے ارشاد کیا جس کے ہاں بیٹی ہو اُس نے اُس کو نہ تو زندہ درگور کیا نہ ذلت کی حالت میں رکھا نہ اولاد ذکور کو اُس پر ترجیح دی خدا تعالٰی اُس کو جنت میں داخل کریگا۔

تعلیم وادب

(۳) عن جابر بن سمرۃؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لان یؤدب الرجل ولدہ خیر لہ من ان یتصدق بصاع (رواہ الترمذی)

(۳) حضرت جابر بن سمرہ راوی ہیں حضور نے فرمایا کہ آدمی کا اپنی اولاد کو ادب سکھانا ایک صاع خیرات سے بہتر ہے۔

ف یعنی چھوٹی چھوٹی تادیبی باتوں پر بھی ثواب ملے گا (مؤلف)

(۴) عن ایوب بن موسی عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ما نحل والد ولدہ من نحل افضل من ادب حسن (رواہ الترمذی)

(۴) حضرت ایوب بن موسیٰ اپنے والد سے راوی ہیں اور وہ اپنے جد سے حضور نے فرمایا کسی والد نے اپنی اولاد کو نیک ادب سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دیا۔

اولاد کے ساتھ محبت وشفقت

صحیحین میں حضرت انس کی حدیث

لا تکلف نفس الا وسعھا لا تضار والدۃ بولدھا ولا مولود لہ بولدہ وعلی الوارث مثل ذلک فان ارادا فصالا عن تراض منھما وتشاور فلا جناح علیکما اذا سلمتم ما اتیتم بالمعروف واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ بما تعملون بصیر۔

اس پر دستور کے مطابق ماؤں کا کھانا کپڑا دینا لازم ہے کسی کو تکلیف نہ دی جائے مگر وہیں تک کہ اُس کی گنجائش ہو ماں کو بچہ کی وجہ سے نقصان نہ پہنچایا جائے (دودھ پلانے کا نان و نفقہ جیسا اصلی باپ پر ہے) ویسا وارث پر ہے اگر وقت سے پہلے دودھ چھڑانا چاہیں تو اُن پر کچھ گناہ نہیں اگر (دایہ کا) دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ دستور کے مطابق دینا طے کیا تھا اُن کے حوالے کردو اللہ سے ڈرتے رہو جان لو جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُس کو دیکھ رہا ہے۔

ان آیات میں رضاعت کے مسائل وغیرہ بیان کیے گئے دودھ پلانے والی عورات میں حتی الامکان تمام باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اُس کے اطوار کیسے ہیں حسب ونسب کیا ہے تاکہ بچہ پر ان امور کا اثر نہ پڑے جس طرح دودھ کی خرابی کا اثر بچہ کی صحت پر ہوگا اسی طرح اعمال و اطوار کا اثر بچہ کے عادات پر بھی ہوگا۔ دودھ پلانے کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے اس کے احکام اس آیت میں بیان کیئے گئے اگر ماں معذور نہ ہو تو اُس کے ذمہ دودھ پلانا واجب ہے اگر طلاق کے بعد عدت گزر چکی تو بلا اُجرت دودھ پلانا واجب نہیں دوسروں کی مثل اگر اُجرت مانگے تو باپ کو دینا ہوگی اگر ماں دودھ پلانے سے انکار کرے تو اُس کو مجبور نہ کیا جائیگا ہاں اگر پلانا چاہے تو باپ کو جائز نہیں کہ وہ دوسری عورت کا دودھ پلوائے باپ کے ہوتے بچہ کا خرچ باپ کے ذمہ ہے اُس کے بعد اگر بچہ کا مال ہو تو اُس سے ورنہ اُس کے اعزہ وغیرہ کے ذمہ۔ مشرکہ و نصرانیہ عورت کا دودھ ہرگز نہ پلائیں۔

(۸) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت جاءتنی امرأۃ ومعہا ابنتان لہا تسألنی فلم تجد عندی غیر تمرۃ واحدۃ فاعطیتہا ایاہا فقسمتہا بین ابنتیہا ولم تاکل منہا ثم قامت فخرجت فدخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحدثتہ فقال من ابتلی من ہذہ البنات بشیٔ فاحسن الیہن کن لہ سترا من النار۔

(۸) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے پاس ایک عورت مانگنے آئی اُس کے ہمراہ دو بچیاں تھیں مگر میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہ تھا میں نے اُس کو وہ کھجور دیدی عورت نے آدھی آدھی کھجور دونوں میں تقسیم کردی اور خود کچھ نہ کھایا اور اُٹھ کر چلی گئی میں نے حضور کی خدمت میں اس واقعہ کو بیان کیا تو آپ نے فرمایا جو شخص ان لڑکیوں کی وجہ سے مبتلائے تکلیف ہو اور ان کے ساتھ سلوک کرتا ہے تو یہ اُس کے لیے دوزخ کی آگ سے روک اور پردہ ہوجائے گی۔

رسالہ کا سلسلۂ ترتیب یہ تھا کہ بچپن ہی کے زمانہ میں ضروری ضروری مسائل و احکام سے والدین بچوں کو باخبر کردیں اب ہم یہاں مستقلاً **باب الایمان** کے ماتحت ضروری ارکان وغیرہ کا بیان کریں گے۔

جس طرح ہر چیز کی اصل ہوتی ہے اسلام کے بھی اصول و ارکان ہیں جن پر اُس کی بنیاد قائم ہے جب تک ان کا وجود متحقق نہ ہوگا اسلام ثابت نہ ہوگا اس عظیم الشان قلعہ کے جو بنیادی ستون ہیں پہلے اُن کو سمجھنا اور یاد کرنا ضروری ہے۔

ایمان واسلام

ایمان واسلام کو اگرچہ اہل لغت دو جدا جدا لفظ ٹھہراتے ہیں مگر نتیجہ دونوں کا یکساں ہے اسی لیے شریعت میں ایک کی جگہ دوسرے کا اطلاق ہوتا ہے جو مسلمان ہے اُسے مومن بھی کہتے ہیں اور جو مومن

کے الفاظ ہیں کہ حضور انور حضرت ابراہیمؑ صاحبزادہ کی مزاج پرسی کو ابو یوسف لوہار کے گھر (جن کی بیوی صاحبزادہ کو دودھ پلاتی تھیں) تشریف لے گئے آپ نے گود میں لیکر

(۵) فقبله وشمه ثم دخلنا علیه بعد ذلك وابراهیم یجود بنفسه فجعلت عینا رسول الله صلی الله علیه وسلم تذرفان فقال له عبد الرحمن بن عوف وانت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا ابن عوف انها رحمة ثم اتبعها باخری وقال ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا لفراقك یا ابراهیم لمحزونون

(۵) چوما اور اُن کے چہرہ پر اپنا چہرہ اور ناک اس طرح رکھی کہ گویا کوئی شخص کسی چیز کو سونگھ رہا ہے اُس کے بعد جو پھر ہمارا وہاں جانا ہوا تو ابراہیم حالت نزع میں تھے اور حضور کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے پوچھا گیا کہ آپ رو رہے ہیں فرمایا اے ابن عوف یہ رحمت کا اثر ہے اور فرمانے لگے آنکھ آنسو بہاتی اور دل غمگین ہوتا ہے اور ہم وہی کرتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہوتا ہے۔ اور ہم اے ابراہیم تیرے فراق میں مغموم ہیں۔

بخاری میں بروایت حضرت ابوہریرہ مروی ہے ایک بار حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جناب امام حسنؑ کو پیار فرما رہے تھے حابس کا فرزند اقرع تمیمی نے کہا میرے تو دس فرزند ہیں مگر میں نے اُن میں سے ایک کو بھی کبھی نہیں چوما یہ سُن کر آپ نے اُس کی طرف دیکھا اور فرمایا۔

(۶) من لا یرحم لا یرحم (رواہ البخاری)

(۶) جو کسی پر مہربانی نہیں کرتا اُس پر خدا بھی مہربانی نہیں فرماتا۔

حضرات حسنین علیہما السلام کو گود میں لے کر فرماتے۔

(۷) اللھم انی ارحمھما فارحمھما (بخاری شریف)

(۷) خداوندا ان دونوں پر نظر کرم فرما کیونکہ میں ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا ہوں۔

کوئی معبودِ برحق بجز خدا کی ذات کے نہیں وہ یکتا ہے اُس کا شریک نہیں اُسی کی سلطنت و حکومت ہے اُسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

کلمۂ تمجید۵۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔

اللہ ہی کو پاکی ہے اور وہی مستحقِ تعریف ہے خدائے عظیم کے لیئے پاکی ہے وہی قابل تعریف ہے میں اللہ سے اپنے سب گناہوں کی بخشش کی دعا مانگتا ہوں۔

کلمۂ ردِ کفر۶۔ اللھم انی اعوذبک من ان اشرک بک شیئًا وانا اعلم بہ واستغفرک لما لا اعلم بہ تبت عنہ وتبرات من الکفر والشرک والمعاصی کلھا واسلمت وامنت واقول لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

خداوندا میں تیرے ساتھ کسی کو جان بوجھ کر شریک کرنے کی معافی و پناہ مانگتا ہوں اور تجھی سے طالبِ مغفرت ہوں اُن گناہوں سے جو نادانستہ سرزد ہوئے کفر و شرک اور سب گناہوں سے توبہ اور بیزار ہوتا ہوں۔ میں نے اسلام اختیار کیا اور کہتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور محمد خدا کے رسول ہیں۔

کلمۂ استغفار۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب اذنبتہ عمدًا او خطاء سرًا وعلانیۃً واتوب الیہ من الذنب الذی اعلم ومن الذنب الذی لا اعلم انک انت علام الغیوب وغفار الذنوب وکشاف القلوب ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

میں اپنے اُن تمام گناہوں سے جو قصداً یا بھول چوک سے سرزد ہوئے ظاہر ہیں یا سب سے پوشیدہ کئے خدا سے مغفرت چاہتا ہوں اور خداوندا تو پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا گناہوں کا بخشنے والا دلوں کا کھولنے والا۔ کوئی قوت وطاقت نہیں ہے مگر رب العزت صاحب عظمت ہی کی طاقت ہے۔ ان کلمہ جات سے مسلمان کے قلب میں تازگی و زیادتی ایمان پیدا ہوتی ہے۔

ایمانِ مجمل۔ امنت باللہ کما ھو باسمائہٖ وصفاتہٖ وقبلت جمیع احکامہٖ۔

ہو اُسے مسلم بھی کہتے ہیں ایمان دل سے تصدیق کرنے کا نام ہے اور اسلام ظاہری اعمال کے بجا لانے کا۔

یوں تو ایک شخص صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے سے داخل اسلام ہوجائے گا لیکن دوسرے کلموں سے ایمانی قوت اور زیادہ ہوتی ہے جس کے متعلق اپنی اپنی جگہ احادیث درج ہونگی۔

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے کلمۂ طیبہ پڑھنا خدا کی وحدانیت کا قائل ہونا حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرنا۔ نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ دینا۔ حج کرنا۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

اب انھیں ارکان کو آگے بیان کیا جاتا ہے۔

پہلا رکن ایمان

کلمۂ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش مگر اللہ محمد اُس کے رسول ہیں۔

۲ کلمۂ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ میں گواہی دیتا ہوں کہ عبادت کے قابل اللہ ہی ہے اور محمد اُس کے بندے و رسول ہیں۔

۳ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پاکی وحمد خدائے تعالیٰ کو ہے اور کوئی معبود برحق نہیں مگر اُسی کی ایک ذات ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے نہ کسی سے قوت اور نہ کسی طرف رجوع ہے مگر اللہ کی طرف جو بڑی عظمت والا ہے۔

۴ کلمۂ توحید۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئ قدیر۔

اُبلتے چشموں، خوفناک سمندروں کے مدوجزر کو دیکھکر سوچتا ہے کہ کیا یہی میرا
مطلوبِ اصلی ہیں یہاں بھی اُس کا اطمینان قلب نہیں ہوتا تو وہ زمین سے
نگاہیں بچاکر سیارگانِ شب سے باتیں کرتا ہے یکایک اُس کے سامنے حجلۂ عروسی سے
نکل کر ماہتابِ حسن نمودار ہوتا ہے جس کی جلو میں تمام ستارے اپنی رفتار کا تماشا
دکھاتے ہوئے اپنی منزل سفر ختم کرتے ہیں اور یہ متلاشیِ حق پکارنے لگتا ہے انی لا احب
الا فلین غرض سب کو دیکھکر اور ہر طرف نقل و حرکت کے بعد پھر وہی ایک شے
انسانی دماغ و قلب میں حرکت کرتی ہے کہ ان سب مخلوقات سے ارفع و اعلیٰ
کوئی طاقت ہے جو میرے درد کا مداوا اور مرض کی دوا ہے قلب پکارتا ہے کہ وہ

اللہ ہے

قرآن کریم نے انسانی فہم و عقل کے مطابق جگہ جگہ روزمرّہ کی مثالیں دیکر خدا کے وجود کے
بے شمار دلائل دئے۔ اب رہی یہ بات کہ اللہ کیا ہے؟

اسے مختصراً یوں سمجھ لو

اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے موجود ہے، ہمیشہ رہنے والا ہے، اپنے آپ موجود ہے یہ نہیں
کہ کسی نے اُس کو موجود کیا وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا اور سب حادث ہیں۔
ایک وقت ایسا تھا کہ کوئی نہ تھا پھر اُس کی قدرت و حکم سے موجود ہوگئے۔ اب
پھر ایسا وقت آئے گا کہ خدا کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا جو قدیم و ازلی ہے وہی رہیگا

هو الاول والاخر والظاهر والباطن

نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ اُس کا کوئی باپ ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں سب اُسی کے
تابع و فرماں بردار ہیں۔ اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کا وجود واجب الوجود ہے
اور اس لائق ہے کہ اُس کی عبادت و بندگی کی جائے انسان کی تمام تدبیریں ذہنی
و فکری ارتقاء ترقیات و ایجادات کی تمام بلند پروازیاں اُس کی قوت و قدرت

میں خدا پر اور اس کے اسماء و صفات پر ایمان لایا اور میں نے اس کے احکام کو قبول کیا۔

ایمان مفصل۔ امنت باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ وشرہ

من اللہ تعالٰی والبعث بعد الموت۔

میں خدا پر اس کے فرشتوں۔ اس کی کتابوں۔ رسولوں۔ قیامت کے دن اور تقدیر الٰہی پر

ایمان لایا۔ اس کے ہونے سے قبل خدا جانتا ہے اور ایمان لایا مرنے کے بعد زندہ ہونے پر۔

عقائد

گزشتہ اوراق میں ایمان و اعتقاد کے وہ کلمے جن میں عقائد کی سب اصولی و بنیادی چیزیں آگئیں درج ہو چکے ہیں مگر یہاں اُن کی ایک گونہ علٰحدہ علٰحدہ تصریح کی جائے گی تاکہ ہر رکن کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

اللہ

انسان ہوش سنبھال کر اپنی اُن تمام فطری طاقتوں کے باعث جو اُسے خلّاق عالم نے عطا کیں اور جن کی بدولت اُس کا رتبہ و اعزاز عرشیوں سے افضل و اعلٰی ہو گیا اور اشرف المخلوقات ٹھیرایا گیا۔

اس کارخانۂ عالم کی ہر شے کا جب مطالعہ کرتا ہے تو اُس کی حقیقت بین نگاہ قلب میں یہ وجدان و کیفیت پیدا کرتی ہے کہ کل شئ یدل علٰی صانعہ یعنی ہر شئے اپنے صانع اور بنانے والے کے وجود کو پکارتی ہے کبھی تو وہ لہلہاتے ہوئے چمنوں کو دیکھ کر متحیّر ہوتا ہے کبھی سبزہ زاروں پر اُسکی متعجب نگاہ جم جاتی ہے اور اُس کا دل رنگ برنگ کے پھولوں کی جھاک پر راغب ہو کر کہتا ہے کہ کیا زمین کی قوت، پانی کی طاقت، باغبان کی محنت نے یہ تختہ لگا دیا ہے۔ وہاں سے ہٹ کر وہ بہتے آبشاروں،

له به عند ربه انه لا یفلح الکافرون۔

جس کی وہ اپنے خدا کے پاس کوئی دلیل نہیں رکھتا تو اُس کا حساب پروردگار ہی کے پاس ہے جو کافروں کو فلاح نہیں دیتا۔

(۲) قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔

(۲) کہدو کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ کوئی اُس کی برابر ہے۔

(۳) والٰھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم۔ (بقرہ)

تمہارا معبود خدائے واحد ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں بڑا رحم کرنے والا ہے۔

(۴) واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہٖ شیئًا۔ (سورۂ نسا)

(۴) اللہ کی عبادت کرو کسی چیز کو اُس کے ساتھ شریک نہ کرو۔

(۵) قل اندعوا من دون اللہ ما لا ینفعنا ولا یضرنا۔ (انعام)

(۵) کہدو کیا ہم اللہ کے سوا اُن کو پکاریں جو ہمارا نہ بھلا کر سکتے ہیں اور نہ ہمیں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

(۶) لوکان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا۔

(۶) اگر آسمان و زمین میں خدا کے سوا کئی معبود ہوتے تو اُن میں فساد ہو جاتا۔

شرک پر طلب بُرہان

(۷) ام اتخذوا من دونہ آلھۃ قل ھاتوا برھانکم۔

(۷) کیا خدا کو چھوڑ کر اُنھوں نے اپنے معبود قرار دئے ہیں اُن سے کہو لاؤ اپنی دلیلیں۔

(۸) امن یبدء الخلق ثم یعیدہ ومن یرزقکم من السماء والارض ءالٰہ

(۸) کون آفرینش کا آغاز کرتا پھر اُسے لوٹاتا ہے کون تمھیں آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے

کے مقابلہ میں سطحی و کمزور ہیں۔
اس مختصر سی کیفیت کے ساتھ ایسے وجود کی کچھ صفات بھی ہیں اور وہ اپنے صفاتی ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ زندگی، علم، قدرت، ارادہ۔ سننا۔ دیکھنا۔ کلام کرنا، پیدا کرنا۔ یہ سب صفات بھی اُس کی قدیم ہیں عجز و جہل، کذب۔ اور تمام عیبی صفات ذاتِ الٰہی میں نہیں اور نہ اُن کا ہونا ممکن۔ وہ جسم و جوہر وغیرہ سے پاک ہے۔ زمانہ، جہت سے بھی مبرّا ہے۔
یہ بات کہ وہ عرش سے اوپر ہے"
اس کا مطلب یہ نہیں کہ اُس کی جہت ہے عرش اور ماسوائے عرش جو کچھ ہے وہ اُس کی مخلوق ہے وہ عرش یا ماسوائے عرش میں محدود نہیں عرش میں مخلوقات سے زیادہ نورانیت ہے اس طور پر عرش آئینۂ ظہورِ عظمت و کبریائی ہے۔ ورنہ عرش اور دیگر مخلوق مخلوق ہونے کے لحاظ سے مساوی ہیں۔ قلبِ مومن میں بھی اُس کی تجلیات موجود ہیں
نحن اقرب الیہ من حبل الورید اُس کی نزدیکی و قرب کی شاہد ہے۔
خدا کسی مجموعہ کا نام نہیں جیسے اتحادِ ثلثہ باپ، بیٹا، روح القدس یا روح، مادہ جیسے وجودوں کو قدیم بالذات مان کر مجموعہ کا نام خدا رکھیں۔ نہ وہ کسی میں حلول کئے ہوئے ہے نہ اُس کے حصے بخرے ہو سکتے ہیں۔
مختصر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں بے مثل ہے اُس کی خدائی کی نہ تجزی ہے نہ تقسیم نہ اُس کا کوئی شریک ہے اور نہ سہیم۔

آیات
توحید و ردِ شرک

(۱) و من یدع مع اللہ الٰھا آخر لا برھان

(۱) جو کوئی خدا کے سوا دوسرے معبود کو پکارے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثنتان
موجبتان قال رجل یارسول اللہ ما
الموجبتان قال من مات یشرک باللہ
شیئا دخل النار ومن مات لا یشرک
باللہ شیئا دخل الجنۃ (رواہ مسلم)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو باتیں
دو چیزوں کی واجب کرنے والی ہیں ایک
شخص نے کہا یارسول اللہ وہ دونوں باتیں
کیا ہیں ارشاد ہوا جو شخص خدا کے ساتھ شریک
کرتا ہوا مرگیا وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور
جو خدا کے ساتھ شریک نہ کرتا ہوا مرا وہ جنت
میں داخل ہوگا۔ (روایت کیا مسلم نے)

(۳) عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی کذبنی
ابن آدم ولم یکن لہ ذلک وشتمنی ولم
یکن لہ ذلک فاما تکذیبہ ایای فقولہ
لن یعیدنی کما بدانی ولیس اول الخلق
باھون علی من اعادتہ واما شتمہ ایای
فقولہ اتخذ اللہ ولدا وانا الاحد الصمد
الذی لم الد ولم اولد ولم یکن لی کفوا
احد۔ (رواہ البخاری)

(۳) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے حضور
نے فرمایا خداوند برتر فرماتا ہے ابن آدم نے
مجھے جھٹلایا یہ اُس کے لیے زیبا نہ تھا اُس نے
مجھے بُرا کہا اُسے ایسا نہ چاہیے تھا میرے حق
میں اُس کی تکذیب یہ کہنا ہے کہ ہرگز دوبارہ
زندہ نہ کریگا مجھکو جیسا کہ ابتدا کی حالانکہ نہیں ہے
مجھپر اول پیدائش دشوار۔ اعادہ سے اور اُس
کا مجھے بُرا کہنا یہ ہے کہ کہتا ہے اللہ نے اپنے
لیے بیٹا بنایا حالانکہ میں ایک بے پرواہ
ذات ہوں جس نے نہ جنا اور نہ جنا گیا اور نہ
میرا کوئی ہمسر ہے۔

احادیث

(۱) عن علی رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا یؤمن عبد حتی یومن

(۱) حضرت مولا علی رض سے مروی ہے فرمایا
مسلمان کامل الایمان نہیں ہوتا جب تک

مع اللہ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

کیا خدا کے سوا کوئی معبود ہے اے پیغمبر اُن سے کہدو کہ اگر تم سچے ہو تو دلیل لاؤ۔

(۹) لا تجعل مع اللہ الٰہ آخر فتقعد مذموما مخذولا۔ (بنی اسرائیل)

(۹) نہ ٹھیرا اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ورنہ بیٹھ رہے گا مذموم و بیکس ہو کر۔

(۱۰) قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئا۔ (سورۂ انعام)

(۱۰) کہدو آؤ میں سنادوں جو تم پر تمھارے خدا نے حرام کر دیا وہ یہ ہے کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

(۱۱) قل ھذہ سبیلی ادعوا اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی

(۱۱) کہدو یہ ہے میرا راستہ بُلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور جتنے میرے تابع ہوں۔

احادیث

(۱) عن معاذ قال قلت یا رسول اللہ اخبرنی بعمل یدخلنی الجنۃ ویباعدنی من النار قال لقد سألت عن امر عظیم وانہ یسیر علی من یسرہ اللہ تعالیٰ علیہ تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا وتقیم الصلوٰۃ وتوتی الزکوٰۃ وتصوم رمضان وتحج البیت الیٰ آخر الحدیث۔

(رواہ الترمذی)

(۱) حضرت معاذ رضؓ راوی ہیں میں نے حضور انور سے عرض کیا ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کرے اور دوزخ سے دور کر دے فرمایا تو نے ایک بڑے امر کو پوچھا یہ آسان ہے جس پر خدا آسان کر دے خدا کی عبادت کر اور اُس کے ساتھ شریک نہ کر نماز پڑھ زکوٰۃ دے رمضان کے روزے رکھ۔ حج بیت اللہ کر۔

(۲) وعن جابر رضؓ قال قال رسول اللہ

(۲) حضرت جابرؓ سے مروی ہے فرمایا

دیکھ لے۔

(۴) عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح الجنۃ شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ۔

(رواہ احمد) (مشکوٰۃ)

(۴) معاذ بن جبل راوی ہیں فرمایا گیا جنت کی کنجیاں گواہی دینا اس کا ہے کہ نہیں کوئی معبود سوائے خدا کی ذات کے۔

علامتِ ایمان

(۵) عن ابی امامۃ ان رجلا سأل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما الایمان قال اذا سرتک حسنتک وساءتک سیئتک فانت مؤمن قال یا رسول اللہ فما الاثم قال اذا حاک فی نفسک شی فدعہ۔ (رواہ احمد)

(۵) حضرت ابی امامہ سے مروی ہے ایک شخص نے حضور سے پوچھا ایمان کیا ہے۔ (یعنی ایمان کی علامت کیا ہے) فرمایا جب بھلائی تجھے بھلی معلوم ہو اور برائی سے تو ناخوش ہو اُس وقت تو مومن ہے عرض کیا یا رسول اللہ گناہ کیا ہے فرمایا جب تیرے دل میں کوئی چیز چُبھے تو اُس کو چھوڑ دے (یعنی بری معلوم ہو)

(رواہ احمد)

تزکیۂ قلوب کا نظام خشیتِ الٰہی اور تقویٰ

مسلمان کے لیئے ضروری ہے کہ ہر وقت خدائے پاک کے احکام کا خیال کرتا رہے اعمال صالحہ کا پابند ہو اپنے دل میں اُسکی عظمت قائم کرے ہر عمل میں ڈرتا رہے۔ خدا سے ڈرنے کے یہ معنے ہیں کہ بندہ اُس کی مرضی کا تابع ہو کوئی کام اُس کے خلاف نہو۔ وہ باتیں جن کے نہ کرنے کا اُسے حکم دیا گیا اُس سے بچے یہی تقوہ ہے سوا خدا کے خوف کے مخلوق کا خوف اُس کے دلمیں نہ آئے۔

آیات

(۱) واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس

(۱) (جواب دہی کے لیے) کھڑے ہونے

بادبع یشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانی محمد
رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بعثنی بالحق
ویؤمن بالموت ویؤمن بالبعث بعد الموت
ویؤمن بالقدر (رواہ الترمذی)

(۲) عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی الخمس
شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا
عبدہ ورسولہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ
والحج وصوم رمضان (متفق علیہ)
مشکوٰۃ شریف)

(۳) عن ابی ہریرۃ رض قال اتی اعرابی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال دلنی علی عمل
اذا عملتہ دخلت الجنۃ قال تعبد اللہ
ولا تشرک بہ شیئا وتقیم الصلوٰۃ المکتوبۃ
وتؤدی الزکوٰۃ المفروضۃ وتصوم رمضان
قال والذی نفسی بیدہ لا ازید علی
ھٰذا شیئا ولا انقص منہ فلما ولی
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ
ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ
فلینظر الی ھٰذا۔ (متفق علیہ) (مشکوٰۃ شریف)

چار باتوں کا اقرار نہ کرے خدائے وحدہٗ
لاشریک کی گواہی میری رسالت کا اقرار
اس صورت سے کہ خدا نے مجھے حق کے ساتھ
مبعوث فرمایا اور موت پر ایمان لائے اور
موت کے بعد قیامت۔ اور قدر پر۔

(۲) حضرت بن عمر رض سے مروی ہے فرمایا
اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے خدائے
وحدہ لاشریک کی گواہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی عبدیت ورسالت کا اقرار۔ نماز پڑھنا۔
زکوٰۃ دینا۔ حج ادا کرنا۔ رمضان کے روزے
رکھنا۔

(۳) حضرت ابی ہریرۃ رض راوی ہیں ایک اعرابی
نے حضور سے عرض کیا کہ مجھے آپ ایسا عمل
بتائیں جسے اختیار کر کر جنت میں جاؤں۔
فرمایا خدا کی عبادت کر اور اس کے ساتھ
شریک نہ کر نماز مفروضہ ادا کر۔ زکوٰۃ دیتا رہ
رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے عرض کیا
خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے
اس میں کمی یا زیادتی نہ کرونگا جب وہ شخص
چلا گیا تو آپ نے فرمایا جسے اچھا معلوم ہو کہ
وہ جنتی کو دیکھے تو اسے چاہیئے کہ اس شخص کو

کرتے خدا اُن کے پاس جس طرح چاہتا ہے رزق بھیجتا ہے۔

آیات

(۱) قل ھو ربی لا الہ الا ھو علیہ توکلت والیہ متاب۔ (سورۂ رعد)

(۱) تم ان سے کہدو وہی میرا پروردگار ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اُسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

(۲) وتوکل علی الحی الذی لا یموت وسبح بحمدہ (الفرقان)

(۲) اُس پر بھروسہ رکھ جس کو موت نہیں اور تسبیح کر اُس کی حمد کے ساتھ۔

احادیث

(۱) عن صہیب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عجبا لامر المؤمن ان امرہ کلہ لہ خیر ولیس ذلک لاحد الا للمؤمن ان اصابہ سراء شکر فکان خیرا لہ فان صبر فکان خیرا لہ (مسلم)

(۱) حضرت صہیب راوی ہیں خدا نے فرمایا مومن کا عجیب حال ہے اُس کے واسطے ہر کام میں بہتری ہے اور یہ چیز مسلمان کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں اگر اُس کو خوشی ہو تو شکر کرے یہ بھی اُس کے واسطے بہتر ہے اور اگر مصیبت پہنچے تو صبر کرے یہ بھی اُس کے لیے بہتر ہے۔

(۲) عن عمر بن الخطاب رض قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لو انکم تتوکلون علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصا وتروح بطانا۔

(۲) حضرت عمر بن خطاب رض راوی ہیں میں نے حضور کو فرماتے ہوئے سنا اگر تم خدا پر پورا بھروسہ کروگے تو وہ تم کو اسی طرح رزق دیگا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے ہوتے ہیں اور شام کو

عن الهوى فان الجنة هي الماوى -
(سورہ نازعات)

(۲) فایای فارھبون (سورۂ نحل)

(۳) واتقوا الله - (احزاب)

(۴) ولا یخشون احدا الا الله وکفی بالله حسیبا -

(۵) انما المؤمنون الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبهم -

(۶) واذا تلیت علیهم ایاته زادتهم ایمانا - (انفال)

(۷) ویخشون ربهم ویخافون سوء الحساب (رعد)

(۸) اتخشونهم فالله احق ان تخشوه - (توبہ)

(۹) ان اکرمکم عند الله اتقاکم -

سے ڈرا اور نفس کو خواہشوں سے روکتا رہا تو اُس کا ٹھکانا جنّت ہے -

(۲) میرا ہی خوف رکھو -

(۳) اور اللہ سے ڈر -

(۴) وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے ہیں اور اُن کا محاسب اللہ ہے -

(۵) ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں -

(۶) اور جب آیات تلاوت کی جایئں تو وہ آیتیں اُن کا ایمان بڑھا دیں -

(۷) اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں حساب کی سختی کا -

(۸) کیا تم اُن سے ڈرتے ہو بس اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اُس سے ڈرو -

(۹) تم میں خدا کے نزدیک وہی زیادہ عزت والا ہے جو متقی زیادہ ہو -

توکّل

مسلمان کو بتایا گیا ہے کہ وہ خدا پر بھروسہ کرے اپنی سعی وکوشش پر ہی نازاں نہ ہو جس نے پیدا کیا ہے اُس نے اپنے بندے کے لیے رزق بھی مقرر کر دیا ہے توکّل کے یہ معنی نہیں کہ ہاتھ پیر باندھ کر بیٹھ جائے بلکہ خدا پر پوری طرح توکّل بھروسہ کرے وہ ضرور عطا کرے گا - جو بندگانِ خدا اُس کی طاعت ومحبت میں محو ہو جاتے ہیں اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں

(۳) فسبح واطراف النهار لعلك ترضیٰ۔
(سورۂ طٰہٰ)

(۳) تسبیح کیا کرو تاکہ تم خوش ہو جاؤ۔

(۴) سبح اسم ربك الاعلیٰ الذی خلق فسویٰ۔

(۴) اے پیغمبر اپنے پروردگار (عالی) کے نام کی تسبیح کیا کرو جس نے (تمام مخلوقات کو) بنایا اور درست کیا۔

(۵) فسبح بحمد ربك وكن من الساجدين
(الحجر)

(۵) پس تسبیح کرو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور سجدہ کرنے والوں میں ہو جاؤ۔

(۶) لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه وتسبحوه بكرة واصيلا۔
(الفتح)

(۶) تاکہ تم لوگ ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسول پر اور اُس کی تعظیم و توقیر کرو اور اُس کی تسبیح صبح و شام کرو۔

(۷) فسبح باسم ربك العظيم (سورہ واقعہ)

(۷) پس تسبیح کر اپنے رب کی جو بڑا ہے۔

(۸) سبح لله ما فی السموات وما فی الارض
(حدید)

(۸) تسبیح کر اللہ کے واسطے اُسی کا ہے جو کچھ زمین و آسمان میں ہے۔

احادیث متعلق تسبیح

(۱) عن سمرة بن جندب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احب الكلام الى الله اربع سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر لا يضرك بايهن بدأت (رواه مسلم)

(۱) سب سے زیادہ محبوب کلام اللہ کے نزدیک چار ہیں سبحان اللہ۔ والحمد للہ۔ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اللہ پاک نہیں ضرر کرتا تجھکو یہ کہ کسی نام کے ساتھ تو شروع کرے (یعنی خواہ پہلے سبحان اللہ کہے یا الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ۔

(۲) عن ابی هريرة رض قال قال رسول الله

(۲) حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے فرمایا

پیٹ بھرلوٹتے ہیں۔

(۳) عن ابی الدرداء قال قال رسول اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلم ان الرزق لیطلب العبد کما یطلبہ اجلہ۔

(رواہ ابو نعیم فی الحلیہ)

(۳) حضرت ابی درداء راوی ہیں حضور نے فرمایا رزق بندہ کو اُسی طرح تلاش کرتا ہے جس طرح موت ڈھونڈتی ہے۔

تسبیح

خدا کی تسبیح وتحمید بندہ کا فرض ہے قرآن حکیم اور احادیثِ نبویہ میں جگہ جگہ تسبیح کی تاکید کی گئی ہے اور اُس کے بہتر ومناسب اوقات بھی بتا دیئے گئے ہیں اگر خلوصِ نیت اور سچی خشیت وخوف کے ساتھ بندہ اپنے رب کی تسبیح کرتا رہے تو ضرور اُس کا فیض حاصل کرے گا الفاظِ تسبیح یہ ہیں۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ
واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

آیات

(۱) وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ومن الليل فسبحه وادبار السجود (سورۂ ق)

(۱) اپنے رب کی تسبیح وحمد کرو سورج نکلنے سے قبل اور غروب سے پہلے اور کچھ رات کے حصہ میں اُس کی تسبیح کرو اور نمازوں کے بعد بھی۔

(۲) وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها ومن آناءِ الليل۔

(۲) آفتاب نکلنے سے قبل اور ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کرو رات کے وقتوں میں اور دن کے لگ بھگ۔

(۵) عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قال عبد لا الہ الا اللہ مخلصا قط الا فتحت لہ ابواب السماء حتی یفضی الی العرش ما اجتنب الکبائر۔ (رواہ الترمذی)

(۵) حضرت ابوہریرہ راوی ہیں فرمایا جب کبھی کوئی بندہ خلوص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہتا ہے خدا اُس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولتا ہے یہاں تک کہ وہ عرش کے قریب ہوجاتا ہے جب تک کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

(۶) وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال حین یصبح وحین یمسی سبحان اللہ وبحمدہ مائۃ مرۃ لم یات احد یوم القیامۃ بافضل مما جاء بہ الا احد قال مثل او زاد علیہ۔ (متفق علیہ)

(۶) جس نے صبح و شام سبحان اللہ وبحمدہ سو بار پڑھا نہیں لائے گا کوئی عمل بہتر قیامت میں اُس چیز سے کہ لائیگا یہ شخص مگر وہ کہ کیا اُس نے اُس کی مانند یا اُس سے زیادہ کیا۔

توبہ و استغفار

اسلام دینِ فطرت ہے اس لئے اُس کا ہر حکم اپنے اندر حقائق رکھتا ہے چونکہ بندہ بشری حیثیت سے عام طور پر اچھائی اور بُرائی دونوں کی قُوّت رکھتا ہے اس لئے وہ اگر کسی وقت شہواتِ نفسانی، خدشاتِ شیطانی کے باعث گناہ و معصیت میں مبتلا ہوجائے تو اب یہ نہیں کہ خطاؤں کی معافی کے لیے کوئی شکل ہی باقی نہ ہو اسلام مقدس نے ایسے اوقات پر حکم دیا انسان اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرے اُس کے الفاظ بھی معین کر دئے گئے اگر توبہ کے بعد انسان اُس معصیت میں دوبارہ آلودہ نہ ہوا تو پھر صالح بندوں میں جا ملے گا اور خدائے رحیم و کریم اُس کے لئے رحمت و

صلی اللہ علیہ وسلم من قال لا الٰہ
الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک
ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر
فی یوم مائۃ مرۃ کانت لہ عدل
عشر رقاب وکتبت لہ مائۃ حسنۃ
ومحیت عنہ مائۃ سیئۃ وکانت لہ
حرزا من الشیطان یومہ ذلک حتی
یمسی ولم یأت احد بافضل مما
جاء بہ الا رجل عمل اکثر منہ۔
(متفق علیہ)

(۳) عن جابر رض تعالیٰ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من قال سبحان اللہ
العظیم وبحمدہ غرست لہ نخلۃ
فی الجنۃ۔ (رواہ الترمذی)

(۴) عن جابر رض قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم افضل الذکر لا
الٰہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد للہ
(رواہ الترمذی)

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے
لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الملک
ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر دن میں سو
بار پڑھا اُس کو دس غلام آزاد کرنے کی
برابر ثواب ملے گا اور سو نیکیاں اُس کے
اعمال میں لکھی جائیں گی اور اسی طرح
سو برائیاں دور کی جائیں گی شیطان
سے اُس کو پناہ ہوگی اُس دن شام تک
نہیں لایا کوئی عمل اس چیز سے بہتر کرنے والا
اُس کو مگر وہ شخص کہ عمل کیا زیادہ اُس سے۔

(۳) حضرت جابر راوی ہیں حضور نے
فرمایا جس نے سبحان اللہ العظیم وبحمدہ
پڑھا اُس کے لیے جنت میں کھجور کا درخت
لگایا جاتا ہے۔

(۴) حضرت جابر سے مروی ہے فرمایا تمام
ذکروں میں افضل لا الٰہ الا اللہ ہے اور
افضل دعاؤں میں الحمد للہ ہے۔

تسبیح میں خلوص اور اسکا نتیجہ

اکثر من سبعین مرۃ (رواہ البخاری)

کرتا ہوں۔

نوٹ:- (اس حدیث میں اُمّت کو رغبت دلانا مقصود تھا آپ معصوم ہو کر ستر بار استغفار فرمائیں تو امت کو زیادہ سے زیادہ توبہ و استغفار کرنا ضروری ہے)
(مؤلف)

(۲) عن عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب اللہ علیہ (متفق علیہ)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے حضور نے ارشاد فرمایا بندہ جس وقت اعتراف گناہ کر کر پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

(۳) عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المؤمن اذا اذنب کانت نکتۃ سوداء فی قلبہ ان تاب واستغفر صقل قلبہ وان زاد زادت حتی تعلوا قلبہ فذلکم الران الذی ذکر اللہ تعالی کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون (رواہ احمد والترمذی)

(۳) حضرت ابی ہریرہ راوی ہیں حضور نے ارشاد کیا جب مومن گناہ کرتا ہی تو اُس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ ہو جاتا ہے اگر توبہ و استغفار کرتا ہے تو اُس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر گناہ زیادہ کرتا ہے تو وہ نکتہ زیادہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اُس کے دل کو گھیر لیتا ہے۔ پس یہ ہے ران جس کا ذکر اللہ تعالے نے اس آیت میں فرمایا ہرگز نہیں یوں بلکہ زنگ باندھا ہے اُن کے دلوں پر اُس چیز نے کہ وہ کرتے تھے۔

رضوان کے دروازے کھول دیگا۔ توبہ اصل میں توبۂ نصوح ہونی چاہیے۔ آج کل کے زمانہ میں ہم صدہا بار توبہ کرتے ہیں اور پھر اُسی معصیت میں مبتلا ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری حالتیں درست فرمائے۔ اب ذیل میں توبہ و استغفار کے متعلق چند آیات و احادیث درج کی جاتی ہیں۔ مؤلف

آیات

(۱) واستغفر اللہ ان اللہ کان غفورا رحیما (سورۂ نساء)

(۱) خطاؤں کی معافی خدا سے چاہو۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۲) ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما۔ (سورۂ نساء)

(۲) جس نے کوئی بُرائی کی یا اپنے نفس پر ظلم کیا پھر خدا سے مغفرت چاہی تو وہ خدا کو غفور و رحیم پائے گا

(۳) استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ۔ (سورۂ ہود)

(۳) اپنے رب سے مغفرت مانگو پھر اُسی کی طرف توبہ کرو۔

(۴) یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا۔ (سورۂ تحریم)

(۴) اے ایمان والو اللہ کی جناب میں خالص توبہ کرو۔

(۵) وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفوا عن السیئات ویعلم ما تفعلون۔ (سورۂ شوریٰ)

(۵) وہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور خطائیں معاف کرتا ہے اور جو تم کرتے ہو جانتا ہے۔

احادیث

(۱) عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واللہ انی لا ستغفر اللہ واتوب الیہ فے الیوم

(۱) حضرت ابوہریرہ راوی ہیں حضور نے فرمایا خدا کی قسم میں ایک دن میں استغفار و توبہ خدا کی بارگاہ میں ستر سے زیادہ بار

اخ او صدیق فاذ الحقتہ کان احب الیہ من الدنیا وما فیھا وان اللہ تعالیٰ لیدخل علی اھل القبور من دعاء اھل الارض امثال الجبال وان ھدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لھم

(رواہ البیہقی۔ فی شعب الایمان)

دوست کی دعائیں پہنچنے کا منتظر ہوتا ہے جب دعا اُس کے پاس پہنچتی ہے تو اُس کو یہ بات دُنیا وما فیہا سے زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہے بے شک خدا (اجر) پہنچاتا ہے قبر والوں کو زمین والوں کی دعا کے باعث مثل پہاڑوں کے زندوں کا مُردوں کے لیئے ہدیہ یہ ہے کہ وہ اُن کے لیئے استغفار کریں۔ (رواہ البیہقی)

ملٰئکہ

فرشتے خدا کی مخلوق ہیں جن پر ہمیں ایمان لانے کا حکم ہوا وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے جو کام اُن کے لیے مقرر فرما دئے گئے ہیں بلاکم و کاست اُن کو انجام دیتے ہیں۔ وہ نہ مرد ہیں نہ عورت کچھ تو وہ ہیں جو بجز تسبیح و تحمید کے اور کچھ نہیں کرتے بعض کو خدا نے انبیا و مرسلین پر وحی پہنچانے کے لیئے مقرر فرما دیا ہے ان فرشتوں کے حق میں خطا بھول چُوک نہیں۔ وہ جو کچھ خدا کی طرف سے پہنچاتے ہیں حق ہے اُس میں احتمال کا محل ہی نہیں۔ فرشتوں کے متعلق کچھ آیات درج کی جاتی ہیں۔

آیات

(۱) الحمد للہ فاطر السموات والارض جاعل الملئکۃ رسلا اولی اجنحۃ مثنٰی وثلث وربٰع یزید فی الخلق مایشاء۔

(۱) تمام تعریفوں کا مستحق خدا ہے جس نے زمین و آسمان بنائے اور اُس نے فرشتوں کو پیامبر بنایا جن کے دو دو تین تین۔ چار چار بازو ہیں بناوٹ میں جو چیز چاہے

رواہ احمد والترمذی۔

(۴) عن ابن عباس رضہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من لزم الاستغفا رجعل اللہ لہ من کل ضیق مخرجا ومن کل ھم فرجا ورزقہ من حیث لا یحتسب۔
(رواہ احمد وابوداود وابن ماجہ)

(۴) حضرت ابن عباس رضہ راوی ہیں حضور نے فرمایا جس نے استغفار پڑھنا لازم کرلیا مقرر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے تنگی سے نکلنے کی راہ کو اور ہر غم سے خلاصی۔ اور رزق دیتا ہے جہاں سے گمان بھی نہیں کرتا۔
(رواہ احمد وابوداود وابن ماجہ)

اولاد کی طرف سے استغفار وتوبہ کا بدلہ

(۵) عن ابی ھریرۃ رضہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل لیرفع الدرجۃ للعبد الصالح فی الجنۃ فیقول یا رب انی لی ھذہ فیقول باستغفار ولدک لک
(رواہ احمد)

(۵) حضرت ابوہریرہ رضہ روایت کرتے ہیں حضور نے ارشاد کیا۔ خدا نیک بندہ کا درجہ بہشت میں بلند کرے گا بندہ کہیگا اے پروردگار یہ درجہ کہاں سے حاصل ہوا ارشاد ہوگا تیرے فرزند کے استغفار کی بدولت۔

(۶) عن عبد اللہ بن عباس رضہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینظر دعوۃ تلحقہ من اب او ام او

(۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضہ راوی ہیں حضور نے فرمایا مُردہ کی حالت قبر میں ڈوبنے والی کی طرح ہوتی ہے (یعنی اُسکا کوئی ہاتھ پکڑے) وہ فریادی باپ ماں بھائی

جنات فرشتوں کے علاوہ دوسرے گروہ کا نام جنات ہے جو فرشتوں سے ملتے جلتے ہیں۔

کتب الٰہیہ تیسری چیز جس پر ایمان لانا ضروری ہے خدا کی وہ تمام کتابیں ہیں جو خدا نے قرآن مجید سے قبل اُتاریں صحیح اور کامل تعداد تو نہیں بتائی گئی البتہ اُن میں مشہور چار ہیں۔

توراۃ۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر۔ **زبور**۔ حضرت داؤد علیہ السّلام پر نازل ہوئی۔ **انجیل**۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر۔ اور آخر میں تمام کتابوں کا سرچشمہ خداوند برتر کا مکمل صحیفہ قرآن کریم حضرت ختم رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ ان چاروں کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

لیکن اس چیز کو بھی سمجھنے جاؤ کہ قرآن مجید سے قبل ایک کتاب بھی ایسی نہ تھی جس میں تحریف و تبدیلی نہ کردی گئی ہو ہمارا ایمان اُن کتب ماسبق پر ہے جو خدا کے یہاں سے ان حضرات پر نازل فرمائی گئیں۔

بالفعل یہ عزت سوائے قرآن مجید کے اور کتاب کو حاصل نہیں کہ وہ اپنی اصلی و حقیقی شان کے ساتھ موجود ہے۔

(۱) قل آمنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علیٰ ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسےٰ والنبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون۔ (آل عمران)

(۱) (اے محمد) کہدو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اُس پر جو ہم پر اُتارا گیا اور جو اُتارا گیا ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور اولاد یعقوب پر۔ اور جو دیا گیا موسیٰ اور عیسیٰ اور نبیوں کو اُن کے رب کی طرف سے ہم فرق نہیں کرتے کسی ایک میں بھی اور ہم تو اُسی کے حکم بردار ہیں۔

(۲) والملٰئکۃ یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الارض -

بڑھا دیتا ہے -

(۲) فرشتے اپنے رب کی تسبیح اور تعریف میں لگے ہوئے ہیں زمین والوں کے لیئے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں -

(۳) من کان عدوا للہ وملٰئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکائیل فان اللہ عدو للکافرین

(۳) جو شخص خدا اور اُس کے فرشتوں، رسولوں، جبرئیل ومیکائیل کا دشمن ہو - پس اللہ کافروں کا دشمن ہے -

(۴) وان علیکم لحفظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون -

(۴) حالانکہ تم پر ہمارے محافظ کراماً کاتبین مقرر ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ اُن کو معلوم رہتا ہے -

(۵) لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ -

(۵) انسان کے آگے پیچھے خدا کی طرف سے حفاظت کے لیئے فرشتے مقرر ہیں -

(۶) لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون -

(۶) خدا اُن کو جو حکم دیتا ہے اُس کی نافرمانی نہیں کرتے اور احکام کی تعمیل کرتے ہیں -

---

ان آیات شریفہ سے مختصراً فرشتوں کی نوعیت معلوم ہو جاتی ہے مشہور فرشتوں میں حضرت جبرئیل - حضرت میکائیل - حضرت اسرافیل - حضرت عزرائیل ہیں جن کے علٰحدہ علٰحدہ کام ہیں - اسلام سے قبل بعض جہال کا خیال تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں - اس مذموم خیال کی قرآن مجید میں باوقات مختلف تردید فرمادی گئی ہے - بعض افراد اس زمانہ میں ملٰئکہ کے وجود ہی سے انکار کرتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں - اگر گنجائش ہوتی تو اس بارہ میں مزید تشریح کی جاتی -

وغیرہ کی قیود لگا کر بتا رہا ہے کہ پڑھنے والا اُس کے معانی و مطالب میں غور و فکر کرے۔
ہمیں اس کا تو شوق ہے کہ قرآن کریم عمدہ عمدہ غلافوں میں محفوظ رہے یا کبھی مصیبت و
تکلیف کے وقت اوراقِ شریفہ کی ہوا دیدی جائے۔ یقین کیجئے مسلمانوں نے خدا
کے اس آخر اور مکمل صحیفہ پر عمل کرنے کے بعد دُنیا کے ہر حصّہ کو ہلا ڈالا آج بھی اگر ہم اپنی
فوز و فلاح چاہتے ہیں تو احکامِ قرآنی سے باخبر ہو کر اُس پر عمل کریں۔

فضائلِ قرآنِ پاک

احادیث

فضائلِ قرآن و ماہرینِ قرآن

(۱) عن عثمانؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ۔ (رواہ البخاری)

(۱) حضرت عثمانؓ سے مروی ہے حضور نے فرمایا تم میں وہ شخص ہی بہتر ہے جس نے قرآن کو سیکھ کر (دوسروں کو) سکھایا۔ ف یہاں سیکھنے سے مراد قرآن کریم کے حقائق و دقائق بھی مراد ہیں۔

(۲) عن عائشۃؓ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الماھر بالقرآن مع السفرۃ الکرام البررۃ والذی یقرء القرآن ویتتعتع فیہ وھو علیہ شاق لہ اجران متفق علیہ۔

(۲) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں حضور نے فرمایا قرآن کا ماہر اُن فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو نیکوکار بزرگ ہیں اور جو قرآن کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور یہ بات اُس پر گراں ہے اُسے دوہرا اجر ہے ف ماہر تو افضل ہی ہے مگر اٹک اٹک کر پڑھنے والے کو باعتبار مشقت کے ثواب ہے۔ (مؤلف)

(۲) یا ایھا الذین آمنوا آمنوا باللہ ورسولہ والکتٰب الذی نزل علی رسولہ والکتٰب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملٰئکتہ ورسلہ والیوم الاٰخر فقد ضل ضلالاً بعیدا۔ (سورۂ نسار)

(۲) اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسول اور اُس کتاب پر جو اُس پر اُتاری گئی اور اُس کتاب پر جو اس سے پہلے اُتری جو خدا اور اُس کے فرشتوں رسولوں اور قیامت سے انکار کرے پس وہ بہت دور بھٹک گیا۔

(۳) آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون۔ کل آمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ۔ (بقرہ)

(۳) ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے مان لیا جو اُن پر پروردگار کی طرف سے اُترا اور مسلمانوں نے بھی۔ سب کے سب ایمان لے آئے اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور پیغمبروں پر۔

عالمِ انسانیت کو درس دینے والی آخر و مکمل کتاب قرآن مجید

جس چیز نے مسلمانوں کو برباد کیا وہ قرآن کریم سے بے توجہی ہے جو کتاب سارے جہان کے لیئے بشیر و نذیر ہو جسکے دروازے بلا امتیاز ہر قوم و ملت کے لیئے کھلے ہوئے ہوں، جس میں عالمِ انسانیت کی دینی، دُنیوی، اخلاقی، معاشرتی، علمی، تجارتی و اقتصادی ضروریات زندگی کے ہر شعبہ کو مکمل کرنے کا سامان ہو۔ اس صحیفہ آلٰہی کے حقائق و معلومات سے مسلمان ہی بے خبر ہیں۔ بلاشبہ تلاوتِ قرآن پاک بھی باعث اجر و ثواب ہے مگر قرآن کریم تو جگہ جگہ تعقلون تعلمون وغیرہ کی

زیادہ دیتا ہوں (مؤلف)

قرآن کریم پر عمل کرنے والوں کا درجہ

(۵) عن معاذ الجهنی قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم من قرء القرآن وعمل بما فیه البس والداه تاجا یوم القیامة ضوءه احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا لوکانت فیکم فما ظنکم بالذی عمل بهذا (رواه احمد و ابو داؤد)

(۵) معاذ جُہنیؓ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا جو قرآن کی تلاوت کرے اور جو کچھ اُس میں ہے اُس پر عمل کرے اُس کے ماں باپ قیامت کے دن تاج پہنائے جائیں گے جس کی روشنی آفتاب سے اچھی ہوگی جو دنیا میں ہمارے گھروں میں ہے۔

جبتک قرآن کریم پر عمل کرتے رہوگے گمراہ نہو گے

(۶) عن ابی هریرة رضؓ قال قال رسول اللهؐ صلے الله علیه وسلم نزل القرآن علی خمسة اوجه حلال وحرام ومحکم ومتشابه وامثال فاحلو الحلال وحرموا الحرام واعملوا بالمحکم وآمنوا بالمتشابه واعتبروا بالامثال۔

(رواه المصابیح والبیهقی)

(۶) حضرت ابوہریرہ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا قرآن نازل ہوا پانچ طریقوں کے ساتھ حلال، حرام، محکم، متشابہ، امثال پس حلال کو حلال جانو اور حرام کو حرام جانو اور محکم کے ساتھ عمل کرو۔ متشابہ پر ایمان رکھو قرآنی مثالوں سے عبرت حاصل کرو۔

قرآنِ کریم کو ترتیل سے پڑھنے کا بدلہ

(۳) عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقال لصاحب القرآن اقرأ وارتق ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا فان منزلک عند آخر آیۃ تقرأھا (رواہ احمد والترمذی)

(۳) حضرت عبد اللہ بن عمر راوی ہیں حضور نے فرمایا (قیامت میں) پڑھنے والے سے کہا جائیگا کہ قرآن پڑھ اور چڑھ جا (بہشت کے درجوں پر) اور اُس طرح ٹھیر ٹھیر کر پڑھ جیسے دُنیا میں پڑھتا تھا پس تیرا درجہ آخر آیت کے نزدیک ہے کہ تو اُس کو پڑھے گا۔

ے صاحب قرآن سے یہاں مراد وہ شخص ہے جو قرآن کریم کی ہمیشہ تلاوت اور اُس پر عمل کرتا ہے۔ (مؤلف)

(۴) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول الرب تبارک وتعالیٰ من شغلہ القران عن ذکری ومسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین وفضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ (رواہ الترمذی)

(۴) حضرت ابی سعید سے روایت ہے حضور نے فرمایا رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے جس کو باز رکھے قرآن میری یاد اور سوال کرنے سے میں اُس کو اور مانگنے والوں سے بہتر دیتا ہوں کلام اللہ کی بزرگی تمام کلاموں سے ایسی ہے جیسے خدا کی تمام مخلوق پر۔

ے من شغلہ القرآن سے مراد یہ ہے کہ جو شخص قرآن کریم یاد کرنے اور اُس کے معانی سمجھنے میں مشغول رہے تو میں اُس کو مانگنے والوں سے

تابع نہوں اُس کی (قرآن مجید کی جس کو میں لے کر آیا۔

انبیائے ماسبق اور اسلام

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ انبیائے ماسبق کے درجات عالیات اور اُن کے مراتب کی تصدیق کرنے میں اسلام سے زیادہ کسی نے حصّہ نہیں لیا مسلمان کے عقیدہ میں ہر مقدس نبی کی عزت اور اُس پر ایمان لانا فرض قرار دیدیا گیا۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السّلام سے لے کر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسّلام تک جس قدر انبیا آئے ہمارا سب پر ایمان ہے۔ انبیا کا کام بندوں کو صراط مستقیم دکھانا ہے اور توحید کا درس دے کر خدا تک پہنچانا ہے۔ اس اصول میں تمام انبیا ایک ہی تعلیم دینے آئے البتہ قوموں کے حالات وضروریات کے لحاظ سے خاص خاص ہدایات جُدا جدا رنگ میں پیش فرماتے رہے۔ بعض پیغمبروں پر ایمان لانا اور بعض کا انکار کرنا بے دینی اور کفر ہے مسلمان کا درجہ اس مرتبہ میں بھی سب سے اعلیٰ ہے وہ بنی اسرائیل کی طرح نہیں ہے کہ اپنے باپ دادا انبیائے بنی اسرائیل کے علاوہ دوسرے انبیا کا انکار کرے اسلام تو اُن الزامات کو بھی دفع کرتا ہے جو اُن اقوام نے اپنے مقدس انبیا پر لگا رکھے تھے۔

اب رہا یہ امر کہ بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی یہ ایک مشاہدہ ہے کہ ہر انسان اپنے اندر مختلف النوع خصوصیات رکھتا ہے۔ ہر شخص مساوی درجات نہیں رکھتا کسی میں کوئی کمال ہوتا ہے کسی میں کوئی جوہر لیکن اسلام کسی پیغمبر میں ادنیٰ نقص کا بھی قائل نہیں۔

(۱) اسمہ المسیح ابن مریم وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین

(۱) اُس کا نام مسیح ابن مریم ہوگا جو دنیا وآخرت میں باعزت اور مقرب بندوں

(۷) عن مالك بن انس مرسلاً قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم تركت
فيكم امرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله
وسنة رسوله (رواه فى الموطا)

(۷) مالک بن انس روایت فرماتے ہیں
حضرت نے فرمایا میں تمہارے اندر دو چیزیں
چھوڑتا ہوں جب تک تم اُن دونوں سے
تمسک کرتے رہوگے گمراہ نہ ہوگے۔ اللہ کی
کتاب اور اُس کے رسول کی سُنت۔

(۸) عن ابن عباس رض قال من تعلم
كتاب الله ثم اتبع ما فيه هداه الله
من الضلالة فى الدنيا ووقه يوم القيامة
سوء الحساب وفى رواية قال من
اقتدى بكتاب الله لا يضل فى الدنيا
ولا يشقى فى الاخرة ثم تلا هذه الاية
فمن اتبع هداى فلا يضل ولا يشقى
(رواه رزين)

(۸) حضرت ابن عباس راوی ہیں جس نے
قرآن پاک کو سیکھا اور اُس کے بعد جو کچھ قرآن
میں ہے اُس کی پیروی کی تو خدا دنیا میں
اُس کو ہدایت پر ثابت کریگا اور گمراہی سے
بچائیگا جب تک وہ دُنیا میں زندہ ہے
اور قیامت میں بھی بڑے حساب سے اُس
کے ساتھ مواخذہ نہوگا۔ دوسری روایت
میں ہے جس نے کتاب اللہ کی پیروی کی
نہ تو وہ دُنیا میں گمراہ ہوگا اور نہ آخرت میں
اُس پر عذاب ہوگا اُس کے بعد قرآن کریم
کی آیت پڑھی جس کا ترجمہ ہے جس نے
قرآن پاک کا اتباع کیا وہ نہ تو گمراہ ہوگا اور
نہ بدبخت ہوگا۔

(۹) عن عبد الله بن عمرو قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يؤمن
احدكم حتى يكون هواه تبعا لما جئت به
(رواه فى شرح السنة)

(۹) حضرت عبداللہ بن عمرو راوی ہیں۔
حضور نے فرمایا نہیں ہوتا تم میں سے کوئی
کامل الایمان جب تک کہ اُس کی خواہشات

وسلم فخرج حتی اذا دنا منهم سمعهم
یتذاکرون قال بعضهم ان الله اتخذ
ابراهیم خلیلا وقال آخر وموسیٰ کلمه
تکلیما وقال اخر فعیسیٰ کلمة الله وروحه
وقال آدم اصطفاه الله فخرج علیهم
رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال
قد سمعت کلامکم وعجبکم ان ابراهیم
خلیل الله وهو کذٰلك وموسیٰ نجی الله
وهو کذٰلك وعیسیٰ روحه وکلمته وهو
کذٰلك وآدم اصطفاه الله وهو کذٰلك
الا وانا حبیب الله ولا فخر -
الی آخر الحدیث

تھے حضور انور نکلکر اُن کے قریب آئے
اور مذاکرہ سماعت فرماتے رہے بعض صحابہ
کہتے تھے بے شک اللہ نے حضرت
ابراہیم کو خلیل بنایا دوسرے کہتے موسےٰ
علیہ السّلام کو کلیم کیا عیسیٰ علیہ السّلام کو
کلمۃ اللہ وروح اللہ بنایا آدم علیہ السّلام
کو صفی اللہ کیا۔

آپ تشریف لے آئے اور فرمایا میں نے
تمہارے کلام اور تعجب کو سُنا بے شک
ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی
تھے موسیٰ نجی اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی
تھے عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور وہ
ایسے ہی تھے آدم صفی اللہ ہیں اور وہ
ایسے ہی تھے۔

خبردار ہو میں اللہ کا حبیب ہوں اور
اس پر فخر نہیں کرتا۔

رسالتِ محمدیہ

سرکار ابد قرار حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر خداوند عالم نے نبوت ختم فرمادی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہر قسم کی نبوت آپ پر ختم ہوچکی اب جو شخص نبوت کے کسی حصّہ میں اپنے آپ کو ظاہر کرے وہ کافر ہے۔ آپ کا دین جملہ ادیان کا ناسخ ہے۔ آپ کی رسالت کسی قوم وقبیلہ کے ساتھ مخصوص نہیں

ویکلم الناس فی المھد وکھلاً ومن الصالحین (آل عمران)

(۲) ماکان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما وماکان من المشرکین۔

(۳) ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض و یریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلاً اولٰئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا والذین آمنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منھم اولٰئک سوف یؤتیھم اجورھم وکان اللہ غفورا رحیما۔

میں ہوگا اور گہوارہ میں لوگوں سے باتیں کرے گا۔

(۲) حضرت ابراہیم یہودی و نصرانی نہ تھے بلکہ فرماں بردار بندے تھے شرک کرنیوالوں میں نہ تھے۔

(۳) جو اللہ اور اُس کے رسولوں کے ساتھ کفر اور تفریق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض سے کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں (کفر و ایمان) بیچ کا راستہ اختیار کریں تو یہی لوگ کافر ہیں کافروں کے لیئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے اور اُن میں سے کسی کے مابین تفریق نہ کی تو خدا اُن کو عنقریب اجر دیگا اور خدا غفور و رحیم ہے۔

حضرات انبیائے ماسبق کے درجات اور احادیث نبویہ

(۱) عن ابن عباس قال جلس ناس من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ

(۱) حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے حضور کے اصحاب بیٹھے ہوئے آپس میں مذاکرہ کر رہے

صلے اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہٖ لا یسمع بی احد من ھٰذہٖ الامۃ یھودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحٰب النار (رواہ مسلم)

ہے اس اُمت میں سے جو کوئی یہودی و نصرانی میری نبوت کو سُن کر مرجائے اور اُس پر ایمان نہ لائے جس کے ساتھ میں مبعوث ہوا ہوں تو وہ دوزخ والوں سے ہوگا۔

(۲) عن ابی موسیٰ الاشعری رضؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثلٰثۃ لھم اجران رجل من اھل الکتاب آمن بنبیہ وآمن بمحمد والعبد المملوک اذا ادیٰ حق اللہ وحق موالیہ ورجل کانت عندہٗ امۃ یطأھا فادبھا فاحسن تادیبھا وعلمھا فاحسن تعلیمھا ثم اعتقھا فتزوجھا فلہ اجران۔ (متفق علیہ)

(۲) حضرت ابو موسیٰ اشعری راوی ہیں حضور نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں جن کا دوہرا اجر ہے ایک اہلِ کتاب میں سے جو اپنے نبی پر بھی ایمان لایا اور مجھ پر بھی ایمان لایا دوسرے وہ غلام جس نے خدا کا حق بھی پورا کیا اور اپنے آقا کا بھی تیسرا وہ شخص جس کے پاس لونڈی ہو وہ اُس سے محبت کرے اُس کو ادب سکھاتا ہو۔ اور شریعت کے مسائل سکھاتا ہو پھر اُس کو آزاد کر کر نکاح کرے تو اُس کے واسطے بھی ۲ دو ثواب ہیں۔

(۳) عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ فکنت

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے مروی ہے حضور نے فرمایا میری اور دیگر نبیوں کی مثال ایک محل کی طرح ہے جس کی دیوار اچھی بنائی گئی اور ایک اینٹ کی جگہ کھلی ہوئی چھوڑ دی گئی گرد پھرنے لگے اُس

بلکہ آپ عالمگیر معلم بن کر تشریف لائے ہیں جس میں انسان کی تمام ضروریات و اصلاحات بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ہر شخص ہمہ قسم کے اسلامی حقوق حاصل کر سکتا ہے۔ ہر نبی و رسول اپنے زمانہ میں آپ کی بعثت و رسالت کا اقرار لیتا رہا۔ آپ جیسا عالم انسانیت میں نہ کوئی ہوا اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔ بغیر آپ کی رسالت کا اقرار کئے انسان فلاح نہیں پا سکتا قرآن کریم کی بیشمار آیات میں آپ کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔ یہاں مختصراً چند آیات موضوع کے ماتحت درج کی جاتی ہیں۔

آیات

(۱) قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین۔ (آل عمران)

(۱) (اے رسول) کہدو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو پس اگر نہ مانیں تو خدا نافرمانوں کو پسند نہیں کرتا۔

(۲) یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول۔ (سورۂ نساء)

(۲) اے ایمان والو خدا اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو۔

(۳) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

(۳) کہدو اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو تاکہ تمکو خدا دوست رکھے۔

(۴) یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تولوا عنہ وانتم تسمعون (حجرات)

(۴) اے ایمان والو خدا اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو اور اُس کے حکم سے سرتابی نہ کرو تم سُن رہے ہو۔

احادیث

رسالت محمدیہ

(۱) عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ

(۱) حضرت ابوہریرہ راوی ہیں۔ فرمایا قسم ہے اُس کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان

ولا فخر وما من نبی یومئذ ادم فمن سواہ الا تحت لوائی وانا اول من تنشق عنه الارض ولا فخر (رواہ الترمذی)

نہیں کرتا اُس دن میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اُس دن آدم اور اُن کے ماسوا جس قدر بھی انبیا ہوں گے میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور میں ہی سب سے پہلے اپنی قبر سے اُٹھونگا اور اس پر فخر نہیں کرتا۔

(۶) عن جابر رضؓ عن النبی صلے اللہ علیه وسلم حین اتاہ عمر فقال انا نسمع احادیث من یہود تعجبنا افتری ان نکتب بعضها امتهوکون انتم کما تهوکت الیهود والنصاری لقد جئتکم بها بیضاء نقیة ولو کان موسی حیاً ما وسعه الا اتباعی (رواہ احمد والبیہقی)

(۶) حضرت جابر رضؓ حضور سے روایت کرتے ہیں حضرت عمر رضؓ آپ کے پاس آئے تو آپ نے عرض کیا کہ جس وقت ہم یہود کی حدیثیں سُنتے ہیں تو ہم کو اچھی معلوم ہوتی ہیں کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ اُن میں سے بعض کو لکھوں حضور نے فرمایا کیا تم یہود و نصرانیوں کی طرح حیران ہو (مطلب یہ ہے کہ کیا دین اسلام میں کچھ کمی سمجھتے ہو جو دوسرے دین کے محتاج ہو) بے شک میں تمھارے پاس روشن اور صاف شریعت لایا ہوں اگر موسیٰ علیہ السّلام زندہ ہوتے تو اُن کو سوائے میری پیروی کے کوئی دوسری چیز لائق نہ تھی۔

اطاعتِ نبویہ

مذکورہ بالا آیات واحادیث سے حضرت ختم مرتبت روحی له الفداء کے فضائل وخصوصیات کی مختصر کیفیت معلوم ہوگئی اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ محض زبانی دعاوی سے

انا سددت موضع اللبنة ختم بي البنيان وختم به الرسل ـ

محل کے دیکھنے والے ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر تعجب کر رہے تھے ۔ پس میں ہی اُس اینٹ کا پورا کرنے والا ہوں اور مجھی پر خدا نے اس بنیاد اور رسالت کو ختم کر دیا ۔

(۴) عن جابر رض قال قال رسول الله صلے الله عليه وسلم اعطيت خمسا لم يعطهن قبلي نصرت بالرعب مسيرة شهر وجعلت لي الارض مسجدا وطهورا فايما رجل من امتي ادركته الصلوة فليصل واحلت لي المغانم ولم تحل لاحد قبلي واعطيت الشفاعة وكان النبي يبعث الى قومه خاصة وبعثت الى الناس عامة (متفق عليه)

(۴) حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے حضور نے فرمایا پانچ باتیں مجھے ایسی دی گئیں ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو نہیں دی گئیں ۔ میں ایک مہینہ کی راہ تک اپنے دشمنوں کے دل پر دہشت کے ساتھ فتح دیا گیا ہوں ۔ اور تمام زمین میرے لیے مسجد بنا دی گئی ۔ میرے جس اُمتی کو جہاں نماز کا وقت آجائے پس وہ وہیں نماز پڑھ لے ۔ میرے لیے غنیمت حلال کی گئی اور مجھ سے پہلے کسی پر غنیمت حلال نہ تھی ۔ اور مجھے شفاعت عظمےٰ عطا کی گئی ۔ ہر نبی مخصوص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں تمام انسانوں کے لیے بھیجا گیا ہوں ۔

(۵) عن ابي سعيد رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا سيد ولد ادم يوم القيامة ولا فخر وبيدي لواء الحمد

(۵) حضرت ابی سعید رضؓ سے روایت ہے حضور نے فرمایا ۔ میں قیامت میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور اس پر فخر

قیامت

پانچویں بات جس پر ایمان لانا چاہیے مرکر اُٹھنا ہے وہ دن جزا و سزا کا ہے قوانینِ قدرت ارشاداتِ انبیا پر جنھوں نے عمل کیا اُس دن اُن کو بہتر سے بہتر اجر ملیگا۔ جو راہِ حق سے محترز رہے اُس کی سزا پائیں گے۔ اُس دن آسمان و زمین پھٹ جائیں گے تارے گر جائیں گے پہاڑ ریزہ ریزہ ہوں گے قبروں سے مُردے زندہ کیئے جائیں گے میدان قیامت میں جمع ہوں گے اچھے اور بُرے سب ہی اُس دن خدا کے سامنے حاضر ہونگے۔ لمن الملک الیوم ﷲ الواحد القھار کی صدا سے قلوب لرزتے ہونگے۔ اس ہولناک دن میں انبیاء و رسل بھی نفسی نفسی پکاریں گے۔ اُس دن خدا تاجدار مدینہ کو یہ عزت دیگا کہ آپ انا لھا فرمائیں گے اور یوم محشر میں سب کی قیادت فرمائیں گے اس دُنیا میں انسان بے خبر ہو کر سمجھتا ہے کہ میں اپنے اعمال و افعال کا مختار ہوں دیکھنے والا کون ہے مگر خدا کے مقرر کردہ نگہبان فرشتے ایک ایک چیز کی دیکھ بھال میں ہیں قیامت میں ہر چھوٹی بڑی چیز سامنے آجائے گی۔

قرآن کریم میں جہاں واقعہ قیامت کی ہولناکیوں اور دوبارہ زندہ ہو کر حساب وکتاب کے جابجا اذکار ہیں اُسی کے ساتھ ان تخیلات کی بھی تردید کر دی گئی ہے کہ تم دوبارہ زندہ ہونے کو امر ممتنع سمجھ رہے ہو۔ ہم یہاں چند آیات ہی درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱) منها خلقنکم ومنها نعیدکم
بلٰی قادرین علٰی ان نسوی بنانه۔

(۱) اسی مٹی سے ہم نے تمکو پیدا کیا اور اُسی میں تم کو لوٹا کر لائیں گے بلکہ ہم اس پر قادر ہیں کہ اُس کی پور پور اصلی ٹھکانے پر بٹھادیں۔

اطاعت نبویہ کا اہم فریضہ پورا نہیں ہوجاتا بلکہ اطاعت کے معنے یہ ہیں کہ مسلمان اپنے اعمال و افعال میں حضور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شریفہ کا کلیۃً پابند ہوجائے جب تک حضور کی ذاتِ اقدس کے ساتھ اعمال میں اطاعت نہ کرے گا تکمیل نہ ہوگی۔ اس سلسلہ میں ارشادات عالیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ۔

(رواہ فی شرح السنۃ)

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرو راوی ہیں حضور نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اُس کی خواہشات جس چیز کو میں لایا ہوں تابع نہ ہوجائیں۔

(۲) عن انس رضؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین۔ (متفق علیہ)

(۲) حضرت انسؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اُس کو اپنی اولاد۔ باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

(۳) حضرت عبدالرحمٰن ابی قراد کی حدیث میں ہے حضور نے فرمایا صحابہ نے آپکے وضو کا پانی مُنہ پر ملنا شروع کردیا آپ نے پوچھا کس چیز نے تمکو اس فعل پر آمادہ کیا عرض کیا اللہ اور اُس کے رسول کی محبّت نے تو ارشاد فرمایا۔

فلیصدق حدیثہ اذا حدث ولیؤد امانتہ اذا ائتمن ولیحسن جوار من جاورہ۔

یعنی ضروری ہے کہ جب بات کہے تو سچ بولے اور جب امانت سونپی جائے تو تو امانت ادا کرے اور ہمسایوں کے ساتھ اچھی ہمسایگی کرے۔

خدا کا انکار اور کفر کرتے رہے اُن کے لیئے دوزخ ہے۔

ان دونوں مقامات کی تفصیلات آیات و احادیث میں زیادہ سے زیادہ موجود ہیں اگر مسلمانوں کو معلومات میں اضافہ اور اپنی دینی و دنیوی فلاح کا شوق ہو تو قرآن کریم کو بغور مطالعہ فرمائیں تو جنت و دوزخ کی تفصیلات بآسانی سامنے آجائیں گی۔

تقدیر

مقدراتِ الٰہیہ میں سب کچھ مقرر کردیا گیا اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

تقدیر و تدبیر کے پہلوؤں پر تبصرہ کا محل نہیں اس کے لیئے صرف اتنا کافی ہے کہ انسان اپنی سعی و کوشش پر نازاں نہ ہو بلکہ بشری جد و جہد کرنے کے بعد اپنے معاملات قضا و قدر پر چھوڑ دے۔

مسئلہ تقدیر کو اس طرح سمجھنا کہ خالق خیر و شر سب کچھ مقرر کر چکا لہٰذا اب جو افعال سرزد ہوں گے اُس کا مختار انسان نہیں اور نہ اُس پر عذاب ہونا چاہیئے خدائے برتر نے انسان کو عقل و ہوش عطا کیئے فہم و بصیرت کی قوت دی۔ بُرے بھلے کے امتیاز کرنے کی صلاحیت بخشی۔ پس اعمال کی جزا و سزا انسان کے افعال پر ہے۔

جسمانی طہارت کا نظام

اسلام نے جسمانی طہارت و پاکیزگی کا جو نظام قائم فرمایا وہ بھی اپنے اندر بہت سے خصوصیات رکھتا ہے یہاں طبّی فوائد بیان کرنا مقصود نہیں البتہ اتنا عرض کرنا ہے کہ آج نئی تحقیقات والے بھی اپنے طریقۂ معالجات میں پانی کے علاج پر زور دے رہے ہیں اور اس علاج کو کہا جاتا ہے مقبولیت بھی حاصل ہو رہی ہے۔

یہ ایک بدیہی چیز ہے کہ اگر انسان اپنے بدن کو جسمانی امراض سے محفوظ کرنا چاہتا ہے

(۲) افحسبتم انما خلقنٰکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون۔

(۲) کیا تم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ ہم نے تمکو کھیلنے کے لیے پیدا کیا ہے اور تمھیں ہمارے پاس لوٹ کر آنا نہیں ہے۔

(۳) افعیینا بالخلق الاول بل ھم فی لبس من خلق جدید۔

(ترجمہ)

(۳) کیا ہم اول (بار) پیدا کرنے میں تھک گئے کہ قیامت میں دوبارہ پیدا نہیں کر سکیں گے بلکہ (اصل بات یہ ہے) کہ یہ لوگ از سر نو پیدا کرنے کی طرف سے شک میں ہیں۔

(۴) ولقد خلقنا الانسان من سللة من طین ثم جعلنٰہ نطفة فی قرار مکین ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشانٰہ خلقا فتبارک اللہ احسن الخالقین ثم انکم بعد ذلک لمیتون ثم انکم یوم القیامة تبعثون ۵

(۴) ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا پھر ہم نے اُس کو حفاظت کی جگہ (رحم مادر میں) نطفہ بنا کر رکھا پھر ہم ہی نے نطفے کا لوتھڑا بنایا پھر لوتھڑے کی بندھی ہوئی بوٹی بنائی پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہم ہی نے ہڈیوں پر گوشت مڑھا پھر ہم ہی نے اُس کو دوسری مخلوق بنا کر کھڑا کیا۔ (سبحان اللہ) خدا بڑا ہی بابرکت ہے جو بنانے والوں میں بہتر بنانے والا ہے پھر اُس کے بعد تم کو مرنا ہے پھر قیامت کے دن اُٹھائے جاؤ گے۔

جنّت و دوزخ

اچھے اعمال کی جزا جنّت ہے جس میں ہمیشہ رہنا ہوگا یہ مُومن و مسلم کے لیے ہے اور جو اس دُنیا میں احکام

فرمایا اگر مجھے اپنی امت کی مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں مسواک کو ہر وضو میں لازم کر دیتا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا جس وضو میں مسواک کی جائے وہ ثواب میں بغیر مسواک والے وضو سے ستر درجہ بڑھا ہوا ہے۔ اب مختصر اً ذیل میں وضو کے ضروریات و ترکیب کا درج کرنا مناسب ہے۔ فریضہ عبادت سے قبل ضروری ہے کہ بدن، کپڑا، جائے نماز پاک ہو۔

اونچی جگہ پر قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور وضو کرنے سے قبل بسم اللہ کہے سب سے اول تین بار دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھوئے پھر تین کلیاں کر کے مسواک کرے تین بار ناک میں پانی ڈالے (تاکہ بو کا احساس ہو) بائیں ہاتھ سے صاف کرے تین بار منہ دھوئے جس کی حد پیشانی کے بالوں کی جڑ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک ہے ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک سب جگہ پانی بہائے دونوں ابروؤں کے نیچے پانی بہائے کوئی مقام خشک نہ رہ جائے پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت پھر بایاں اسی طرح ۳ بار دھوئے انگلیوں کا خلال کرے اُس کے بعد مسح کرے۔ عورتیں چھلا وغیرہ ہلا کر پانی پہنچائیں۔ اُس کے بعد دونوں پاؤں ٹخنوں تک پہلے سیدھا پھر اُلٹا۔ چھنگلیا کا خلال بھی کرے ختم وضو پر سورۂ انا انزلناہ پڑھے۔ یہ دعا پڑھنا بھی مستحسن ہے۔

اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین واجعلنی من عبادك الصالحین واجعلنی من الذین لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

آیات

(۱) فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المطھرین۔ (سورۂ توبہ)

(۱) اس (مسجد قبا) میں ایسے لوگ ہیں جو خوب صاف ستھرے رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب صاف ستھرے رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(۲) یاایھا المدثر قم فانذر وربك فکبر وثیابك فطھر والرجز فاھجر (مدثر)

(۲) اے چادر لپیٹ کر لیٹنے والے اُٹھو اور خدا کے عذاب سے ڈراؤ اپنے رب کی بڑائی

تو اُس کو اپنے جسم کی صفائی کی ضرورت ہوتی ہے جسم کو پانی سے دھونا صاف کرنا یا غسل کرنا بہترین کام ہیں۔ اسلام جس طرح روحانی امراض کا معالج ہے اُس نے جسمانی امراض دور کرنے کے طریقے بھی مستقل ابواب کے ساتھ قائم فرمائے جن میں وضو و غسل اپنی اپنی جگہ ایسے اعمال ہیں جن میں طہارت و پاکی کی تمام چیزیں آجاتی ہیں وہ مذہب جو روحانی طہارت چاہتا ہو کیسے ممکن تھا کہ وہ جسمانی طہارت کے عنوان کو تشنہ چھوڑ دیتا نماز کے لئے وضو کو لازمی قرار دیا گیا۔ وضو کے پورے فرائض وسنن پر غور کرو تو پتہ چلتا ہے کہ ۲۴ گھنٹے میں پنج وقتہ نمازوں کے لئے منہ۔ ہاتھ۔ چہرہ وغیرہ کے اعضاء کو اچھی طرح دھونا جسمانی صفائی کے لیے کچھ کم ہے پھر پانی بھی وہ جس کا نہ تو رنگ متغیر ہوا ہو اور نہ اُس کے ذائقہ میں فرق آیا ہو تاکہ امراض کا شکار نہ ہو فرائض سے قبل عالم انسانیت کے معلّم حضرت سرکار عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے سنن کو مقدم رکھنے میں اس حقیقت کو سامنے رکھا کہ ہاتھ دھوتے وقت پانی کو دیکھ لے کہ وہ کس حالت میں ہے کلّی کرنے میں پانی کا مزہ معلوم ہو جائیگا۔ ناک سے پانی کی بُو وغیرہ کا اندازہ کرے پھر جسم کے حصّہ پر ادنیٰ نجاست باقی رکھنے کی بھی اجازت نہ ہوئی بلکہ اُس کا دھونا یا صاف کرنا ضروری قرار دیا گیا پس جو لوگ مسلمانوں کو ملیچھ اور نجس کہتے ہیں وہ مسلمانوں کی طہارت کے نظام کا معائنہ کریں اور غور کریں کیا صرف ایک مرتبہ غسل کرنے اور بول و براز سے جسم اور کپڑے گندے رہنے میں پاکیزگی ہوگی یا اسلامی طہارت میں۔ موتھ کی صفائی کے لیے سرکار عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی تاکید فرمائی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اکثر صحابہ اپنے کانوں میں مسواک لگائے رہتے تھے۔ آجکل ولائتی برشوں نے جن کے متعلق طبّاً بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ صحت کے لئے مضر ہیں اور مذہباً بھی ناجائز ہیں ایسا رواج ہوا کہ مسواک کے استعمال کو فیشن کے خلاف سمجھا جاتا ہے حالانکہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک

مسائل طہارت وغیرہ آیات واحادیث شریفہ کے بعد اس کی ضرورت باقی رہجاتی ہے کہ طہارت کے ضروری احکام درج کردئے جائیں تاکہ مسلمان طہارت کے مسائل سے باخبر ہوجائیں۔ چونکہ ناپاکی نجاست سے پیدا ہوتی ہے اس لئے سب سے مقدم چیز نجاست کا حال معلوم کرلینا ہے۔

نجاست دو قسم کی ہے۔ حقیقی۔ حکمی۔ حقیقی جیسے پیشاب۔ پاخانہ۔ منی وغیرہ۔ حکمی جیسے انسان کا بے وضو ہونا۔ تمام بدن کا غسل میں ناپاک ہوجانا۔ عورت کا حیض و نفاس کی حالت میں ہونا۔

اسی طرح نجاست حقیقی کی دو قسمیں ہیں۔ غلیظہ۔ خفیفہ۔ غلیظہ کی مثالیں آدمی کا پیشاب۔ پاخانہ گدھے کا پیشاب۔ یا جن چارپایہ جانوروں کا گوشت حرام ہے اُن کا پیشاب بہتا ہوا خون۔ شراب۔ منی۔ یہ نجاست اگر ایک درم کے برابر کپڑے یا بدن پر ہو تو اس قدر معاف ہے نماز ہوجائے گی لیکن کپڑے اور جسم کا حصہ اُس سے پاک کرلینا بہتر ہے۔

پانی کا بیان نجاست حکمی کا دور کرنا یعنی وضو کرنا۔ آسمان کے برسے ہوئے پانی ندی نالے چشمے۔ کنوؤں۔ تالاب۔ دریا کے پانی سے درست ہے اگر پانی میں صابون۔ زعفران وغیرہ اس طرح مل جائیں کہ پانی کا رنگ یا مزہ۔ یا بو نہ بدلے اور پانی کے پتلے ہونے میں بھی فرق نہ ہوا تو وضو کرسکتا ہے اور اگر پانی پر دوسری چیزیں غالب آگئیں رنگ مزہ بو ہو تو اُس پانی سے وضو و غسل صحیح نہوگا۔ جنگلوں میں جا بجا بارش کا پانی جمع ہوجاتا ہے اگر وہ تھوڑا ہے اور بظاہر اُس میں نجاست نہیں معلوم ہوتی تو پاک ہے وضو۔ غسل ان سے درست ہے وہم و شک پر ناپاک نہیں ہوگا۔

مسائل کنواں کنوئیں میں جب نجاست گرجائے تو وہ پانی نکالنے سے پاک ہوجاتا ہے مختصراً یہاں چند احکام درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ کبوتر کی بیٹ گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ مرغی۔ بطخ کی بیٹ۔ کتے۔ بلی۔ بکری کے

بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک وصاف رکھو اور نجاست سے الگ رہو۔

احادیث

مالک اشعری سے مسلم میں روایت ہے حضور اکرم نے فرمایا۔

الطھور شطر الایمان۔

پاک رہنا نصف ایمان ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے ترمذی و مسلم میں مروی ہے حضور نے فرمایا۔

(۱) الا ادلکم علی ما یمحو اللہ بہ الخطایا و یرفع بہ الدرجات قالوا بلی یا رسول اللہ قال اسباغ الوضوء علی المکارہ و کثرۃ الخطی الی المساجد و انتظار الصلوۃ بعد الصلوۃ فذلکم الرباط

(۱) کیا میں ایسی چیزیں نہ بتاؤں جس سے خدا تمھاری خطاؤں کو معاف کرے اور درجات بلند کرے صحابہ نے عرض کیا ہاں! فرمایا۔ پورا کرنا وضو کا (یعنی تمام اعضا پر اچھی طرح پانی پہنچائے) مشقت کے وقت (یعنی جاڑہ کی شدت میں) اور مسجدوں میں کثرت سے قدم رکھنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہ ہے رباط۔

ھ سرحد اسلام پر دشمنانِ اسلام کے مقابلہ کی جگہ بیٹھنے کو رباط کہتے ہیں جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ہے۔

یا ایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا

جو ثواب وہاں ملتا ہے وہی مساجد میں انتظار کرنے والوں کو ملے گا۔

مدت حیض کم از کم تین رات تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس راتیں ہیں اگر کسی عورت کو تین رات تین دن سے کم خون آیا وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے اسی طرح دس دن دس رات سے زیادہ خون آتا رہا وہ بھی استحاضہ ہے۔ نو برس سے کم عمر والی لڑکی کو حیض نہیں آتا اگر یہ خون دیکھیں تو استحاضہ ہے۔

حیض والی عورت نماز روزہ ادا نہ کرے نماز کی قضا نہیں البتہ پاکی کے بعد روزے قضا کرے۔

غسل غسل کے فوائد گنانے کا یہ موقعہ نہیں۔ نہانے کے فوائد سے ہر شخص متفق ہے اور اب تو نئی تحقیقات کا زمانہ ہے بڑے بڑے امراض کا علاج نہانے غسل سے کیا جا رہا ہے۔ نہانا دھونا یقیناً انسان کی صحت کا محافظ ہے۔

غسل کے فرض غسل میں تین فرض ہیں کلی کرنا[1] سارے منہ میں[2] پانی پہنچانا ناک میں[3] پانی پہنچانا۔ سارے بدن پر ایک بار پانی ڈالنا سہل طریقہ مسنونہ یہ ہے کہ نہانے سے قبل پہلے گٹے تک دونوں ہاتھ دھوئے بدن پر نجاست ہو تو اُس کو صاف کرے استنجا کرے ہاتھوں کو دھوئے اس کے بعد وضو کرے اگر کسی اونچی جگہ پر وضو کر رہا ہے تو وضو کے ساتھ پاؤں بھی دھولے ورنہ پاؤں غسل کے بعد دھوئے۔ وضو کے بعد تھوڑا پانی لے کر اپنا تمام بدن تر کرے اور سب جگہ پانی پہنچائے کوئی مقام خشک نہ رہے پھر تین بار سر پر پانی ڈالے اور تین دفعہ داہنے کندھوں پر اور تین بار بائیں کندھے پر پانی بہائے۔ غسل کے بعد اپنی جگہ سے ہٹ کر پاؤں اگر نہ دھوئے ہوں تو دھولے غسل کے وقت قبلہ رو نہ ہو۔ پانی زیادہ نہ پھینکے اور نہ باتیں کرتا رہے۔

بند غسل خانہ میں اگر برہنہ نہائے تو درست ہے کھلی ہوئی جگہ میں برہنہ نہانا مکروہ ہے غسل کی نیت فرض نہیں۔

منجملہ طہارت و پاکی بدن سات چیزیں ہیں (۱) سارے سر پر بال رکھے یا منڈائے (۲) لبوں کے بال لبوں کی برابر رکھنا (۳) بغل کے بال زیادہ سے زیادہ ۴۰ دن کے اندر منڈانا چاہیئے (۴)

کے پیشاب سے نجس ہوگا سب پانی نکالیں۔

آدمی۔ کتا۔ بلی۔ بکری یا اُس کے برابر جانور کنوئیں میں گر کر مر جائیں تو سب پانی نکالیں۔

کوئی جانور چھوٹا ہو یا بڑا جیسے کبوتر۔ چوہا یا بکری وغیرہ کنوئیں میں گر کر مر جائے اور پھول پھٹ جائے تو سب پانی نکالا جائے۔

چوہا۔ چھپکلی گر کر مرنے سے تیس ۳۰ ڈول نکالیں۔

بڑے چشمے والے کنوئیں کے پاک کرنے کا قول مفتیٰ بہ یہ ہے کہ ۲ دو مسلمان عادل جن کو پانی میں مہارت ہو تجویز کر دیں کہ فی الحال اس میں اتنے ڈول پانی موجود ہے اُسی قدر پانی نکالنے سے کنواں پاک ہو جائیگا۔

بدن یا کپڑے پر نجاست پیشاب پاخانہ۔ منی۔ خون وغیرہ لگ جائے تو اُس کو پانی سے دھوئے جسوقت نجاست دور ہو جائے کپڑا پاک ہو جائے گا۔

استنجا جب سو کر اُٹھے تو پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک پانی سے دھو ڈالے حدیث میں اس کی تاکید فرمائی گئی نہ معلوم ہاتھ سوتے میں کہاں کہاں گیا ہو۔ استنجا پانی ڈھیلے دونوں سے کر سکتا ہے اصل مقصود استنجے کا یہ ہے کہ نجاست بالکل دور ہو جائے۔ ڈھیلے سے استنجا کرنے میں بہت سی بیماریاں بھی جاتی ہیں اور پھر پانی سے استنجا کرنے سے جسم اچھی طرح صاف ہو جاتا ہے۔ ہڈی۔ گوبر۔ خشک لید۔ کوئلہ۔ شیشہ۔ پختہ اینٹ۔ لکڑی۔ کھانے کی چیز۔ کاغذ سے استنجا کرنا منع ہے۔

ف نئی تہذیب کے دور میں کاغذ سے استنجا کرنا فیشن میں داخل ہو رہا ہے جو قطعاً گناہ ہے۔

اسی طرح کھڑے ہو کر پیشاب پاخانہ کرنا بھی منع ہے اگر کوئی عذر ہو تو مضائقہ نہیں۔

قبلہ رو ہو کر پیشاب پاخانہ نہ کرے۔

حیض نفاس استحاضہ جوان عورت کو فرج سے جو معمولی خون آتا ہے اُسے حیض کہتے ہیں اگر کسی مرض سے ہو اُسے استحاضہ کہتے ہیں بچہ ہونے کے بعد جو خون آئے اُس کو نفاس کہتے ہیں۔

کن چیزوں سے غسل فرض ہوگا؟	غسل کے فرض ۳	غسل کی سنتیں ۴
(۱) منی کا شہوت سے نکلنا۔ (۲) عضو تناسل کا عورت یا مرد کے مقام پر غائب ہونا۔ (۳) خواب سے بیدار ہوکر منی کا دھبہ دیکھنا۔ خواب یاد ہو یا نہ ہو۔ (۴) عورت کے ایام حیض و نفاس کا گذرنا۔	(۱) کلی کرنا اور بلا روزہ کے غرارہ کرنا۔ (۲) ناک میں پانی ڈالنا مگر روزہ دار احتیاط کرے۔ (۳) تمام بدن پر ایک بار پانی بہانا۔	(۱) دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا۔ (۲) نجاست جہاں جہاں ہو اُسے دھونا۔ (۳) غسل سے قبل وضو کرنا۔ (۴) تمام بدن کا ملنا اور تین بار پانی بہانا۔
وضو کے فرض ۴	**وضو کی سنتیں ۱۳**	**وضو کے مستحبات ۱۴**
(۱) پیشانی سر کے بال جمنے کی جگہ سے ٹھوڑی ناک منہ کا دھونا اور ایک کان سے دوسرے کان تک دھونا۔ (۲) دونوں ہاتھ معہ کہنیوں کے دھونا۔ (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ (۴) دونوں پاؤں معہ ٹخنوں کے دھونا۔	(۱) بسم اللہ کہکر وضو کرنا۔ (۲) دونوں ہاتھ تین بار دھونا۔ (۳) مسواک کرنا۔ (۴) تین مرتبہ کلی غرارہ کرنا۔ (۵) ناک میں تین بار پانی ڈالنا۔ (۶) ہر بار تازہ تازہ پانی لیکر تین بار ہر عضو کو دھونا۔ (۷) وضو کی نیت کرنا۔ (۸) داڑھی کا خلال کرنا۔ (۹) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔	(۱) بعد بسم اللہ اعوذ باللہ پڑھنا (۲) ہر عضو کا سیدھا پہلے دھونا۔ (۳) قبلہ رو بیٹھنا۔ (۴) ہر عضو کے دھونے وقت کلمہ پڑھنا۔ (۵) انگوٹھی کو ہلا کر پانی پہنچانا۔ (۶) گردن کا مسح کرنا۔ (۷) ہر عضو کو ملنا۔ (۸) مونچھوں پلکوں کو خلال کرکے ترکرنا۔ (۹) نیت کرنا۔ (۱۰) بغیر کسی کی مدد کے وضو کرنا۔

(۴) ناف کے نیچے کے بال صاف کرنا (۵) ناخن کٹوانا (۶) بوقت پیدائش ناف کاٹنا (۷) ختنہ کرنا۔

داڑھی | داڑھی مردوں کی علامت ہے اُس کا مُنڈوانا یا کتروانا یا خشخاشی بار بار کرانا منع اور سخت گناہ ہے۔ احادیث شریفہ میں داڑھی مُنڈانے اور حدِ شرعی سے کم رکھنے کی صورت میں سخت ممانعت فرمائی گئی ہے۔

تیمم | وضو کا قائم مقام ہے۔ اسلام نے ہر بات میں آسانیاں پیدا کیں اگر ایک میل تک آنے جانے میں پانی نہ مل سکے یا بیماری میں پانی استعمال کرنے سے جان کا خطرہ اور زیادتی مرض کا اندیشہ ہو اُس وقت بجائے وضو کرنے کے تیمم کر سکتا ہے۔ جب تک پانی سے وضو نہ کر سکے تیمم کرتا رہے۔

تیمم کے تین فرض | تیمم کی نیت کرنا۔ ایک بار زمین یا خاک پر ہاتھ مار کر مُنہ پر پھیرنا دوسری بار دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پھیرنا۔

تیمم کی ترکیب یہ ہے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور سارے مُنہ پر پھیرے دوسری مرتبہ دونوں ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں پر مع کہنیوں کے پھیرے اگر ہاتھ میں انگشتری ہو۔ یا عورت تیمم کر رہی ہو تو وہ چھلّے انگوٹھی کو خوب ہلا کر اُنگلیوں میں خلال کرے کوئی جگہ چھوڑ نہ دے ورنہ تیمم نہ ہوگا۔
اس سے زیادہ اور کیا آسانیاں ہو سکتی ہیں شارع علیہ السّلام کے بعد کسی کو حق حاصل نہیں کہ احکام میں تغیر کرے۔

زمین کے علاوہ ریت۔ پتھر۔ گچ وغیرہ ان سب پر تیمم درست ہے۔ اور جو اشیاء مٹی کی قسم سے نہیں مثلاً سونا چاندی تانبا پیتل لکڑی وغیرہ ان پر تیمم درست نہیں البتہ اگر سونا چاندی مٹی میں ملے ہوئے ہوں یا اُن پر گرد وغبار ہو کہ ہاتھ لگانے سے لگ جائے تو اُن پر بھی تیمم ہو سکتا ہے۔
جو چیزیں وضو کو توڑتی ہیں اُنھیں سے تیمم بھی ٹوٹتا ہے۔ اگر پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا اور پانی مل گیا تو تیمم نہ رہے گا۔

(۱۰) بائیں ہاتھ میں پانی لے کر کلی کے لیئے منہ میں لینا یا ناک میں ڈالنا۔

(۱۱) وضو کے برتن کو مخصوص کر لینا کہ دوسرا ہاتھ نہ لگا سکے۔

(۱۲) اعضا کو تین بار سے کم دھونا۔

(۱۳) جس کپڑے سے استنجے کے بعد بدن صاف کیا تھا اس سے وضو کے بعد مُنہ ہاتھ خشک کرنا۔

عبادت و نماز ہر مذہب و ملت میں عبادت کے طریقے معین ہیں لیکن عبادت کی جو صورت اسلام نے تجویز فرمائی وہ دُنیا جہان کی مِلتوں سے نمایاں اور دلنشین ہے۔

عبادت جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی میں اونچ نیچ کے فرقہ وارانہ مکروہ جذبات شامل کر دئے گئے تھے رنگ و نسل کے امتیازات دولت کی قلت و کثرت آقا و غلام کی فوقیت عبادت میں بھی ایک کو دوسرے سے جُدا کئے ہوئے تھی۔

انبیائے معصومین نے وحی الٰہی کے مطابق جو طریقہ ہائے عبادت مقرر فرمائے اُن میں تبدیلی کر دی گئی۔ بلکہ بعض تو وہ تھے جو بُت پرستی اور لہو لعب کو عبادت ٹھہرانے لگے چنانچہ مشرکین مکہ کعبہ کے ارد گرد برہنہ ہو کر تالیاں اور سیٹیاں بجا کر چکر کاٹنے کو عبادت جانتے تھے اُن کے اس باطل خیال کو قرآن مجید نے اس طرح ظاہر فرمایا۔

وما کان صلوتھم عند البیت الا مکاءً و تصدیۃ۔

ان کی نماز خانہ کعبہ کے گرد صرف سیٹیاں اور تالیاں بجانا تھی۔

اسی طرح دوسرے موقعہ پر یوں فرمایا فخلف من بعد ھم خلف اضاعوا الصلوۃ واتبعو

وضو کے فرض ۴	وضو کی سنتیں ۱۳	وضو کے مستحبات ۱۴
	(۱۰) سارے سر کا ایکبار مسح کرنا۔	(۱۱) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔
	(۱۱) کانوں کا مسح کرنا۔	(۱۲) وضو کر کے دو رکعت پڑھنا۔
	(۱۲) جیسی ترتیب ہے اُسی طرح وضو کرنا۔	(۱۳) پانچوں وقت کا تازہ وضو کرنا۔
	(۱۳) پے در پے دھونا اتنا وقفہ نہ ہونا کہ دھویا ہوا عضو خشک ہو جائے۔	(۱۴) بعد وضو کلمۂ شہادت آسمان کی طرف منہ کر کے پڑھنا۔

وضو کے مکروہات ۱۳	وضو توڑنے والی چیزیں ۱۰
(۱) سو کر اُٹھنے کے بعد بغیر ہاتھ دھوئے برتن میں ڈالنا۔	(۱) ریح کا خارج ہونا۔
(۲) دُنیا کی بات کرنا۔	(۲) خون پیپ نکلکر بہنا۔
(۳) تین بار سے زیادہ دھونا یا ضرورت سے زائد صرف کرنا۔	(۳) مُنہ بھر کر قے ہونا۔
(۴) منہ پر پانی مار کر چھینٹیں اُڑانا۔	(۴) تھوک میں خون کا غالب ہونا۔
(۵) دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا۔	(۵) اس طرح سہارا لے کر سونا کہ اگر وہ ہٹائی جائے تو سونے والا گر پڑے۔
(۶) منہ دھوتے وقت آنکھوں وغیرہ کو زور سے بند کرنا۔	(۶) نشہ کھا کر متوالا ہونا۔
(۷) نجس جگہ پر وضو کرنا۔	(۷) رکوع سجدہ والی نماز میں بالغ کا اتنی آواز سے ہنسنا کہ پاس والا سُن لے۔
(۸) داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔	(۸) چوٹ یا کسی صدمہ سے بیہوش ہو جانا۔
[illegible] کی جگہ وضو کرنا۔	(۹) پاگل ہو جانا۔
	(۱۰) مرد کی شرمگاہ کا عورت سے بے پردہ چھو جانا۔

سے کہا جاسکتا ہے کہ اسلام کا یہی ایک اکیلا رکن مسلمانوں کے امراض کا علاج کرسکتا ہے۔

(۱) واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین الخ (بقرہ)

(۱) نماز پڑھا کرو زکوٰۃ دیا کرو اور جو رکوع کرنے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھکا کرو۔

(۲) حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطے وقوموا للہ قانتین (بقرہ)

(۲) تمام نمازوں کی (عموماً) اور بیچ کی نماز کی (خصوصاً) حفاظت رکھو اور اللہ کے آگے ادب سے کھڑے رہو۔

ے احادیث سے ثابت ہے کہ صلوٰۃ وسطے سے مراد عصر کی نماز ہے کاروباری حالت کے لحاظ سے یہ وقت مشغولیت کا تھا اس لئے زیادہ تاکید فرمائی گئی (مؤلف)

(۳) اقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفاً من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات ذلک ذکریٰ للذاکرین۔ (ہود)

(۳) (اے نبی) دن کے دونوں سرے (یعنی صبح وشام) اور اوائل شب نماز پڑھا کرو کیونکہ نیکیاں گناہوں کو دور کردیتی ہیں ذاکرین کے حق میں ہمارا یہ فرمانا نصیحت ہو۔

(۴) اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الیٰ غسق اللیل وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشھوداً (بنی اسرائیل)

(۴) (اے پیغمبر) آفتاب ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر۔عصر۔مغرب عشا) کی نمازیں پڑھو اور قرآن پڑھو فجر کو۔

ے یہاں قرآن الفجر سے فجر کی نماز مراد ہے زوال سے غسق تک نماز کے حکم میں ظہر۔عصر۔مغرب۔ عشا چاروں نمازیں داخل ہیں چونکہ صبح کی نمازیں رات کے محافظ فرشتوں کی تبدیلی ہوتی

الشھوات فسوف یلقون غیا (مریم)
پھر ان کے جانشین ایسے ہوئے جنھوں نے نماز ضائع کر دی اور خواہشات کے پیچھے چلنے لگے قریب ہے کہ اس کی سزا پائیں گے۔
مطلب یہ ہے کہ اسلام سے قبل دوسری ملتوں نے عبادت کی روح کو فنا کر دیا تھا۔ پھر یہ بھی غور طلب امر ہے کہ دوسرے مذاہب کی عبادت کے لیئے جس قسم کی شدید قیود عائد کی گئیں اُن کو ہر انسان برداشت بھی نہیں کر سکتا۔ دینِ فطرت نے جو طریقۂ عبادت پیش فرمایا وہ اگر ایک طرف سکونِ قلب۔ خضوع و خشوع خشیتِ الٰہی طہارت و تقوہ تزکیۂ نفس کی بہان تلقین کرتا ہے وہیں یہ بھی بتاتا ہے کہ نماز نام ہے سراپا بندگی و عشق کا نماز کے ہر رکن میں عاشقانہ والہانہ محبت کے نمونے موجود ہیں قیام و رکوع سجدہ وغیرہ یہ سب عاشقانہ انداز ہیں جنھیں نمازی اختیار کرتا ہے حقیقتِ نماز بھی یہی ہے کہ بندہ انتہائی خشوع کے ساتھ تمام خیالات فاسدہ سے اپنے دماغ کو پاک کر کر مالکِ حقیقی کے دربار میں حاضر ہو اُس کی تمام تر توجہ دیدار الٰہی کے حصول میں منعطف ہو۔ اُس وقت بارگاہِ احدیت کے فیوض کی بارشیں آئیں گی اور قرآن حکیم کے اس فرمان کے مطابق قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون (ترجمہ) یقیناً وہ ایمان دار کامیاب ہوئے جو اپنی نمازوں میں خشوع رکھتے ہیں (کامیابی حاصل ہو گی)
بلاشبہ ایسی نماز معراج المومنین ہے جب تک اس قسم کے حالات نمازی پر وارد نہوں نماز کی برکات سے محرومی رہے گی۔ اسلامی نماز کی ادائیگی میں نہ تو وہ شدید قیود رکھی گئیں جو دوسرے مذاہب میں تھیں بلکہ وضو کا قائم مقام تیمم ہوا سخت بیمار و ضعیف کے لئے قیام و قعود کی بجائے اشارات کا حکم بھی دے دیا گیا۔ نسل و رنگ کے تمام امتیازات نماز میں مٹا دئے گئے شاہ و گدا آقا و غلام ایک صف میں جمع کر دئے گئے اور انسانی تنظیم کا شاہانہ درس دیا گیا۔ اسلامی نماز و عبادت کی اہمیت کا اُس وقت صحیح اندازہ ہو سکتا ہے جبکہ دوسرے مذاہب کی عبادات کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے۔
آج اگر مسلمان نماز کی حقیقی لذت حاصل کریں اور نماز کی روح اُن میں پوری طرح موجود ہو تو دعوے

ـه اس حدیث میں تارکِ صلوۃ کے لیے وعید ہے (مؤلف)

(۲) عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صلوا خمسکم وصوموا شھرکم وادوا زکوۃ اموالکم واطیعوا ذا امرکم تدخلوا جنۃ ربکم (رواہ احمد والترمذی)

(۲) حضرت ابی امامۃ راوی ہیں حضور نے فرمایا پانچوں نمازوں کو پڑھو اور ماہ صیام کے روزے رکھو اور اپنے مال کی زکوۃ ادا کرو۔ اور صاحبِ حکم کی اطاعت کرو خدا کی بہشت میں جاؤ گے۔

(۳) عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خمس صلوات افترضھن اللہ تعالی من احسن وضوءھن وصلھن لوقتھن واتم رکوعھن وخشوعھن کان لہ علی اللہ عھد ان یغفرلہ ومن لم یفعل فلیس لہ علی اللہ عھد ان شاء غفرلہ وان شاء عذبہ (رواہ احمد وابوداود)

(۳) حضرت عبادہ بن صامت راوی ہیں حضور نے فرمایا خدا نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے اُن کے لئے اچھا وضو کیا اور وقت پر اُن کو ادا کیا اور رکوع پورا کیا اور خشوع کیا۔ اس کے واسطے اللہ کا عہد ہے کہ اُسے بخش دے اور جو ایسا نہ کرے اُس کے لئے خدا کا عہد نہیں خواہ بخشے یا عذاب دے۔

ـه عہد سے مراد وعدہ ہے۔

نماز میں خلوص

(۴) عن ابی ذر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم خرج زمن الشتاء والورق یتھافت فاخذ بغصنین من شجرۃ قال فجعل ذلک الورق یتھافت قال فقال یا ابا ذر قلت لبیک یا رسول اللہ

(۴) حضرت ابی ذرؓ راوی ہیں ایک دن حضور پاک جاڑے کے موسم میں اُس وقت نکلے جبکہ پتے جھڑ رہے تھے آپ نے درختوں کی دو شاخیں پکڑ لیں پتے جھڑنے لگے حضور نے فرمایا اے ابوذر میں نے عرض کیا حاضر ہوں

ہے اس لئے اُس کو مشہود فرمایا۔

(۵) فسبحن اللہ حین تمسون وحین تصبحون ولہ الحمد فی السموات والارض وعشیا وحین تظہرون۔ (روم)

(۵) پس اللہ کی تسبیح کیا کرو جب شام کرو اور جب صبح کرو اُسی کے واسطے حمد ہے زمین و آسمان میں اور (تسبیح کیا کرو) تیسرے پہر اور ظہر کے وقت۔

؎ یہاں تسبیح سے مراد یا تو خدا کی تقدیس وتنزیہ اور اُس کی یاد میں مشغول ہونا ہے۔ یا پانچوں نمازیں کیونکہ نمازیں بھی تسبیح وتقدیس ہوتی ہے۔ تمسون سے مغرب وعشا۔ تصبحون سے فجر۔ عشیا سے عصر اور تظہرون سے ظہر مراد ہیں۔

(۶) ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقون (بقرہ)

(۶) اور درست رکھتے ہیں نماز کو اور جو ہم نے دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

(۷) وقولوا للناس حسنا واقیموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ (بقرہ)

(۷) اور لوگوں سے نیک بات کہو اور درست کرو نماز کو اور زکوۃ دو۔

(۸) وقال اللہ انی معکم لئن اقمتم الصلوۃ وآتیتم الزکوۃ (مائدہ)

(۸) اور اللہ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم کرتے اور زکوۃ دیتے۔

احادیث

(۱) عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین العبد وبین الکفر ترک الصلوۃ (رواہ مسلم)

(۱) حضرت جابر رضی اللہ راوی ہیں حضور نے فرمایا بندہ اور کفر کے درمیان (حد فاصل) ترک کرنا نماز کا ہے۔

ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا وفی روایۃ ثم ارفع حتی تستوی قائما ثم افعل ذلک فی صلوٰتک کلہا متفق علیہ۔

رکوع کر اُس کے بعد سر اُٹھا کر سیدھا کھڑا ہو اُس کے بعد اطمینان سے سجدہ کر اُس کے بعد سر اُٹھا کر اطمینان قلب کے ساتھ بیٹھ پھر اطمینان سے سجدہ کر۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا پھر اپنا سر اُٹھا یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو پھر اسی طرح اپنی کل نماز میں کر۔

یہاں پر بہت سی احادیث درج ہو سکتی تھیں مگر بوجہ طوالت دوسرے موقع کے لئے چھوڑ دی گئیں ان احادیث شریفہ کی غرض و غایت یہی ہے کہ نماز کے ارکان بخوبی ادا کئے جائیں اور مسلمان پورے خضوع و خشوع کے ساتھ نماز کا فریضہ ادا کریں تو ان کو دینی و دنیوی برکات حاصل ہونگی جب تک نماز کا یہ عالم نہ ہو نماز کے حقیقی نتائج کا پیدا ہونا مشکل ہے۔

(مؤلف)

اوقات نماز سابقہ اوراق میں ہم نماز سے متعلق آیات جمع کر آئے ہیں اُن میں پانچوں نمازوں کی فرضیت اور اوقات کا مختصر ذکر ہے ان سطور میں کسی قدر تفصیل سے ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں تاکہ اوقات کے بارہ میں ہر شخص آسانی سے معلومات حاصل کر سکے۔

(۷) عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقت الظہر اذا زالت الشمس وکان ظل الرجل کطولہ مالم یحضر العصر ووقت العصر مالم تصفر الشمس ووقت صلوٰۃ المغرب مالم یغب الشفق ووقت

(۷) حضرت عبد اللہ بن عمر راوی ہیں حضور نے فرمایا ظہر کا وقت اُس وقت ہوتا ہے جبکہ آفتاب ڈھل جائے اور آدمی کا سایہ اُس کے طول کے مانند ہو جائے جب تک عصر کا وقت نہ آجائے اور عصر کا وقت جبتک سورج زرد نہ ہو۔

قال ان العبد المسلم لیصلی الصلوٰۃ یرید بھا وجہ اللہ فتھافت عنہ ذنوبہ کما تھافت ھذا الورق من ھذہ الشجرۃ

(رواہ احمد)

یارسول اللہ - بندۂ مسلم نماز پڑھے خاص اللہ تعالیٰ کے لیے پس اُس کے گناہ اسی طرح گرتے ہیں جیسے یہ پتے جھڑتے ہیں -

ف وجہہ اللہ کی قید کے معنے یہ ہیں نمازیں خضوع وخشوع ہو کسی کو دکھانے کی نماز نہو ریا سے خالی ہو تو اُس نماز کی برکت سے گناہ پتوں کی طرح جھڑنے لگیں گے -

(مؤلف)

نماز کس طرح پڑھنی چاہیے

(۵) عن ابی ھریرۃ ؓ ان رجلاً دخل المسجد ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جالس فی ناحیۃ المسجد فصلی ثم جاء فسلم علیہ فقال لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعلیک السلام ارجع فصل فانک لم تصل فقال فی الثلثۃ او فی اللتی بعدھا علمنی یارسول اللہ فقال اذا قمت الی الصلوٰۃ فاسبغ الوضوء ثم استقبل القبلۃ فکبر ثم اقراء بما تیسر معک من القرآن ثم ارکع حتی تطمئن راکعا ثم ارفع حتی تستوی قائما ثم اسجد حتی تطمئن

(۵) حضرت ابوہریرہ ؓ راوی ہیں ایک شخص مسجد میں آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے نماز پڑھنے کے بعد وہ شخص آیا اور سلام کیا حضور نے جواب سلام دیا اور فرمایا لوٹ جا تیری نماز نہیں ہوئی دوبارہ جاکر اُس شخص نے نماز پڑھی بعد نماز آکر سلام کیا آپ نے جواب سلام دیکر پھر فرمایا لوٹ تیری نماز نہیں ہوئی اُس شخص نے تیسری بار عرض کیا یا رسول اللہ مجھے نماز سکھایئے آپ نے فرمایا جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو (پہلے) اچھی طرح وضو کر پھر قبلہ رو کھڑا ہوکر تکبیر کہہ پھر قرآن میں سے جو تیرے لئے آسان ہو اُس کو پڑھ اطمینان سے

عصر جب سایہ دونا ہوگیا عصر کا وقت آگیا مثلاً ہاتھ بھر کی لکڑی برابر زمین میں گڑی ہو ٹھیک دوپہر کے وقت اُس کا سایہ ایک بالشت تھا جب دیکھو دو ہاتھ ایک بالشت سایہ نظر آئے ظہر کا وقت باقی ہے اور جب اتنا سایہ آگیا عصر کا وقت شروع ہوگیا عصر کا آخر وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہے لیکن جبتک سورج کی روشنی رہے دھوپ میں زردی نہ پائے عصر پڑھ لے تاخیر نہ کرے دھوپ کی زردی کے وقت عصر پڑھنا مکروہ ہے علاوہ وقتی عصر کے اور نماز قضا نفل اُس وقت نہ پڑھے اُسی دن کی عصر آفتاب ڈوبتے وقت پڑھ سکتا ہے۔

مغرب سورج ڈوبتے ہی مغرب کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور جبتک پچھم میں آسمان کے کنارے پر شفق کی سُرخی باقی رہے مغرب کا وقت رہے گا نماز مغرب میں اتنی تاخیر کرنا کہ تارے خوب روشن ہو جائیں مکروہ ہے۔

عشا شفق اور سُرخی و سفیدی جاتے ہی بلا توقف عشا کا وقت شروع ہوجاتا ہے بہتر یہ ہے کہ تہائی رات تک عشا پڑھ لیا کرے۔

فجر کی نماز اتنی دیر کر کر پڑھنا بہتر ہے کہ روشنی پھیل جائے اور اتنا وقت باقی رہے کہ بقدر چالیس آیت فرض میں پڑھ سکے اور فرض پڑھکر اتنا وقت باقی رہے کہ اگر نماز میں کوئی خرابی واقع ہوجائے تو پہلے نماز کی طرح اُتنی ہی قرارت سے دوہرا سکے گرمی کے موسم میں ظہر کو بہ دیر اور جاڑہ میں اول وقت پڑھے۔

اذان اسلام نے فریضۂ عبادت کی ادائیگی سے قبل اذان کو ضروری قرار دیا ندا و اعلان میں بجائے مشرکانہ اعمال و اطوار کے توحید و رسالت کا پیام دیا تاکہ انسان اپنے قلب و دماغ میں موحدانہ جذبات پیدا کر کر عبادت کے لیئے حاضر ہو۔ یہ شانِ دعوت و پیام بھی دیگر مذاہب میں نہیں مل سکتی۔

صلوٰۃ العشاء الی نصف اللیل الاوسط ووقت صلوٰۃ الصبح من طلوع الفجر مالم تطلع الشمس فاذا طلعت الشمس فامسك عن الصلوٰۃ فانها تطلع بین قرنی الشیطان۔ (رواہ مسلم)

اور وقت نماز مغرب کا جبتک کہ نہ غائب ہو شفق اور نماز عشا کا آدھی رات تک اور نماز فجر کا طلوع فجر سے آفتاب نکلنے تک جس وقت آفتاب طلوع ہو جائے تو نماز نہ پڑھے اس لئے کہ اُس وقت شیطان اپنے دو سینگوں کے ساتھ نکلتا ہے۔

تفصیل اوقات نماز

فجر پچھلی رات کو صبح ہونے سے کچھ پہلے پورب میں آسمان کے کنارے سے اوپر کی جانب اُٹھتی ہوئی لانبی سفیدی ظاہر ہوتی ہے اُس کو صبح کاذب کہتے ہیں یہ سفیدی مٹکر پھر چوڑی سفیدی پھیلی ہوئی نظر آتی ہے جو پھیلتی چلی جاتی ہے تھوڑی دیر میں سارا عالم روشن و منور ہو جاتا ہے اس کو صبح صادق کہتے ہیں یہ چوڑی سفیدی جب ظاہر ہو تو فجر کا وقت آجاتا ہے اور آفتاب نکلنے تک باقی رہتا ہے ذرا سا کنارہ آفتاب نکلا فجر کا وقت ختم ہو گیا۔

ظہر جب آفتاب سر کے برابر پہنچکر پچھم کی جانب ڈھل جائے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اُس کی شناخت دھوپ کے وقت آسان ہے ہر شخص پہچان سکتا ہے مثلاً یوں سمجھو جب سورج نکلتا ہے تو اُس کی روشنی مکانات پر پڑے گی اُس وقت ہر چیز کا سایہ پچھم کی طرف پھیلا ہوتا ہے جتنا جتنا آفتاب بلند ہوگا ہر چیز کا سایہ خصوصاً لانبی چیز کا سایہ جو پچھم کی طرف پھیلا ہوتا ہے وہ کم اور سمٹتا جائے گا ٹھیک دوپہر کو وہ سایہ اوتر کی سیدھ میں آتا ہے اور دوپہر ڈھلتے ہی پورب کو مُڑنے لگتا ہے جب دیکھو کہ سایہ کا رُخ پورب کی طرف ہو گیا سمجھو وقت ظہر ہو گیا۔ آخر ظہر کی حد یہ ہے ٹھیک دوپہر کو جتنا سایہ ہو اُس کو چھوڑ کر جب تک بقول احناف مفتی بہ دوگنا ہو ظہر باقی ہے۔

(۲) عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال حین یسمع النداء اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ آت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ حلت لہ شفاعتی یوم القیامۃ (رواہ البخاری)

(۲) حضرت جابرؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا جو شخص اذان سننے کے بعد اس دعا کو پڑھے تو میری شفاعت اُس کے لئے واجب ہوگی۔

حضرت ابی ہریرہؓ کی حدیث ترمذی میں ہے۔

(۳) الامام ضامن والموذن موتمن اللھم ارشد الائمۃ واغفر للمؤذنین۔ (رواہ احمد والترمذی)

(۳) حضور نے فرمایا خداوندا ائمہ کو ہدایت دے اور موذنوں کی مغفرت فرما۔

(۴) عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اذن سبع سنین محتسبا کتب لہ براءۃ من النار۔ (رواہ الترمذی)

(۴) حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا جس شخص نے خدا واسطے ۷ برس اذان دی لکھی جاتی ہے اُس کے لئے دوزخ سے خلاصی۔

تحریک مساجد اگر اس وقت ہر صوبہ وضلع کے اعداد فراہم کئے جائیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہماری غفلت ولاپرواہی سے ہزاروں مسجدیں ویران پڑی ہوئی ہیں۔ نئی مساجد کی تعمیر سے زیادہ ضرورت ویران مساجد کی آبادی کی ہے۔ ہم اپنے ہاتھوں مساجد کی بے حرمتی کرتے ہیں اُسی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ دوسرے اپنے اغراض حاصل کرتے ہیں جبتک مسلمانوں میں مساجد کی عزت وحرمت کا خود جذبہ پیدا نہوگا اغیار واجانب سے حفاظت وصیانت کا مطالبہ فضول ہے۔ مساجد کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ غیر آباد مساجد نمازیوں سے آباد کی جائیں ہمارے ائمہ ایسے ہوں جو روزمرہ نمازیوں کو مسائل دینیہ کے ساتھ ساتھ دوسرے

اذان کے فضائل احادیث شریفہ میں بکثرت پائے جاتے ہیں جو مختصر اپنی جگہ درج ہونگے۔
اگر موذن کی آواز میں اثر ہو تو یہ صدا آسمان و زمین کو ہلا سکتی ہے۔ ہمارے موذنوں کو اوقات نماز اور مسائل وغیرہ کا ضروری علم ہونا لازمی ہے جب تک روزمرّہ کے مسائل کا علم نہ ہوگا صحیح اوقات پر اذان بھی نہ ہوگی۔ اس سلسلہ میں مملکتِ آصفیہ دکن کا محکمۂ امور مذہبی قابلِ ستایش ہے کہ بغیر امتحان کے موذنین کا تقرر نہیں کیا جاتا اگر ہمارے اطراف میں بھی اس کا نظم قائم کیا جائے تو مناسب ہوگا۔

(۱) واذا نادیتم الی الصلوٰۃ اتخذوھا ھزوا ولعبا ذلک بانھم قوم لا یعقلون۔
(مائدہ)

(۱) جب تم اذان دیکر نماز کے لئے بلاتے ہو تو یہ (کفار) نماز کو ہنسی اور کھیل بناتے ہیں یہ لوگ ناسمجھ ہیں۔

احادیث

(۱) عن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال المؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر فقال احدکم اللہ اکبر اللہ اکبر ثم قال اشھد ان لا الٰہ الا اللہ قال اشھد ان لا الٰہ الا اللہ ثم قال اشھد ان محمدًا رسول اللہ قال اشھد ان محمدًا رسول اللہ ثم قال حی علی الصلوٰۃ قال لا حول ولا قوۃ الا باللہ ثم قال اللہ اکبر قال اللہ اکبر ثم قال لا الٰہ الا اللہ قال لا الٰہ الا اللہ من قلبہ دخل الجنۃ
(رواہ مسلم)

(۱) حضرت عمرؓ راوی ہیں حضور نے ارشاد فرمایا جب مؤذن اللہ اکبر کہے تو تم میں سے ہر ایک اللہ اکبر کہے جب وہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کہے تو تم بھی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کہو جب اشھد ان محمدًا رسول اللہ کہے تو تم بھی اشھد ان محمدًا رسول اللہ کہو جب حی علی الصلوٰۃ کہے تو تم لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہو اور جب اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو۔ جو شخص خلوص قلب سے لا الٰہ الا اللہ کہے گا جنت میں داخل ہوگا۔

اُن کے لیے دُنیا میں رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

احادیث

(۱) عن عثمانؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بنی للہ مسجداً بنی اللہ له بیتاً فی الجنة (مسلم و بخاری)

(۱) حضرت عثمانؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے واسطے مسجد بنائی خدا اُس کے لئے بہشت میں گھر بناتا ہے۔

(۲) عن ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعظم الناس اجراً فی الصلوۃ ابعدهم فابعدهم ممشیً والذی ینتظر الصلوۃ حتی یصلیها مع الامام اعظم اجراً من الذی یصلی ثم ینام۔ (بخاری و مسلم)

(۲) ابی موسیٰؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا ثواب کے اعتبار سے لوگوں میں بڑا وہ ہے جو دور سے نماز کے لئے چلکر آئے اور جو اُنہیں بعید ہو اور وہ شخص کہ جو امام کے انتظار میں تاخیر سے نماز امام کے ساتھ پڑھے بڑا ہے درجہ میں اُس شخص سے جو نماز پڑھے اور سو جائے۔

(۳) بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامة (رواہ الترمذی)

(۳) حدیث بریدہ میں حضور فرماتے ہیں کہ جو لوگ اندھیرے کی حالت میں مسجد میں نماز کے لئے آئیں اُن کو قیامت کے دن نور حاصل کرنے کی بشارت دیدے۔

داخلہ مسجد کی دعا

(۴) عن ابی اسید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل احدکم المسجد فلیقل اللھم افتح لی ابواب رحمتك واذا خرج فلیقل اللھم انی اسئلك

(۴) حضرت ابی اسید راوی ہیں حضور نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو یوں کہے خداوندا میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب واپس آئے تو کہے

اہم ضروریات کا درس دیں اور ہماری خرابیوں کے اصلاح کے وہ طریقے جو اسلامی نظام عمل میں موجود ہیں بیان کریں۔ اگر معمولی توجہ سے ہر مسجد میں نمازوں کے بعد مسلمانوں کو اُنکی ضروریات سے باخبر کیا جاتا رہے تو ممکن نہیں کہ اُن کی زندگی میں تبدیلی نہ ہو۔

اگر تنظیم مساجد کا کام رسم و نمائش سے ہٹا کر حقیقی صورت کے ساتھ شروع کیا جائے تو اُس کے نتائج بہت جلد برآمد ہوسکتے ہیں۔

افسوس کہ ہم اپنی عبادت گاہوں کے نظام کی اہمیت سے بے خبر ہیں وہ کونسی دینی و دنیوی ضرورت ہے جسے مساجد پورا نہیں کرسکتیں۔

قرونِ اولیٰ میں مساجد ہی تھیں جن میں فریضۂ عبادت کی ادائیگی کے علاوہ مسلمانوں کی ضروریات کی تکمیل ہوتی۔

تحریک مساجد کو گذشتہ نمونہ پر آگے بڑھانے کی ضرورت ہے ورنہ سطحی اور وقتی ہنگامہ آرائیوں سے مساجد کی حقیقی اغراض ہرگز حاصل نہیں ہوسکتیں۔

مساجد | آیات

(۱) انما یعمر مسجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ فعسیٰ اولٰئک ان یکونوا من المھتدین۔ (سورہ توبہ)

(۱) اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد رکھتا ہے جو خدا اور قیامت پر ایمان لایا اور نماز پڑھتا زکوٰۃ دیتا رہا خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرا ایسے ہی لوگ قریب ہے کہ ہدایت پائے ہوئے لوگوں میں شامل ہوجائیں۔

(۲) ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعیٰ فی خرابھا اولٰئک ما کان لھم ان ید خلوھا الا خائفین لھم فی الدنیا خزیٌ ولھم فی الاخرۃ عذابٌ عظیم۔ (بقرہ)

(۲) اُس سے زیادہ ظالم کون جو مساجد اللہ میں خدا کے ذکر کرنے سے روکے اور مساجد کے اُجاڑنے کی کوشش کرے یہ لوگ اس قابل نہیں کہ مساجد میں گھسنے پاتے مگر ڈرتے ڈرتے

ٹھنڈے دل سے تفحص کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دوسری اقوام وملل ہمارے ان فرائض واصول ہی کو سامنے رکھکر اپنا لائحہ عمل مرتب کر رہی ہیں مگر وائے بر حال ما کہ ہم اپنے حقائق سے غافل اور تعلیمات وارشادات نبویہ سے بعید ہوتے جا رہے ہیں۔ کاش ہمیں اپنے آقا و مولیٰ روحی لہ الفدا کے ارشاداتِ عالیات پر عمل کرنے کا شوق ہوتا اور وقتی ہنگامہ آرائیوں کی بجائے نماز کو نماز با جماعت کے عملی طور پر پابند ہو جاتے تو مساجد اللہ جو کسی وقت کسی کی ملک نہیں ہو سکتیں اغیار کی اُن پر دست برد کیوں ہوتی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

احادیث

(۱) عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الجماعۃ تفضل صلوٰۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ متفق علیہ۔

(۱) حضرت ابن عمر راوی ہیں حضور نے فرمایا نماز جماعت نماز منفرد سے ستائیس درجے بڑھی ہوئی ہے۔

(۲) عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لقد ھممت ان آمر بحطب فیحطب ثم آمر بالصلوٰۃ فیوذن لھا ثم امر رجلا فیؤم الناس ثم اخالف الی رجال وفی روایۃ لا یشھدون الصلوٰۃ فاحرق علیھم بیوتھم والذی نفسی بیدہ لو یعلم احدھم انہ یجد عرقاً سمیناً او مرماتین حسنتین لشھد العشاء رواہ البخاری۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نے فرمایا مجھے اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے قصد کیا کہ کسی کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم کروں جب وہ جمع ہو جائے تو نماز کا حکم دوں اور پھر اذان کہی جائے پھر میں ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ امامت کرائے اور میں اُن لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوئے پھر اُن کے گھروں میں آگ لگا دوں خدا کی قسم اگر تارکین میں سے کسی کو ایک گوشت کی فربہ ہڈی یا دو عمدہ

من فضلك (رواہ مسلم)

خداوندا میں تجھ سے تیرا فضل چاہتا ہوں۔

(۵) عن ابی امامۃ رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من خرج من بیتہ متطھرًا الیٰ صلوٰۃٍ مکتوبۃٍ فاجرہ کاجر الحاج الی اخر الحدیث۔ (رواہ ابوداؤد)

(۵) حضرت ابی امامۃ رض سے مروی ہی حضور نے فرمایا جو شخص گھر سے وضو کر کر فرض کی نماز کے لئے نکلتا ہے تو اُس کا اجر حج کرنے والے کی برابر ہے۔

مسجد کی حرمت

(۶) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من سمع رجلاً ینشد ضالۃً فی المسجد فلیقل لا ردھا اللہ علیك فان المساجد لم تبن لھذا (رواہ مسلم)

(۶) جو شخص سُنے کوئی شخص مسجد میں گم شدہ چیز کو تلاش کرتا پھرتا ہے پس چاہئے کہ اُس سے کہے کہ اللہ تجھپر (وہ شے) واپس نہ کرے بے شک مسجدیں اس کے واسطے نہیں بنائی گئیں۔

جماعت نماز جماعت کی تاکید جن حقائق کے باعث فرمائی گئی اُن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں - تنظیمِ ملت، اتحاد و یگانگت، مودت و محبت کے جذبات کا بہترین درس عمل نماز باجماعت میں موجود ہے شبانہ روز پانچ وقت مسلمانوں کو بارگاہِ احدیت میں حاضر ہو کر امیر و فقیر سلطان و خادم کو ایک صف میں یکجا کر کر جو روحِ حیات نماز جماعت کے ذریعہ پیدا ہو سکتی ہے وہ دوسروں کی غلط تقلید اور نقوشِ قدم پر متحرک ہونے سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہر محلہ کے باشندوں کو دعوتِ حق کے پیام اور مرکزِ اسلام پر قایم کرنے کے لئے روزانہ کے اجتماع کا جماعت سے بہتر اور کیا ذریعہ ہو سکتا ہے - پھر ہفتہ واری اجتماع یعنی نماز جمعہ یہ سارے شہر کے مسلمانوں کا وہ مقدس و محترم فریضہ ہے جس کے خطبات میں مسلمانوں کو دینی و دنیوی اخلاقی و معاشرتی سیاسی و قومی غرض اسلامی احکام و ضروریات کا درس دیا جانا مقصود ہے۔ نماز عیدین کو شہری آبادی کے علاوہ دیہاتی و قصباتی زندگی گذارنے والوں سے تعلقات کے استحکام اُن کے دُکھ درد، حالات و ضروریات سے باخبر رکھنے کے لئے مقرر کیا گیا - آج اگر

نقائص بھی ہوں اور فرائض امامت کی اہلیت مذہبی موجود نہ ہو پھر بھی دعوی امامت و خطابت کے جذبات کار فرما ہوتے ہیں۔

امامت میں سب سے مقدم اعلم بالسنتہ۔ اقرا بالکتاب۔ یعنی مسائل حدیث و احکام نماز سب سے زیادہ جاننے والا۔ سب سے زیادہ اچھا قرآن پڑھنے والا ہو متقی و پرہیزگار ہو۔ فی الجملہ مسلمانوں میں ذی عزت ہو۔ جب تک امام میں یہ صفات نہ ہوں وہ امامت کا اہل نہیں۔ اب یہاں بعض احادیث شریفہ قرآن کریم کو قرارت و ترتیل سے تلاوت کرنے کی درج کی جاتی ہیں۔

(۱) عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیس منا لم یتغن بالقرانِ (رواہ البخاری)

(۱) حضرت ابو ہریرہ رض راوی ہیں حضور نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا۔

ے یہ حدیث مبارکہ مختلف رواۃ کے اسماء سے آئی ہے الفاظ ایک ہی ہیں اس لئے مؤلف نے صرف ایک روایت پر اکتفا کی۔ (مؤلف)

(۲) عن سعد بن وقاصٍ رض قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ان ھذا القران نزل بحزنٍ فاذا قرأتموہ فابکوفان لم تبکوا تباکوا وتغنوا بہ فمن لم یتغن بالقرانِ فلیس منا۔ (رواہ ابن ماجہ)

(۲) حضرت سعد بن وقاص رض فرماتے ہیں میں نے حضور کو فرماتے ہوئے سُنا یہ قرآن حزن و غم کے ساتھ نازل ہوا پس جس وقت تلاوت کرو تو رُوو اگر رونا نہ آئے تو رُلاؤ اور خوش الحانی سے پڑھو جو خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

احادیث شریفہ کے علاوہ قرآن پاک بھی صاف طور پر فرمارہا ہے

ورتل القرآن ترتیلا۹

گھروں کے پانے کی امید ہوتی تو نماز عشا میں ضرور حاضر ہوتے۔

نوٹ:۔ اس قدر وعید کے بعد بھی ہمارا جماعت کی نماز سے دور رہنا بعید از دعوی محبت اسلامی ہے جس کے نتائج ہم بھگت رہے ہیں۔
(مؤلف)

(۳) عن ابی ھریرۃ رضؓ قال اتی النبی صلے اللہ علیہ وسلم رجل اعمٰی فقال یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ لیس لی قائد یقودنی الی المسجد فسأل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یرخص لہ فیصلی فی بیتہ فرخص لہ فلما ولّی دعاہ فقال ھل تسمع النداء بالصلوٰۃ قال نعم قال فاجب۔ (رواہ مسلم)

(۳) حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے حضور کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوئے اور کہا کہ مسجد تک میری راہنمائی کرنے والا نہیں ہے حالت میں رخصت دی جائے کہ گھر میں نماز پڑھوں حضور نے رخصت دیدی جس وقت وہ شخص چلا گیا تو فرمایا اُس کو بلاؤ جب واپس آ گیا تو فرمایا کیا تو اذان سنتا ہے عرض کیا ہاں فرمایا تو مسجد میں ضرور آ۔

اگر ایک رکعت بھی پائی تو حسب ارشاد نبویہ اُس نے جماعت کا ثواب پایا۔ فرماتے ہیں

(۴) من ادرک رکعۃ من الصلوٰۃ فقد ادرک الصلوٰۃ۔

(۴) جس نے نماز کی ایک رکعت بھی (جماعت سے) پائی اُس نے نماز کا ثواب پایا۔

امامت عہدہ امامت ایک ایسی ذمہ داری کا عہدہ ہے جس کے لئے فرائض اور ضروری ہدایات ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے یہاں یہ اہم کام بھی پدری وراثت بن گیا ہے خواہ شرعی

ہوتا ہے۔

نماز کے سات شرائط

نمازی کے بدن کا پاک ہونا حاجت غسل ہو تو نہالے وضو نہ ہو تو وضو کرلے بدن پر نجاست ہو تو دھوکر پاک کرلے۔ بدن کے کپڑوں کا پاک ہونا۔ مصلے جا نماز کا پاک ہونا۔ مرد کو زیر ناف سے دونوں گھٹنے سمیت کپڑے سے چھپانا عورت کو سوائے منہ کے دونوں پاؤں ہتھیلیوں کا چھپانا۔ قبلہ رو ہونا۔ نیت کرنا۔ وقت کا ہونا اُس کو پہچاننا۔

نماز کے سات ارکان یا اندرونی فرائض

تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر کہنا) کھڑا ہونا۔ قرآن مجید کی کچھ آیتیں پڑھنا۔ رکوع کرنا۔ سجدہ (ناک اور پیشانی لگاکر) کرنا۔ قعدہ اخیرہ (آخیر کی) التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھنا۔ نماز سے اپنے قصد اور فعل اختیاری سے نکلنا۔

نماز کے گیارہ واجبات

الحمد پڑھنا۔ الحمد کے ساتھ سورت ملانا۔ ہر فرض کو اپنے موقع پر ترتیب کے ساتھ ادا کرنا۔ پہلی دو رکعتیں قرارت کے واسطے مقرر کرنا۔ دونوں قعدوں میں۔ التحیات پڑھنا۔ السلام علیکم کہکر سلام پھیرنا۔ پہلی دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ کوئی سورت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔ رکوع و سجدہ و دوسرے ارکان کا باطمینان ادا کرنا۔ دو سجدوں کے درمیان میں کچھ بیٹھنا۔ جن نمازوں میں الحمد و سورت باواز پڑھی جاتی ہے اُس میں آواز سے پڑھنا جن میں آہستہ اُن میں آہستہ پڑھنا۔ دو رکعت کے بعد التحیات پڑھنے بیٹھنا پے درپے ارکان ادا کرنا واجبات یہی ہیں باقی سنت موکدہ یا مستحب ہیں۔

نماز کی بارہ سنتیں

تکبیر اولیٰ ہر نماز اور چھ تکبیرات زوائد عیدین میں ہاتھ کانوں تک اُٹھانا۔

(۲) داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھکر باندھنا۔

صف کی پابندی

امام کو چاہیئے کہ نماز شروع کرنے سے قبل مصلّیوں کو صف کی درستی کی طرف مائل کرے احادیث شریفہ میں صفوں کی درستی کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ صفوں میں جگہ خالی چھوڑ دیتے ہیں کبھی صفِ اول میں کچھ حصہ خالی ہے تو کبھی دوسری اور تیسری میں جگہ باقی ہے یہ بات شرعاً ممنوع ہے۔ احادیث اور کتب فقہ میں تسویۂ صفوف کے عنوان پر زیادہ سے زیادہ احادیث و احکام ہیں۔ جابر بن سمرہ کی حدیث میں ہے۔

(۱) قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الا تصفون کما تصف الملئکۃ عند ربہا فقلنا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وکیف تصف الملئکۃ عند ربہا قال یتمون الصفوف الاولی ویتراصّون فی الصّف۔ (رواہ مسلم)

(۱) کیا تم خدا کے سامنے فرشتوں کی طرح صفیں نہیں باندھتے ہم نے عرض کیا فرشتے کس طرح صفیں باندھتے ہیں اپنے رب کے نزدیک۔ فرمایا پورا کرتے ہیں پہلے صفوں کو اور صف میں ملکر کھڑے ہوتے ہیں۔

(۲) عن انس رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رصوا صفوفکم وقاربوا بینہا وحاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیدہ انی لاری الشیطان یدخل من خلل الصف کانہا الحذف۔ (رواہ ابوداؤد)

(۲) حضرت انس رض راوی ہیں حضور نے فرمایا اپنی صفیں ملی ہوئی رکھو اور آپس میں ملے ہوئے کھڑے ہو قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں دیکھتا ہوں کہ شیطان صفوں کی درمیانی جگہ میں بکری کے بچہ کی طرح داخل ہوتا ہے۔

نماز کے شرائط

گزشتہ اوراق میں نماز کی اہمیت و اوقات وغیرہ کی مختصر بحث کی گئی لیکن جب تک شرائط نماز سے واقفیت نہو قدم قدم پر دشواریاں ہوتی ہیں اس لئے یہاں اُن کا بیان ضروری معلوم

تین چھوٹی آیتیں پڑھنا تو فرض ہیں (۱۴) اس سے زیادہ پڑھنا مستحب ہے (۱۵) فجر کے فرض میں
پہلی رکعت دوسری سے لانبی ہو (۱۶) قرآن شریف حسب قواعد عرب پڑھے (۱۷) سفر میں جس قدر
قرارت آسان ہو اُسی قدر پڑھے (۱۸) ہر رکعت میں الحمد سے پہلے بسم اللہ پڑھنا (۱۹) حتی الوسع
کھانسی روکنا (۲۰) جمائی نہ لینا (۲۱) امام کو اس قدر بلند آواز سے پڑھنا کہ کم از کم پہلی صف والے
سُن لیں (۲۲) رکوع میں سر اور پیٹھ سُرین کے برابر رہے (۲۳) رکوع میں پاؤں پر نظر رکھے (۲۴)
نمازی رکوع و سجدہ میں تین بار تسبیح کہے (۲۵) مرد بازو ران سے جدا عورت ملا کر رکھے (۲۶) رکوع
کر کے کھڑے ہونے میں ہاتھ لٹکے رکھے (۲۷) سجدہ جانے میں پہلے زمین پر وہ عضو رکھے جو زمین سے
قریب ہو مثلاً پہلے گھٹنے رکھے (۲۸) سجدہ سے اُٹھنے میں جو عضو آخر میں رکھا تھا یعنی ناک اور ماتھا
پہلے اُٹھائے (۲۹) سجدہ میں ہاتھ کی اُنگلیاں آپس میں ملی رہیں (۳۰) دونوں ہاتھوں کے درمیان
سجدہ کرنا (۳۱) سجدہ میں اُنگلیاں قبلہ رُخ رکھنا (۳۲) بازو پیٹ سے پیٹ ران سے۔
ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے سجدہ کے وقت جُدا رہیں عورت ملا کر پڑھے (۳۳) پیشانی اور
ناک دونوں سجدہ کے وقت زمین سے لگانا (۳۴) سجدہ کرتے وقت ناک کی طرف نگاہ رکھے
(۳۵) سجدہ میں پاؤں کی اُنگلیاں زمین سے نہ اُٹھنے پائیں (۳۶) بیٹھنے میں دونوں ہتھیلیاں رانوں
پر رکھنا (۳۷) سلام میں اس قدر مُنہ پھیرنا کہ مقتدی رخسارہ کی سفیدی دیکھ لیں (۳۸) سلام
پھیرتے وقت دونوں مونڈھوں پر نظر رکھنا (۳۹) ہاتھ کی اُنگلیاں نشست میں زانو کے سرے
تک پھیلائے رکھنا (۴۰) قعدہ میں سینہ کی جانب نگاہ رکھنا (۴۱) امام ہر سلام میں
فرشتوں اور اُدھر کے مقتدیوں کی نیت کرے (۴۲) مقتدی امام فرشتوں دوسرے مقتدیوں
کی نیت کرے (۴۳) امام پہلا سلام بلند دوسرا پست کرے (۴۴) قعدہ میں اُنگلیاں ہاتھ
پاؤں کی قبلہ رُخ رکھنا (۴۵) اُنگلیاں حسب عادت کشادہ رکھنا۔

نقشہ مفسدات فعلی جن سے نماز فاسد ہو جائے گی

(۱) نماز میں سو گیا اور احتلام ہوا (۲) کسی عورت پر نگاہ پڑی اور مادہ منی نکل آیا (۳) نماز کے

(۳) سبحانک اللهم ولاالٰہ غیرک تک پڑھنا (مقتدی کے لئے)

(۴) بعد ثنا امام ومنفرد دونوں کا اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم پڑھنا۔

(۵) اعوذ باللّٰہ کے بعد بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا۔

(۶) ہر رکعت میں قرارت سے فارغ ہو کر سجدہ کرتے وقت سجدہ سے سر اُٹھاتے وقت دوسرے سجدہ میں جاتے وقت رکوع سے اُٹھتے وقت اللّٰہ اکبر کہنا۔

(۷) رکوع میں سبحان ربی العظیم۔ سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہنا۔

(۸) رکوع سے سیدھا ہونے میں اکیلا نماز پڑھنے والا سمع اللّٰہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد کہے مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہے۔

(۹) اول سجدہ سے اُٹھکر جلسہ میں بقدر تین بار سبحان اللّٰہ کہنے کے توقف کرنا۔

(۱۰) بعد تشہد (التحیات) کے قعدہ اخیرہ میں درود شریف پڑھنا۔

(۱۱) ولاالضالین کے بعد آہستہ آواز سے آمین کہنا۔

(۱۲) درود کے بعد کوئی دعا جو احادیث وقرآن کریم میں آئی ہو پڑھنا۔

نماز کے ۵۴ مستحبات

(۱) جب قد قامت الصلوٰۃ کہا جائے امام اُس وقت تکبیر تحریمہ نیت کے ساتھ باندھے۔

(۲) ہاتھ کے انگوٹھے سے کان کی لو چھو جائے۔

(۳) آستین سے ہاتھ باہر نکالنا۔

(۴) پہلے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور پھر تکبیر کہے (۵) اللّٰہ اکبر کے الف میں خدا کی احدیت والوہیت کا تصور کرے (۶) اللّٰہ کا لام پُر پڑھے (۷) اکبر کی رکو ساکن پڑھے (۸) اللّٰہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ باندھے (۹) تکبیر میں امام جب حی علی الصلوٰۃ سُنے نماز کے واسطے اُٹھ کھڑا ہو (۱۰) مرد دونوں ہاتھ زیر ناف عورت سینہ پر باندھے (۱۱) کھڑے رہنے میں سجدہ کی جگہ دیکھے (۱۲) دونوں پاؤں میں چار انگل کا فرق رکھے (۱۳) فجر ظہر میں طوال۔ عصر وعشا میں اوساط مغرب میں قصار پڑھے بڑی آیت یا

سب صورتوں میں نماز دوہرانا واجب ہے۔

سنت و نفل نمازوں کا مختصر بیان

سنت کی ۲ دو قسمیں ہیں مستحب اور مؤکدہ۔ شبانہ روز میں سنت مؤکدہ کی بارہ ۱۲ رکعتیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

فجر سے قبل ۲۔ قبل فرض ظہر ۴ ما بعد ۲۔ مغرب کے فرض کے بعد ۲۔ عشا کے فرض کے بعد ۲۔ جمعہ سے قبل ۴۔ اور بعد کو ۶۔ ان سب میں فجر سے پہلے سنتوں کی تاکید اکید ہے یہاں تک کہ کسی سنت کی قضا نہیں مگر سنت فجر کی قضا بھی ہے۔ عصر سے قبل بھی چار سنتیں ہیں مگر یہ مؤکدہ نہیں بلکہ مستحب ہیں اسی طرح عشا کے وقت فرض سے قبل اور ما بعد فرض عشا ۴ مستحب ہیں خواہ پڑھے یا نہ پڑھے۔

تراویح رمضان کے مہینے میں فرض عشا کے بعد بیس ۲۰ رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے اس کی بھی بے حد تاکید فرمائی گئی ہے اس کا ترک کرنا گناہ ہے دو دو کی نیت یا چار کی نیت باندھے۔

ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھکر ذکر الٓہی وغیرہ کریں اور ذیل کی تسبیح پڑھیں۔

سبحان ذی الملك والملكوت سبحان ذی العزة والكبرياء والعظمة والجبروت سبحان الملك الحی القیوم الذی لاینام ولا یموت سبوحٌ قدوسٌ ربنا ورب الملئكة والروح۔

تراویح میں ایک قرآن کریم ختم کرنا بہتر ہے زیادہ جس قدر پڑھ جائیں بہتر لیکن قرآن کریم کو اتنا تیزی سے پڑھنا کہ حروف قطع ہوں معصیت ہے۔

اُجرت مسجد کے مصلیان کا یہ فرض ہے کہ وہ حفاظ کی خود اپنی جگہ خدمت کریں لیکن جو حفاظ بغیر دام لئے ہوئے تلاوت نہیں کرتے وہ بھی معصیت کرتے ہیں۔

نفل نمازوں میں اختیار ہے کہ خواہ بیٹھکر پڑھے یا کھڑے ہوکر پڑھے۔

نماز اشراق فجر کی نماز پڑھکر مصلّے پر بیٹھا رہے درود شریف وغیرہ یا قرآن مجید تلاوت

اختتام سے قبل قصداً وضو توڑ ڈالا کسی عضو سے خون بہ نکلا (۵) نماز میں قرآن شریف دیکھ کر ایک آیت سے زیادہ پڑھا (۶) کچھ کھایا پیا منہ کے اندر کی چیز چنے کی برابر نگل گیا (۷) عمل کثیر کیا مثلاً کسی نے نماز کے اندر دونوں ہاتھ لگا کر کوئی کام کیا یا ایک رکن میں تین بار مسلسل کوئی حرکت کی اس قسم کی باتیں عمل کثیر کہلاتی ہیں۔

نقشہ مفسدات قولی جن سے نماز باطل ہو جاتی ہے

(۱) قعدہ کے سوا کسی حال میں تمام کرنے کی نیت سے سلام پھیرنا چاہئے سہواً ہو یا عمداً (۲) زبان سے کسی کو جواب سلام دینا (۳) درد یا مصیبت سے بلند آواز کیساتھ رونا جسے دوسرا سُن لے (۴) بلاضرورت جگہ صاف کرنا جس سے کوئی لفظ یا حرف نکل جائے جیسے اَخ اُف آہ ہائے آوہ (۵) یہ کلمات زبان سے نکل جائیں (۶) کسی نے دعا کی اُس کے جواب میں آمین کہنا (۷) دوسری کی چھینک کا جواب دینا (۸) امام کے علاوہ دوسرے کو لقمہ دینا (۹) امام کا اپنے مقتدی کے علاوہ دوسرے سے لقمہ لینا (۱۰) تعجب کی بات پر سبحان اللہ کہنا (۱۱) اچھی خبر سُن کر الحمد للہ کہنا (۱۲) غم کی خبر پر انا للہ کہنا (۱۳) نماز کے اندر اذان کا جواب دینا (۱۴) کسی نے کہا خدا کے سوا کیا اور کوئی رب ہے اُس کے جواب میں کلمہ پڑھ دیا (۱۵) دنیا کے کام کے لئے لاحول پڑھنا (۱۶) نماز میں نکاح وغیرہ کی دعا مانگنا (۱۷) ایسا قرآن پڑھنا جس سے معانی بدل جائیں۔

نقشہ مکروہ تحریمی

(۱) بیکار کام کرنا (۲) انگلیوں کا توڑنا چٹخانا (۳) ہاتھ اس طرح باندھنا کہ کہنیوں تک انگلیاں پہنچیں (۴) بے ضرورت چار زانو بیٹھنا (۵) خاک کے بچاؤ سے بار بار کپڑا سمیٹنا (۶) خواہ مخواہ انگلیاں آپس میں داخل کرنا (۷) بلاضرورت آستین چڑھانا (۸) رکوع میں بجائے سبحان ربی العظیم کے سمع اللہ لمن حمدہ کہنا (۹) بغیر سلام کے دوسرا کام کر کے نماز سے باہر ہونا (۱۰) دونوں پاؤں کھڑے کر کے مڑ جانا (۱۱) بلاضرورت کوئی سورۃ ایک آیت پڑھ کے چھوڑ دینا۔ (۱۲) منہ پھیر کر دیکھنا یا منہ پھیرنا۔ آیتوں کو ہاتھ یا تسبیح پر شمار کرنا۔ کسی واجب کا ترک کرنا ان

مقدر یعنیہ میں مذکورہ بالا نمازوں کے علاوہ خاص خاص معمولات بھی مقرر ہیں جو بے حد کامیاب ہوئے ہیں۔ اس نماز کا طریقہ یہ ہے پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھے اُس کے بعد درود شریف پڑھکر یہ دعا پڑھے اَللّٰھم انی استخیرك بعلمك و استقدرك بقدرتك واسئلك من فضلك العظیم فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارك لی فیہ وان کنت تعلم ان ھذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ۔

ان ہذا الامر کے لفظ پر اپنے مطلب کا بیان کرے اور ایک دفعہ بھی نماز پڑھکر جس کام پر نیک نیتی سے رائے قائم کریگا برکت ہوگی۔ اس کے بعد درود شریف پڑھتا ہوا سو جائے شب میں مطلب و مدعا کے متعلق علم ہو جائیگا

نیت دل سے نیت کرنا کافی ہے جس کے ساتھ ہی تکبیر تحریمہ کہی جائے دل سے ہر نماز کی نیت اور زبان سے اُس کے الفاظ ادا کرنا چاہئیں جس زبان میں چاہے الفاظ نیت ادا کرے اچھا یہی ہے کہ عربی میں جو نیت ہو وہی کرے اُس کے الفاظ یہ ہیں نویت ان اصلی للہ تعالی رکعتا السنۃ الفجر الیوم سنت کے لئے رکعتا السنتہ فلاں کہے اور فرض کے لئے رکعتا الفرض کہے۔ مغرب میں ثلٰث رکعات فرض المغرب کہے۔ یہ الفاظ نیت وہی کہے جو اُس کے معنے سمجھتا ہو ورنہ معمولی طور پر ہر شخص اپنی زبان میں ہر نماز کی اُس کے مطابق نیت کرے

قرأۃ دن و رات میں پانچ نمازیں ہیں اور اُن سب میں سترہ رکعتیں فرض ہیں جن کی ترتیب یہ ہے فجر ظہر عصر مغرب عشا ان فرض کی رکعتوں میں فجر کی دونوں رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملاکر پڑھے عصر کی پہلی دو رکعتیں بھری اور پچھلی خالی یعنی صرف الحمد پڑھے۔

مغرب میں دو رکعتیں بھری ہوئی پڑھے۔ یہ حکم امام اور منفرد کا ہے۔ مقتدی امام کے پیچھے

گزرتا ہے آفتاب نکلکر جب بلند ہونے لگے تو چار رکعت دو سلام سے یا دو ہی رکعت پڑھے اس نماز میں ایک حج یا ایک عمرہ کا ثواب ہے بہتر یہی ہے کہ اسی طور سے نماز ادا کرے وقت گذارنے پر بھی پڑھی تو کچھ نہ کچھ ثواب ملجائیگا۔

چاشت کی نماز جب آفتاب خوب بلند ہوجائے اور دھوپ میں تیزی آجائے اُس وقت کم سے کم دو رکعت یا زیادہ پڑھے تو آٹھ یا بارہ رکعت پڑھے اس نماز کے بھی احادیث میں فضائل مرقوم ہیں۔

اوّابین مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد چھ رکعت دو دو کی نیت سے پڑھے۔

تہجد تہجد کی نماز میں حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم بے حد اہتمام فرماتے تھے تمام تمام رات کھڑے رہنے پائے مبارک بھی سوج جاتے۔ نفل نمازوں میں اس نماز کی بے حد تاکید ہے اور سنت مؤکدہ ہے حضور نے کبھی اس کو ترک نہ فرمایا۔ حضور پاک سے تہجد کی ۱۲ رکعات تک پڑھنا ثابت ہے۔ کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ ۱۲ ہیں۔

صلوٰۃ التسبیح احادیث میں اس کا بھی بے حد ثواب درج ہے اگر ہر روز نہ ہو تو ہفتہ میں ایک بار یہ بھی نہ ہو تو مہینہ میں۔ سال بھر میں عمر میں ایک بار پڑھ لے۔ چار رکعت کی نیت باندھکر سبحانک اللھم اور سورت پڑھکر فارغ ہو تو رکوع سے پہلے پندرہ بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہکر رکوع میں جائے۔ رکوع کی تسبیح کہکر ۱۰ دفعہ سبحان اللہ الخ پڑھکر رکوع سے اُٹھے سمع اللہ لمن حمدہ کہکر پھر دس بار سابق کی طرح سبحان اللہ والحمد للہ الخ پڑھے پھر سجدہ کرے سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد ۱۰ بار سبحان اللہ والحمد للہ الخ پڑھے سجدہ سے اُٹھکر پھر دس بار پڑھے۔ پھر التحیات پڑھے۔ اسی طرح چاروں رکعتیں پوری کرے۔ جو سورت چاہے پڑھے۔

نماز استخارہ اس نماز کی بھی احادیث میں ترغیب و برکات آئی ہیں۔ نئے کام۔ سفر شادی وغیرہ کے مواقع پر اس نماز کا پڑھنا مستحسن ہے۔ ہمارے یہاں سلاسل قادریہ

تاریخ فلاں سال کی۔
کئی سال کی نمازوں کی قضا میں یہ صورت کرے کہ فجر کی قضا میں فجر کی نمازیں جتنی میرے ذمہ ہیں اُن میں جو سب سے اول ہے اُس کی قضا پڑھتا ہوں اسی طرح ظہر وغیرہ

غسل و دفن میت و نماز جنازہ مضامین کی ترتیب کے لحاظ سے اس جگہ غسل و دفن میت اور نماز جنازہ کے مسائل اور ترکیب بھی درج کی جاتی ہے۔

انسان کا جب آخر وقت ہو سانس وغیرہ ٹوٹنے لگے تمام اعضا ڈھیلے پڑ جائیں کنپٹیاں بیٹھ جائیں تو جاننا چاہیئے کہ اب موت کا وقت ہے چت لٹا دیں قبلہ کی طرف مُنہ کر دیں اُس کے قریب دُنیا کی باتیں قطعاً نہ کریں بلکہ بآواز بلند کلمۂ شہادت پڑھیں بیمار سے نہ کہا جائے کہ تو بھی پڑھ بلکہ خود سلسلہ جاری رکھیں تاکہ وہ سُنکر کلمہ پڑھنے کے قابل ہے تو پڑھنا شروع کر دیگا۔ اس وقت سورۂ یٰس بھی پڑھنا چاہیئے حدیث شریف میں وارد ہے کہ سورۂ یٰس کی تلاوت سے مُردہ کی سختی میں کمی ہو جاتی ہے۔ جب روح پرواز کر جائے تو مُردہ کے ہاتھ پیر درست کر دیں دونوں ہاتھ اپنی اپنی جگہ کر دیں منہ کے بند کرنے کے لئے جبڑوں پر پٹی باندھنا بہتر ہے منہ وغیرہ بند کرتے وقت بسم اللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ پڑھتے رہیں غسل وغیرہ میں دیر نہ کریں جب تک غسل نہ دیا جائے مُردہ کے پاس بیٹھکر قرآن شریف پڑھنا منع ہے۔

غسل میّت بیری کے پتّوں کو پانی میں ڈال کر گرم کریں کافور پانی میں گھول دیں جس تخت یا تختہ پر میت کو لٹا کر غسل دینا ہے اُس کو لوبان کا بخور کر دیں ایک کپڑا ناف سے زانو تک ڈالدیں جسم کے سارے کپڑے اُتار دئے جائیں میت کو برہنہ نہ کریں بلکہ یہ کپڑا غسل کے وقت پڑا رہے۔ پہلے استنجا کرائیں اگر نجاست ہو تو ڈھیلوں سے پاک کر دیں۔ غسل دینے والا مُردہ کے ستر کو ہاتھ نہ لگائے۔

تھیلیوں سے بدن صاف کیا جائے استنجے کے بعد مُردہ کو وضو کرا دیں کلی نہ کرائیں نہ ناک میں پانی ڈالیں۔ گٹے تک ہاتھ دُھلائیں سب سے پہلے مُنہ دُھلایا جائے اُس کے بعد دونوں ہاتھ کہنیوں

خاموش رہے۔ اکیلا نمازی فجر مغرب عشا میں مختار ہے خواہ جہر کرکے پڑھے یا آہستہ۔
نماز میں ایک سورت قرآن کی پڑھنا فرض ہے اور بقدر تین چھوٹی آیتوں کے یا ایک بڑی
آیت کے پڑھنا واجب ہے صرف ایک ہی آیت پڑھکر کفایت کرنا گناہ ہے۔ حالت سفر
اور عجلت میں جس قدر موقع ہو اُتنا پڑھ سکتا ہے۔
اطمینان کی صورت یہ ہوگی کہ فجر وظہر میں حجرات سے تا سورہ بروج۔ عصر عشا میں درمیانی
سورتیں اور مغرب میں لم یکن سے (قل اعوذ برب الناس تک) جو چاہے پڑھے کسی
خاص سورت کو معین نہ کرے۔ امام کو مقتدیوں کی رعایت اور اُن کے رغبت و شوق سب
چیزوں پر نظر رکھتے ہوئے قرارت کرنا چاہیے نہ تو اتنی طویل قرارت ہو کہ مقتدی گھبرا جائیں اور
نہ اس درجہ مختصر جو معینہ مقدار سے کم ہو۔

سجدۂ سہو | ترکِ واجب سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے اور سجدہ کرنے سے نماز ہو جاتی ہے یہ
سجدہ اس طرح کرے کہ آخری التحیات پڑھکر سلام پھیرے اور پہلے سلام ہی کے بعد سجدے کرے
دوبارہ التحیات۔ درود شریف۔ دعا پڑھکر دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے۔ نماز میں
جو چیزیں واجب ہیں ایک یا متعدد واجبات ترک کیئے تو ایک ہی سجدۂ سہو کافی ہوگا البتہ فرض کے
ترک سے نماز جاتی رہتی ہے۔

وتر | کی تین رکعتیں ہیں جو عشا کے فرضوں اور سنن و نوافل کے بعد منفرداً پڑھی جاتی ہیں
رمضان المبارک میں امام کے ساتھ جماعت سے پڑھنا چاہیئے۔

قضا نمازیں | جب کسی شخص کی نماز قضا ہو جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے بلا کسی عذر کے قضا
پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے۔ بہت سی نمازیں مہینوں یا سال کی قضا شدہ ہوں تو اُن کی
قضا میں عجلت کرے جس وقت موقعہ پائے پڑھ لے۔ کسی نے ایک ہفتہ بھر نماز نہ پڑھی
اب قضا پڑھنے لگا تو فرض کرو کہ پیر کی فجر سے نمازیں قضا ہوئی تھیں اور یکشنبہ کی عشا تک
ایک نماز بھی نہ پڑھی وہ دوشنبہ کی فجر کی نیت اس طرح کرے قضا پڑھتا ہوں دوشنبہ کی فجر فلاں

کرکے داہنی بائیں سینہ پر ڈال دیں پھر سر بند سر اور بالوں پر ڈال دیں پھر ازار بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیٹیں اس کے بعد سینہ بند باندھ دیں پھر چادر اوپر والی پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی جانب سے لپیٹکر تین جگہ دھجیوں سے باندھ دیں۔ سینہ پر شجرہ یا بزرگوں کا کوئی تبرک بھی رکھدیں اس کی سند بھی اصولاً احادیث میں موجود ہے۔

نماز جنازہ مُردہ کو نہلانا۔ کفن دینا۔ نماز جنازہ پڑھنا دفن کرنا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے اگر دو ایک بھی شریک ہوجائیں گے تو سب کے ذمہ سے فرض اُتر جائے گا۔

جب مُردہ کو غسل وغیرہ دیدیں تو امام میت کے سینے کے مقابل کھڑا ہوکر نماز پڑھائے جس میں چار تکبیریں ہیں اللہ اکبر کہکر تسبیح پڑھے۔ پھر تکبیر کہکر درود شریف پڑھے تیسری بار اللہ اکبر کہکر ذیل کی دعائے میت پڑھے۔ اللهم اغفر لحینا و میتنا و شاهدنا و غائبنا و صغیرنا و کبیرنا و ذکرنا و انثانا اللهم من احییته منا فاحیه علی الاسلام و من توفیته منا فتوفه علی الایمان چوتھی تکبیر کہکر سلام پھیردے اگر جنازہ نابالغ کا ہے تو اللّٰهم اجعله لنا فرطًا و اجعله لنا اجرًا و اجعله لنا ذخرًا و اجعله لنا شافعًا و مشفعًا لڑکی ہے تو اجعله کی جگہ اجعلها اور شافعًا کی جگہ شافعةً اور مشفعًا کی جگہ مشفعة پڑھے

دفن قبر دو قسم کی کھودی جاتی ہے بغلی یا صندوقی جس جگہ کی مٹی سخت ہے بغلی کھودتے ہیں ورنہ صندوقی۔ قبر اس قدر گہری ہو کہ انسان اُس میں بیٹھ سکے۔ جب قبر تیار ہوجائے تو مردہ کو قبر میں اُتاریں قبر میں اُتارتے وقت بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ پڑھتے جائیں۔ میت کا مُنہ قبلہ کی طرف کردیں۔ عورت کی میت اُتارنے میں پردہ کرلینا چاہئے۔

قبر کچی یا پختہ دونوں طرح کی بنا سکتے ہیں۔ گنبد وغیرہ بنانا بھی جائز ہے تاکہ زائرین وہاں بیٹھکر قرآن خوانی وغیرہ کرسکیں۔

جس عورت کا خاوند مرجائے اُس کو چار مہینے دس روز تک اپنے شوہر کا سوگ کرنا چاہئے۔ سوگ کے معنے سر پیٹنے یا سینہ کوبی کے نہیں ہیں بلکہ ترک زینت۔ بناؤ سنگار نہ کرے۔

سمیت پھر سر کا مسح پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت منہ اور ناک کے نتھنوں میں روئی رکھ دیں وضو سے فارغ ہو کر داڑھی اور سر کے بالوں کو خطمی وغیرہ سے صاف کر دیں پھر مُردہ کو بائیں کروٹ لٹا کر نیم گرم پانی تین دفعہ سر سے پاؤں تک تمام بدن پر ڈالیں یہاں تک کہ پانی بائیں کروٹ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹایا جائے اور اسی طرح تین بار پانی ڈالا جائے کسی خشک کپڑے سے مُردہ کا بدن صاف کر دیں۔

کفن مرد کے واسطے تین کپڑے سنت ہیں ازار[1] (یا تہ بند) کرتا[2] (کفنی) چادر[3]۔ عورت کے لئے پانچ کرتہ[1] ازار[2] سربند[3] (خمار اوڑھنی) چادر[4]۔ سینہ بند[5]۔

ازار سر سے پاؤں تک ہوتی ہے اور چادر جو سب کے اوپر ہوتی ہے اُسے پوٹھ کی چادر کہتے ہیں وہ ازار سے ایک ہاتھ لانبی ہوتی ہے۔ کرتہ گلے سے قدم تک لیکن آستین وکلی وغیرہ نہیں ہوتی صرف گلے کی جگہ پھاڑ دیتے ہیں۔

سربند تین ہاتھ لانبا ہو۔ سینہ بند چھاتیوں سے رانوں تک لانبا چوڑا رکھیں تاکہ بدن سے لپٹ جائے۔

ایک چادر اس کے علاوہ رکھتے ہیں جو مُردہ پر ڈال دیجاتی ہے جسے بعد میں کسی محتاج وغیرہ کو دیدیں یہ چادر کفن میں شامل نہیں ہے۔

کفن میں بھی لوبان کی دھونی دیدی جائے خوشبو عطر وغیرہ لگا دیں ہتیلیوں وغیرہ اور اُن جوڑوں پر کافور مل دیں جو سجدہ میں رکھے جاتے ہیں۔

پہلے چادر بچھائیں پھر اُس پر ازار اُس کے اوپر کرتہ اور اُس پر مُردہ کو لٹائیں کرتہ کا گلا چاک کر کر مُردہ کا سر اُس میں سے نکال لیں پھر ازار مُردہ کی بائیں جانب سے لپیٹی جائے پھر داہنی طرف سے اُس کے بعد اوپر والی چادر پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیٹیں دھجی سے سر اور پاؤں کے حصہ کو باندھ دیں کمر بھی باندھ دی جائے۔ عورت کو کفنانے کی شکل یہ ہوگی عطر کافور وغیرہ لگائیں پھر چادر پر تہ بند اُس پر کُرتہ پھر اُس پر میت کو لٹائیں کُرتہ پہنا کر سر کے بال دو حصے

اگر خطبوں کی اہمیت پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ختم رسالت روحی لہ الفداء کے زمانہ اقدس میں مسلمانوں کے قلوب میں خطبات ہی اسلامی جوش و حمیت پیدا کرتے تھے اور آپکا معمولِ شریف تھا کہ ضروریات کے موافق خطبہ میں احکام ارشاد فرماتے کتب احادیث میں آپ کے مواعظ و خطبات کی تفصیلات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ میں ہر قسم کی قومی و مذہبی ضروریات بیان کی جاتیں حضرات صحابہ پر بسا اوقات حضور انور کی تقاریر کا یہ اثر ہوتا کہ بے اختیار ہو جاتے خطبہ مُردہ جسموں میں روح حیات پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔
عربیت سے ناواقفیت اور پھر اماموں خطیبوں کا مسائلِ حاضرہ سے بے خبر ہونا بھی مسلمانوں میں جمود پیدا کر رہا ہے۔
اُردو خطبات کی بحث عرصہ سے جاری ہے مگر اب تک متفقہ طور پر اس کا آخری فیصلہ نہیں کیا گیا بعض تو اس مسئلہ میں یہاں تک تشدد اختیار کئے ہوئے ہیں کہ اگر کسی خطیب نے حالات کی اہمیت و ضرورت کے باعث عربی کے علاوہ دوسری زبان میں کوئی ہدایت کر دی تو اُس کے خلاف ہنگامہ برپا کیا جائے گا۔ خطبہ اصل میں وعظ و نصیحت کا نام ہے اُس کو جزوِ عبادت نہ سمجھنا چاہیئے اگر ایسا ہوتا تو سرکار عالم صلے اللہ علیہ وسلم دورانِ خطبہ میں ممبر سے اُتر کر دوسرے کام کیوں فرماتے (اس کی مثالیں کتب احادیث میں متعدد ملتی ہیں)
حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ خطبہ کو جزو عبادت ماننے کے متعلق فرماتے ہیں۔
ان الخطبة ذکر والمحدث والجنب لا یمنعان من ذکر اللہ ما خلا قرأۃ القران فی حق الجنب ولیست الخطبة نظیر الصلوۃ ولا بمنزلة سطر ھا بدلیل انھا تودی غیر مستقبل بھا القبلة ولا یفسد ھا الکلام والخطبة کلھا وعظ وامر بالمعروف۔
یعنی خطبہ ایک ذکر ہے اور بلا وضو اور ناپاک آدمی کے لئے جبتک کہ تلاوت قرآن نہو ذکر الٰہی میں کوئی ممانعت نہیں خطبہ نہ تو نماز کی مثل ہے اور نہ اُس کے اجزاء میں سے ہے کیونکہ خطبہ اس طرح دیا جاتا ہے کہ خطیب قبلہ رو نہیں ہوتا اور نماز کے لئے یہ ضروری ہے نیز خطبہ میں بات کرنے

مہندی وغیرہ نہ لگائے۔ آواز سے رونا چلانا قطعاً منع ہے۔

تجہیز و تکفین کے بعد قرآن خوانی ایصال ثواب کرنا مُردوں کے لئے امر مستحسن ہے خواہ تیجا دسواں بیسواں چالیسواں کیا جائے یہ سب ایصال ثواب کی شکلیں ہیں صحیح احادیث سے ایصال ثواب ثابت ہے فاتحہ وغیرہ کے جو طریقے ہندوستان میں مروّج ہیں وہ علی الاکثر صحیح ہیں۔ اگر تعین یوم وقت کے ساتھ فاتحہ نہ کیجائے تو پھر عموماً ایصال ثواب ہی بند ہو جائیگا۔ اس صورت میں پابندی رہتی ہے البتہ قبرستان میں جاکر دل لگی مذاق اور لہو و لعب کے طریقوں میں مبتلا نہ ہونا چاہئے وہ مقام عبرت کا ہوتا ہے ان معمولات کی ادائیگی سودی قرض وغیرہ سے نہونی چاہیئے۔

بزرگوں کے اعراس اور چراغاں وغیرہ بھی اہل سنت کے نزدیک جائز و مباح ہے اور اس کی بھی اصل ثابت ہی بزرگوں کے مزارات پر طوائفوں اور دوسری عورتوں کا جانا یقیناً بند کرنا چاہئے۔

صاحبِ قبر کو اپنا وسیلہ و ذریعہ بنانا جائز ہے۔ قبر پر ہاتھ لگا کر ملنا بھی درست ہے۔

اعراس کے مواقع پر اکابر اولیاء اللہ کی سیرت اور اُن کی علمی زندگی مجاہدات و ریاضات زہد و اتقا توکل صبر اکل حلال اظہار حق و صداقت امر بالمعروف نہی عن المنکر ذکر و شغل جیسے افعال پر حاضرین کو توجہ دلائی جائے تاکہ حضرات صوفیا کی حیات کا قلوب پر عملی نقش قائم ہو۔

اضلاع و قصبات کی تنظیم اور جمعہ کی اہمیت

نماز کے عنوان میں ہم مختصراً نماز کے اجتماع کی برکات پر اشارات کر آئے ہیں۔

پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ نماز جمعہ ہفتہ واری اجتماع ہے جس میں شہری و محلہ واری نظام کی درستی مقصود ہے اس نماز کو عید المومنین بھی ٹھیرایا گیا۔ مسجد جامع میں زیادہ سے زیادہ اجتماع کی غرض یہ ہے کہ خطبات جمعہ میں مسلمانوں کو اہم ضروریات سے باخبر کیا جائے۔ افسوس کہ زبان عربی سے بے توجہی کا نتیجہ یہ ہے کہ خطبوں کے احکام سے مسلمان بے خبر رہتے ہیں اور اس عظیم الشان اجتماع کی حقیقی روح فنا ہو رہی ہے۔

احادیث

(۱) عن طارق بن شهاب قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الجمعۃ حق واجب علیٰ کل مسلم فی جماعۃ الا علی اربعۃ عبد مملوک او امرأۃ او صبی او مریض۔ (رواہ ابوداؤد)

(۱) طارق بن شہاب راوی ہیں حضور نے فرمایا جمعہ ہر مسلمان پر جماعت سے واجب ہے مگر چار شخصوں پر مملوک غلام۔ عورت۔ بچہ۔ مریض پر واجب نہیں۔

(۲) عن ابن مسعود ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لقوم یتخلفون عن الجمعۃ لقد هممت ان آمر رجلا یصلی بالناس ثم احرق علے رجال یتخلفون عن الجمعۃ بیوتهم (رواہ مسلم)

(۲) ابن مسعود راوی ہیں حضور نے اُن لوگوں کے حق میں جو جمعہ میں نہیں آتے فرمایا میں نے قصد کیا کہ ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں اُن لوگوں کو جلادوں جو بلاضرورت جمعہ ادا نہیں کرتے۔

(۳) عن جابر ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال من کان یومن باللہ والیوم الآخر فعلیہ الجمعۃ یوم الجمعۃ الا مریض او مسافر او امرأۃ او صبی او مملوک فمن استغنی بلهو او تجارۃ استغنی اللہ عنہ واللہ غنی حمید (رواہ الدارقطنی)

(۳) حضرت جابرؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے پس اُس پر جمعہ لازم ہے مگر مریض۔ مسافر۔ عورت۔ بچہ غلام پر نہیں۔ جو شخص لہو اور تجارت میں مشغول رہا خدا اُس سے مستغنی ہے۔

(۴) عن ابی هریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ ادخل الجنۃ وفیہ اخرج منها ولا تقوم

(۴) حضرت ابوہریرہ رضؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا تمام دنوں سے بہتر دن جمعہ کا ہے اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن جنت سے

سے خطبہ فاسد نہیں ہوتا اور نماز اس کے برعکس ہے خطبہ سراپا وعظ اور امر بالمعروف ہی۔
حضرت سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ عربی الفاظ کے علاوہ فارسی زبان میں خطبہ دینے کو جائز فرماتے ہیں۔
آج اگر عربی ہماری زبان ہوتی تو دوسری زبان میں خطبہ کی حاجت ہی نہ ہوتی جب دوسرے ممالک میں مسلمان فاتح کی حیثیت سے جاتے تو وہاں عربی سرکاری ولازمی زبان ہو جاتی جس کا سیکھنا ضروری تھا اسی وجہ سے عجمی زبان میں خطبہ نہیں دیا گیا۔
اس مسئلہ میں ایک شکل یہ بھی ہوسکتی ہے کہ عربی خطبہ کے ساتھ ساتھ اُردو میں ضروری ضروری احکام جمع کئے جائیں جن کو خطیب بیان کرے تاکہ عربیت کے فنا ہونے کا اندیشہ بھی نہ رہے اور خطبہ کی اصل غرض بھی پوری ہو جائے اور مردہ قلوب میں ہر ہفتہ حیات تازہ پیدا ہو سکے۔ لیکن اس سلسلہ میں اگر عربیت کو معدوم کرنے کا جذبہ کارفرما ہوا تو بلاشبہ وہ ایک ایسا مکروہ تخیل ہوگا جسے برداشت نہیں کیا جاسکے گا۔ اسکولوں کی تعلیم اور انگریزی کے رواج نے ام السنہ "عربی" کو شدید نقصان پہنچایا اُس کی حفاظت بھی مسلمانوں کا فریضہ ہے کیونکہ اسلام نے زبان میں بھی وحدت قائم کی تھی جو تقریباً دوسری زبانوں کے باعث فنا ہو رہی ہے اُسے بھی اپنی جگہ تقویت دینی چاہیے۔

(۱) یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون - فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون الخ

(۱) اے مسلمانو جس وقت نماز جمعہ کے لئے اذان دیجائے تو ذکر الٰہی کے لئے لپکو اور اُس وقت بیچنا چھوڑ دو یہ تمھارے حق میں بہتر ہے بشرطیکہ تم سمجھو جب نماز ختم ہوجائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور خدا کا فضل تلاش کرو اور کثرت سے خدا کی یاد کرو تاکہ فلاح پاؤ۔

ہوجاتی ہے۔ جمعہ کی نماز سے قبل غسل کرکر پاک وصاف کپڑے پہنکر مسجد جامع میں جائے اذان سنتے ہی دنیا کے کام چھوڑ دے خرید و فروخت ترک کردے۔

اذان کے بعد امام منبر پر جائے موذن اُس کے سامنے مقابل کھڑے ہو کر اذان دے بعض افراد نے عالم اسلامی اور احکام و مسائل سے ہٹ کر دوسری راہ نکالی اور اس سلسلہ میں جو کچھ کیا خدا توبہ کی توفیق عطا فرمائے) موذن جب اذان ثانی ختم کرلے امام کھڑے ہو کر دو خطبے دے جس میں احکام و ضروریات بیان کرے سامعین خموشی اور غور سے خطبہ سُنیں خطبہ کے وقت سنن وغیرہ نہ پڑھیں بات چیت بھی اُس وقت منع ہے۔

ایک شہر میں متعدد جمعے جائز ہیں مگر اولیٰ اور مستحسن یہی ہے کہ مسجد جامع میں زیادہ سے زیادہ اجماع کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی جائے کثرت درود کی احادیث میں تاکید فرمائی گئی ہے۔

عیدین کی نماز اسلام نے جس طرح روحانیات وعبادات کی تعلیم دی وہیں مسرت و شادمانی کے طریقے بھی مقرر فرمائے۔ شرک و بدعت لہو و لعب یا دوسری اقوام کی طرح ان خاص خاص دنوں میں آفتاب پرستی۔ ماہتاب پرستی وغیرہ سے بچایا اور حکم دیا کہ مسلمان توحید کے نشہ میں سرشار ہو کر اپنی مسرت کا اظہار کریں۔ چنانچہ ہماری مسرت کے لئے عید الفطر و عید اضحیٰ کے دو دن مقرر ہوئے۔

نماز عید الفطر عید گاہ جانے سے قبل سنت یہ ہے کہ کچھ کھا کر نکلے۔ صدقہ فطر ادا کرنا چاہئے۔ فطرہ کا بیان اپنی جگہ آئیگا سب مسلمان کسی میدان میں جمع ہوں امام امامت کرے دو رکعت نماز عید پڑھائے۔ تکبیر تحریمہ کہکر نیت باندھے سبحان اللھم تا لاالٰہ غیرک تک پڑھکر اور دونوں کانوں تک دونوں ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہے پھر ہاتھ چھوڑ دے دوبارہ اللہ اکبر کہے پھر اسی طرح تیسری بار اللہ اکبر کہکر دونوں ہاتھ باندھ لے پھر بسم اللہ کہکر الحمد اور سورت پڑھکر رکوع کرکے کھڑا ہو جائے الحمد و سورت کے بعد تین تکبیریں کہکر رکوع کرے اور حسب معمول دونوں سجدے کرکے تشہد وغیرہ پڑھکر سلام پھیر دے اُس کے بعد امام دو خطبے پڑھے جن میں احکام عید فطرہ وغیرہ مذکور ہوں

الساعة الا فی یوم الجمعۃ (رواہ مسلم)

(۵) عن انس رض قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم التمسوا الساعۃ التی ترجیٰ فی یوم الجمعۃ بعد العصر الیٰ غیبوبۃ الشمس

(رواہ الترمذی)

(۶) عن ابی لبابۃ بن عبد المنذر (اسمہ رفاعۃ بن عبد المنذر) قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یوم الجمعۃ سید الایام و اعظمہا عند اللّٰہ وھو اعظم عند اللّٰہ من یوم الاضحیٰ و یوم الفطر فیہ خمس خلال الی آخر الحدیث (مشکوٰۃ المصابیح)

جمعہ کے دن کثرت درود

(۷) عن ابی الدرداء قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اکثروا الصلوٰۃ علی یوم الجمعۃ فانہ مشھود یشھدہ الملٰئکۃ وان احدا لم یصل علی الا عرضت علی صلوتہ حتیٰ یفرغ عنہا قال قلت و بعد الموت قال قال ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللّٰہ یرزق۔

(رواہ ابن ماجۃ)

باہر کئے گئے اور جمعہ کے دن قیامت برپا ہوگی۔

(۵) حضرت انس رض راوی ہیں حضور نے فرمایا جمعہ کے دن عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک ایک ساعت کے متلاشی رہا کرو۔

(۶) ابی لبابہ بن منذر راوی ہیں حضور نے فرمایا جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللّٰہ کے نزدیک عید الفطر عید الضحیٰ سے بھی زیادہ بڑا ہے۔

(۷) ابی الدرداء سے مروی ہے حضور نے فرمایا مجھ پر جمعہ کے دن زیادہ درود پڑھا کرو اس لئے کہ اُس دن فرشتے درودوں کو میرے پاس پیش کرتے ہیں ہر وہ شخص جو درود بھیجتا ہے مجھ پر پیش کیا جاتا ہے جبتک فارغ ہو میں نے عرض کیا بعد وصال بھی۔ فرمایا خدا نے زمین پر انبیاء کے جسدوں کا کھانا حرام کردیا اللّٰہ کے نبی زندہ ہیں رزق دئے جاتے ہیں۔

احکام | نماز جمعہ ۲ دو رکعت واجب ہے شرائط جمعہ پائے جانے کی صورت میں ظہر ساقط

دو رکعتیں پڑھے اسلام نے جس طرح چار رکعت میں دو رکعتیں رکھیں اسی طرح مسافر کو روزمرہ کے افطار کی بھی اجازت دی گھر واپس ہو کر یا جہاں پندرہ دن ٹھرنا ہے روزوں کی قضا کرے۔ سنن و نوافل میں قصر نہیں ہے۔ اگر موقعہ ہو تو پڑھے مہلت نہ ملے تو چھوڑ دے حتی الامکان وقت ملنے پر پڑھ لینا اچھا ہے۔ مغرب کے فرض اور وتر فجر کے فرض پورے پڑھے۔ موجودہ زمانے میں خواہ تیز رفتار ٹرین ہی پر کیوں نہ سفر کرے سفر کا حکم رہے گا۔ ریل کے سفر میں افضل یہ ہے کہ جب وہ ٹھیر جائے تو نماز پڑھے اگر درمیان میں وقت جا رہا ہے یا جہاں ریل ٹھیرے گی نماز نہ پڑھ سکے گا تو قبلہ کا صحیح رُخ دیکھکر پڑھ سکتا ہے محتاط حضرات علما اس نماز کے اعادہ کا حکم دیتے ہیں۔

بیمار کی نماز نماز کے لئے شرع نے اور بھی رعائتیں مقرر فرمائیں مثلاً بیمار کی نماز۔ فریضۂ عبادت کی ادائیگی میں بیمار کو رخصت دیگئی کہ وہ شدید مرض کی حالت میں بجائے وضو کے تیمم۔ اور پھر اگر کھڑے ہونے کے قابل نہیں بیٹھکر اگر اس کے بھی قابل نہیں تو لیٹ کر رکوع و سجدہ اشارہ سے ادا کرے۔

جسمانی عبادت کا نظامِ عمل یعنی روزہ آج کل کے محققین اطبا ڈاکٹر بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے جا رہے ہیں کہ روزہ انسان کے امراض کا بہتر علاج ہے۔ انسان کے بدن میں جب خون کی حدت و تیزی ہوگی تو وہ زیادہ سے زیادہ خواہشاتِ نفسانی میں مبتلا ہوگا بدن کی قوت، غذا کی کثرت خواہشات کی محرک ہوتی ہے اگر ان سب چیزوں کو معتدل حالت پر قائم کر دیا جائے تو انسان کی حالت میں نمایاں فرق پیدا ہوگا جتنی غذا کم کھائی جائے گی اُتنی ہی انسانی صحت میں اضافہ ہوگا ان سب ضروریات کو بدرجۂ اکمل روزہ پورا کرتا ہے۔

روزہ جسمانی امراض کا تنقیحہ کر لینے کے علاوہ مصائب و آلام کا عادی بناتا ہے تیس دن کے روزوں میں جس طرح بھوک پیاس کی تکالیف برداشت کیں اسی طرح روزہ سبق دیتا ہے کہ اگر قوم و مذہب ملک و ملت کی خدمت کے لئے بھوکا پیاسا رہکر فریضۂ خدمت انجام دینا ہو تو مسلمان ہر وقت

تاکہ جس کسی سے کوئی بات رہ گئی ہو وہ اب ادا کرے۔

بقرعید بقرعید بھی مثل عید الفطر کے ہے نماز دونوں کی یکساں ہے بقرعید کے دن کچھ کھا کر نہ جائے عیدگاہ سے آکر مقدور ہو تو قربانی کرے جس کے احکام زکوٰۃ وغیرہ کے سلسلے میں آئیں گے۔ یہ عید بھی اپنی حقیقت کے لحاظ سے دنیا کے لئے سبق اندوز ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ملّتِ ابراہیمی کے ماننے والے حضرت اسمٰعیل و ابراہیم کی سنت پر خدا اور رسول کے احکام کی بجا آوری میں ہر وقت جانی قربانی کے لئے تیار رہیں اور سمجھ لیں کہ محبت کے دعوے کے بعد ہر عزیز سے عزیز چیز خدا کی راہ میں قربان کرنی پڑے گی ورنہ عید محض عمدہ لباس یا خوشبو و معانقہ ہی کا نام نہیں اس عید میں ہمارے ائمہ و خطیب عید کی حقیقت کو مسلمانوں کے ذہن نشین کریں محض جانوروں کی قربانی سے ہی محبت کے فرائض پورے نہیں ہوتے بلکہ خدا عمل اور تقوہ چاہتا ہے لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا۔

صحیح احادیث میں یہاں تک وارد ہے کہ حضور پاک ان موقعوں پر مسلمانوں کی تنظیم فرماتے عساکرِ اسلامیہ جیوش و رضاکارانِ اسلام کی جمعیتیں قائم و استوار کی جاتیں سرمایہ کی فراہمی کا نظم ہوتا۔

سفر کی نماز اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے اُس نے انسان پر قوانین مذہب نافذ فرما کر سہولتیں بھی پیدا کر دیں۔

آج سے تیرہ سو سال قبل جبکہ موجودہ آسانیاں نہ تھیں نہ تیز رفتار ٹرینیں، موٹریں، ہوائی جہاز وغیرہ تھے بلکہ خشکی میں اونٹ، خچر اور دریاؤں میں کشتیاں جاری تھیں اُن صعوبتوں کو اگر اس وقت سوچا جائے تو اسلام کی نشر و اشاعت تبلیغ و ہدایت سلسلہ تجارت کی ترقیوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اسلام نے سفری حالت کے لئے نماز میں قصر کا حکم دیا اور سفر کی مسافت پر قصر کرنے کے احکام جاری کئے۔

جس وقت کوئی مسافر تین منزل یعنی ۳۶ کوس کے سفر کے ارادہ سے نکلے تو شہر کی آبادی سے باہر ہو کر مسافر ہو جاتا ہے اُس کے لئے حکم یہ ہے کہ ظہر۔ عصر۔ عشا کی فرض نمازوں میں بجائے چار کے

مباشرت کا حکم

(۳) احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم ھن لباس لکم وانتم لباس لھن علم اللہ انکم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم فالئن باشروھن وابتغوا ماکتب اللہ لکم۔

(۳) رمضان کی راتوں میں بی بیوں سے مباشرت کرنا تمھارے لئے جائز کر دیا گیا۔ عورتیں تمھارا لباس ہیں اور تم اُن کا لباس ہو خدا نے جان لیا کہ تم چوری سے اپنا نقصان کرتے تھے پس خدا نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے درگزر کی تو اب ہم بستر ہو لیا کرو اور چاہو جو اللہ نے تمھارے لئے لکھ دیا۔

کھانے پینے کا وقت

(۴) وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر۔

(۴) جب تک صاف نظر آنے لگے صبح کی سفید دھاری کالی دھاری سے اُس وقت تک کھاتے پیتے رہو۔

روزہ کا وقت

(۵) ثم اتموا الصیام الی اللیل۔

(۵) پھر روزہ پورا کرو رات تک (یعنی غروب آفتاب تک)

اعتکاف میں صحبت کی ممانعت

(۶) ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المسجد تلک حدود اللہ فلا تقربوھا کذلک یبین اللہ آیٰتہ للناس لعلھم یتقون (بقرہ)

(۶) جب تم اعتکاف کے لئے مسجد میں بیٹھے ہوئے ہو تو اُن سے مباشرت نہ کرنا یہ خدا کی حدیں ہیں اُن کے قریب بھی نہ جانا خدا اپنی نشانیاں بندوں کو تقوہ حاصل کرنے کی غرض سے صاف صاف بیان کرتا ہے۔

اُس کے لئے تیار رہے نیز یہ کہ جب تک انسان پر بھوک وغیرہ کی تکلیف نہ ہوگی اُسے دوسروں کی مصیبت کا احساس نہ ہوگا روزہ غربا و فقرا ضرورت مندوں کی مصیبتیں یاد دلاتا ہے پھر اسے بھی سوچو کہ گرم سے گرم ملک اور موسم میں گھنٹوں کھانا پینا چھوڑ کر پہلے کی طرح چار چند مسلسل ایک مہینہ عبادت میں مصروف رہنا کیا سچائی کا معیار نہیں ہے۔

اسلام نے روزہ دار کے لئے رعائتیں بھی رکھیں بیمار و ضعفا وغیرہ کے لئے کچھ رخصتیں دیں تاکہ دینِ فطرت کی تعلیمات اس سلسلہ میں بھی واضح ہو جائیں۔

آیات

فرضیت روزہ۔ مریضوں مسافروں کو رخصت دین میں آسانیاں

(۱) یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اُخر وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون۔

(۱) اے ایمان والو فرض کیا گیا روزہ تم پر جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم تقوہ کرو اور وہ بھی مقررہ دنوں میں۔ جو تم میں سے مریض یا مسافر ہو تو دوسرے دنوں کی گنتی پوری کرلے اور جن کو کھانا دینے کا مقدور ہے اُن پر ایک روزہ کا فدیہ ایک محتاج کو کھانا کھلانا ہے جو شخص نیک کام کرنا چاہے یہ اُس کے حق میں بہتر ہے اور سمجھو تو روزہ رکھنا تمھارے لئے بہتر ہے۔

دوسری آیات میں فرمایا

(۲) یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔

(۲) اللہ تو آسانی پیدا کرنا چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا۔

اجزی بہ یدع شھوتہ وطعامہ من اجلی للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہٖ وفرحۃ عند لقاء ربہ ولخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک والصیام جنۃ فاذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی امرؤ صائم۔

(متفق علیہ)

جزا دونگا اپنی خواہشات اور کھانے کو میرے لئے چھوڑتا ہے روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور ایک خدا کے دیدار کے وقت۔ روزہ دار کے مُنہ کی خوشبو مشک سے بھی بہتر ہے۔ روزہ سپر ہے جب روزہ کا دن ہو تو تم میں سے کوئی روزہ دار فحش بات نہ کرے اور نہ بلند آواز سے چیخے اگر اُس کو کوئی بُرا بھی کہے یا لڑنے کا ارادہ کرے پس اُس کو چاہیئے کہ کہدے میں روزہ دار ہوں۔

ان احادیث شریفہ سے ماہ صیام اور روزہ کی فضیلت کے ساتھ یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ روزہ محض کھانے پینے کے ترک کا نام نہیں۔ روزہ نام ہے اپنی تمام خواہشات و لذّات کے ترک کا ایمان و احتساب کی قید صاف طور پر بتا رہی ہے کہ روزے خالصۃً لوجہ اللہ رکھے جائیں یہ نہو کہ روزہ رکھکر فواحش کا ارتکاب کیا جائے بات بات پر لڑائی جھگڑے ہوں اکل و شرب کے ترک کے ساتھ ہاتھ پاؤں آنکھ کان غرض تمام اعضا سے نیک کام لئے جائیں آنکھ نامحرم پر نہ ڈالی جائے پاؤں بُرے کام کی طرف متحرک نہوں کانوں سے ممنوعات نہ سُنی جائیں۔ تاش گنجفے۔ ہارمونیم۔ گراموفون باجوں میں روزہ گذارنا رحمتِ الٰہی کو اپنے سے دور کرنا ہے۔ جو روپیہ لہو ولعب، تھیٹر سینما جوئے خانوں میں برباد کیا جاتا ہے وہ صدقات وزکوۃ پر صرف کیا جائے غریبوں کی امداد کی جائے تاکہ اجر و ثواب میں اضافہ ہو۔

مذکورۃ الصدر آیات میں روزہ کے فضائل اور وقت وغیرہ آگئے ہیں مگر آسانی کے خیال سے یہاں مختصراً چند احکام روزہ درج کئے جاتے ہیں۔

رمضان کا چاند دیکھتے ہی اُسی شب میں ۲۰ رکعت تراویح بعد فرض وسنت عشا باجماعت

احادیث نبویہ

(۱) عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفی روایۃ فتحت ابواب الجنۃ وغلقت ابواب جھنم وسلسلت الشیاطین وفی روایۃ فتحت ابواب الرحمۃ (رواہ البخاری ومسلم)

(۱) حضرت ابوہریرۃ رض راوی ہیں حضور نے فرمایا جب رمضان آتا ہے آسمان کے دروازے کھولدئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے جنت کے دروازے کھولے اور جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں۔ شیاطین قید کئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے رحمت کے دروازے کھولدئے جاتے ہیں۔

(۲) عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ ومن قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ ومن قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ (متفق علیہ)

(۲) حضرت ابوہریرہ رض راوی ہیں حضور نے فرمایا جس شخص نے رمضان کا روزہ ایمان اور طلب ثواب کے لئے رکھا اُس کے گزشتہ گناہ معاف کئے جائیں گے اور جو تراویح میں ایمان وطلب ثواب کے لئے کھڑا ہوا اور جو لیلۃ القدر میں ایمان وطلب ثواب کے لئے عبادت کے واسطے کھڑا ہوا اُس کے سابقہ گناہ بخشے جائیں گے۔

(۳) وعنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کل عمل ابن آدم یضعف الحسنۃ بعشر امثالھا الی سبعمائۃ ضعف قال اللّٰہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لی وانا

(۳) حضرت ابوہریرہ راوی ہیں حضور نے فرمایا اولاد آدم کے ہر عمل کا ثواب دس گنا ہے سات سو تک خدا نے فرمایا مگر روزہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی

ایسا بوڑھا کہ وہ روزہ کی طاقت نہیں رکھتا یا ایسا کوئی مرض لاحق ہوگیا کہ اچھے ہونے کی امید نہیں۔ قوّت زائل ہو رہی ہے ایسا شخص ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو صدقۂ فطر کی برابر اناج دے دیا کرے اسی کا نام فدیہ ہے۔

دس یا گیارہ برس کی عمر والے لڑکے اور لڑکیوں سے روزہ رکھایا جائے اگر پورے روزے نہ رکھ سکیں تو جس قدر ممکن ہو رکھیں عادت کے لئے رکھوانا ضروری ہے۔

اعتکاف اعتکاف کا حکم بھی آیات مذکورہ سے ظاہر ہو چکا ہے اُس کی تفصیل یہ ہے رمضان کے آخیر عشرہ میں رمضان کی بیسویں تاریخ غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو اور ۲۹ - یا ۳۰ چاندرات کے دن چاند کے بعد اپنے گھر آئے مسجد میں اعتکاف کرے عورتیں اپنے لئے خاص جگہ علیٰحدہ مقرر کرلے۔ معتکف شبانہ روز مسجد ہی میں رہے دُنیا کی فضول باتوں کے علاوہ بات چیت کرے۔

لیلۃ القدر رمضان شریف میں ایک رات برکات کے لحاظ سے عجیب و غریب ہے جس میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ ۲۱ - ۲۳ - ۲۵ - ۲۷ - ۲۹ رمضان کی تاریخوں میں سے کوئی رات ہے۔ اس کی علامت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ اُس کی صبح کو سورج کی روشنی مدّھم پڑ جاتی ہے۔ اس شب میں ملئکہ کا نزول ہوتا ہے تقسیم ارزاق ہوتی ہے خدا فرماتا ہے کوئی مانگنے والا مانگے اور میں دوں کوئی مغفرت چاہنے والا ہے وہ مغفرت طلب کرے میں مغفرت کروں الیٰ آخر جو شخص اس رات کی عبادت سے محروم رہا وہ بڑی نعمتوں سے محروم رہا۔

نوافل کے روزے نوافل کے روزوں میں بھی بڑا ثواب ہے علیٰحدہ علیٰحدہ اُن کی تفصیل کے لئے یہاں گنجائش نہیں چند خاص خاص روزوں کا یہاں ذکر کئے دیتے ہیں۔

۱- محرم کی نویں اور دسویں تاریخ کے روزہ کا بڑا اجر ہے۔ ۲- بقرعید کی نویں یعنی عرفہ کے روزہ کا بھی ثواب عظیم ہے۔

پڑھے اور امام کے پیچھے قرآن شریف کی سماعت کرے صبح سے روزہ رکھے - یہ روزے ہر مسلمان
عاقل بالغ پر فرض ہیں اُن کا منکر کافر ہے - روزہ کا وقت صبح سے شروع ہو کر غروب آفتاب
تک ہی جب آفتاب ڈوبنے کا یقین ہو جائے اُس وقت چھوارے یا کسی چیز سے افطار کرے
افطار کے وقت اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ کہکر افطار کرے -
سحری جہاں تک ہو دیر کر کر کھائے لیکن اتنی تاخیر بھی نہ کرے کہ صبح ہو جائے -

نواقص روزہ ماہ مبارک کے روزہ میں قصداً کوئی غذا یا دوا کھا پی لی - کسی عورت سے
صحبت کی یا مردانے پچھنے لگائے فصد کھلوا کر کچھ کھا پی لیا - ان صورتوں میں روزہ کے عوض ایک روزہ
اور کفارہ دونوں واجب ہونگے - بھول کر کھانا وغیرہ کھا پی لینے سے قضا یا کفارہ کچھ نہ آئیگا -
روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے لگاتار روزے رکھے - ساٹھ روزے نہ رکھ سکتا ہو تو ساٹھ مسکینوں
کو صبح و شام کھانا کھلائے - کھانے کے بجائے کچا اناج بھی دے سکتا ہے جس قدر اناج تقسیم
کرنا ہے اگر اُس کی قیمت ساٹھ فقیروں کو دیدے تو بھی کفارہ ہو جائیگا -
اگر کوئی ایسا شخص ہے کہ نہ روزے رکھ سکتا ہے نہ ایک غلام آزاد کر سکتا ہے نہ مسکینوں کو کھانا
کھلا سکتا ہے تو وہ خدا کی بارگاہ میں توبہ کرے اور یہ نیت کرے جب استطاعت ہو گی کفارہ
ادا کرونگا اگر مقدرت ہو جائے تو کفارہ ادا کرے -
روزہ دار اگر دفعتاً ایسا بیمار ہو گیا کہ روزہ نہیں توڑتا تو جان جاتی ہے یا شدید بیماری ترقی کریگی -
سانپ کاٹ کھائے دوا نہیں پیتا تو مر جائے گا ان صورتوں میں توڑ ڈالے گناہ نہ ہوگا -
سفر کی حالت میں جب نماز بھی قصر پڑھتا ہو اُس وقت افطار کرے جس کی بعد میں قضا کرے
اگر سفری مشکلات پریشان کن نہیں ہیں اور روزہ رکھ سکتا ہے تو روزہ رکھ لے -
حالت سفر میں اگر کسی جگہ پندرہ دن قیام کی نیت کر لی تو اس صورت میں روزہ رکھے -
حاملہ عورت کو اگر اپنی یا بچہ کی جان کا ڈر ہو اُس وقت روزہ افطار کرے - حالت حیض میں
بھی روزہ نہ رکھے بعد میں قضا روزے رکھے -

کر دیا گیا ۸۲ جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر فرمایا گیا۔
آج اگر ملک میں ہمارا کوئی بیت المال ہو جو ہر سرمایہ دار سے زکوٰۃ کی رقم وصول کرے تو روز روز کے چندوں کا سسٹم اور انجمنوں کی متفرق و منتشت صدائیں قطعاً بند ہو جائیں۔ ہزاروں بار بیت المال کی تحریکیں اٹھیں جو زینتِ قرطاس بن کر رہ گئیں کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ چند ایسے مخلص کارکن جن کی زندگی کا جز صرف تحریک زکوٰۃ اور قیام بیت المال ہو تجربتاً ایک ضلع میں کام شروع کریں اور وہاں سے اُس وقت تک نہ ہٹیں جب تک وہ نظام مکمل اور مستحکم نہ ہو جائے۔
افسوس کہ ہماری ہر تحریک ہنگامہ آرائیوں کی نذر ہو جاتی ہے ہم اپنے ذاتی اغراض و مناصب کے لئے تو ملک میں متحرک ہو سکتے ہیں لیکن اسلام کے اُن زریں اصول کے اجراء و نفاذ پر ہماری ہمتیں پست ہو جاتی ہیں جن سے ہماری قوم کی تعمیر ہو سکے۔
یہی وہ کمزوری ہے جس نے ہمیں اپنے مرکزِ ترقی سے دور کر دیا۔
غرضکہ اسلام مقدس کی تحریکِ زکوٰۃ ہمارے امراض کا علاج ہے کاش ہم اُس کے حقائق سے فائدہ حاصل کریں آج غریب و مزدور اور سرمایہ داری کے درمیان جو جنگ ہو رہی ہے اُس کا علاج اسلام اپنے نظام عمل میں ظاہر کر چکا۔ دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ اس جنگ کا خاتمہ اُسی وقت ہوگا جبکہ اسلامی اصول کو اختیار کیا جائے اگر دنیا اسلام کے پیغام کو سمجھتی اور اُس پر چلتی تو بالشویزم ہی کی ضرورت پیش نہ آتی سوشلزم کمیونزم لینن ازم وغیرہ کی تحریکات عالم وجود ہی میں اس لئے آئیں کہ مغرب نے اسلام کے پیغام سے آنکھیں بند کر لیں یا اگر اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا بھی تو اُن کے صحیح نتائج پر عمل نہ کیا ورنہ قرآنی نظام اور حضرت ختم رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کرنے کے بعد اس قسم کی تحریکات کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔
اس سلسلہ میں اگر احکام قرآنی اور فرامین نبویہ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ان ہنگاموں کے انسداد کی بہترین شکلیں نکل سکتی ہیں قرآن حکیم اور احادیث شریفہ نے سرمایہ جمع کرنے اور اُس کے اخراجات

شعبان کی پندرھویں اور عید کے بعد چھ روزے رکھنے کا بھی بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔
حدیث میں ہے جس نے رمضان کے بعد چھ روزے رکھے گویا اُس نے تمام سال روزے رکھے
علما نے اس کی تشریح یوں کی ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے رمضان کے تیس روزے
تین سو کی برابر ہیں اور سال کے تین سو ساٹھ دن ہیں رمضان کے بعد چھ روزے ساٹھ دن کی
برابر ہیں تو اس طرح گویا سال بھر کے تین سو ساٹھ روزے رکھے۔

ہر مہینہ میں ۱۳-۱۴-۱۵- ایام بیض کے روزوں کا بھی بڑا اجر ہے۔
عام طور پر اگر سال بھر میں رمضان کے تیس روزے ہی صحیح معنوں میں ایمان و احتساب کے
ساتھ رکھے جائیں تو کافی ہے جب رمضان کے فرضی روزے ہی سرکار عالم صلے اللہ علیہ وسلم
کے ارشاد کے مطابق نہوں تو نوافل کا کیا پوچھنا۔

مالی عبادت کا نظامِ عمل یعنی زکوٰۃ

قرآن کریم نے جہاں دولت و سرمایہ جمع کرنے کے قوانین
مرتب کئے وہیں سرمایہ داروں کے ساتھ غریب و نادار طبقہ
کو شامل کر دیا۔ غریبوں کے لئے مال کا ایک حصہ نکالنا واجب و فرض قرار دیا جسے اصطلاحِ
شریعت میں زکوٰۃ کہتے ہیں۔ رقم زکوٰۃ کی وصولی و تقسیم کے لئے بیت المال کا قیام ضروری
ٹھیرایا گیا تاکہ ایک نظام کے ماتحت انتظامات کئے جائیں بیت المال ہی وہ انجمن ہو جو
غریبوں کی ضروریات کی سربراہی کرے اور اس نظام میں غربا، شریک و داخل ہو کر اپنی
زندگی کو استوار کر سکیں آج اگر تحریکِ زکوٰۃ اور بیت المال کی اہمیت کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا
جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی اس عظیم الشان تحریک میں دُنیا کے غریب و نادار طبقہ کی
بقا و تحفظ کا بدرجہ اکمل سامان موجود ہے۔ قرآن حکیم اور احادیث نبویہ میں زکوٰۃ کی اہمیت
پر زیادہ سے زیادہ تاکیدی احکام موجود ہیں جن کی غرض و غایت فقط یہ ہے کہ ہماری زندگی
کا دار و مدار غربا کے نظام کی تکمیل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں نماز کا ذکر ہے وہیں زکوٰۃ کا نماز اور زکوٰۃ کو لازم و ملزوم

هٰذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون (توبہ)	کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور اُن سے کہا جائے گا کہ یہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا تو اپنے اندوختہ کا مزہ چکھو۔
(۲) الھٰکم التکاثر حتی زرتم المقابر کلا سوف تعلمون۔	(۲) دولت کی فراوانی تم کو جب تک لہو لعب میں مشغول رکھتی ہے قریب ہے کہ تمکو (نتیجہ) معلوم ہو جائے۔

اسلام نے اُس سرمایہ داری کی ممانعت فرمائی ہے جو خدا کے راستہ میں صرف ہونے کی بجائے الماریوں، تجوریوں میں بند کر دی جائے قوم تباہ حال ہو غریب فاقہ سے مریں مگر انکی دولت نہ نکلے۔

زکوٰۃ سے متعلق احادیث شریفہ درج کرنے سے قبل یہاں مجھے وہ حدیث شریفہ بھی یاد آتی ہیں جسے حضرت انس نقل فرماتے ہیں۔

(۱) عن انس رض قال انی کنت امشی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ برد نجرانی غلیظ الحاشیۃ فاتی اعرابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجبذہ جبذۃ شدیدۃ فرجع نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نحر الاعرابی ثم نظرت الی صفحۃ عاتق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اثرت بھا حاشیۃ البرد من شدۃ جبذتہا ثم قال یا محمد مرلی من مال اللہ الذی عندک قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔	(۱) جناب انس رض فرماتے ہیں میں ایک روز حضور کے ساتھ چلا جا رہا تھا آپ قبیلہ نجران کی حاشیہ دار چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ یکا یک ایک اعرابی نے آکر حضور کی چادر پاک کو قوت سے پکڑ لیا حضور پاک اُس کی گردن پر گر گئے میں نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو حضور کی گردن مبارک پر سخت گرفت کی وجہ سے نشان پڑ گئے اُس کے بعد اُس نے کہا اے محمد جو مال تمھارے پاس ہے اُس میں سے میرے لئے بھی حکم کر و حضور نے فرمایا بے شک

کے علحدہ علحدہ ابواب قائم کر دئے۔

آج بالشویزم کو ناز ہے کہ اُس نے ایک ایسا طریقہ دریافت کیا ہے جس سے سرمایہ داروں کی قوت سلب ہو جاتی ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سرمایہ داری کی قوت گو ہاتھ سے نکل جاتی ہے مگر دوسری طرف جماعت کو لاانتہا قوت حاصل ہوتی ہے اگر اس قوت کا غلط استعمال کیا گیا تو انفرادیت سے زیادہ ہولناک نتائج پیدا ہوں گے چنانچہ چودہ سال کے زمانہ میں اُس کے موجودہ نظام کا یہ نتیجہ ہے اقلیت چیخ رہی ہے کہ اکثریت نے اُسے برباد کر دیا۔ ہر وہ کام جو حدِ اعتدال سے گزر جائے اُس کے نتائج مکروہ ہوتے ہیں اسلام نے اُس سرمایہ داری کے خلاف قدم بڑھایا جس سے قوم کے غریب ضرورت مندوں کو فائدہ نہ پہنچے نیز اسلام نے ہر اُس سرمایہ کو جو کسی ایک شخص کی ملکیت میں رہتا تھا قانونِ وراثت جاری فرما کر سرمایہ دار کے مرنے کے بعد بہت سے حصوں میں منقسم کر دیا اسلام بڑے سے بڑے سرمایہ کی اس طرح تقسیم کرتا ہے کہ ایک ہی وقت میں بہت سے افراد مستفید ہو سکیں۔ اس طرح وہ طاقت جو غریبوں کو نقصان پہنچاتی وہ یکسر سلب ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی قانونِ وراثت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایک حصہ جو کل جائداد کی ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو ایسے رشتہ داروں یا غیروں یا رفاہ عام کے کاموں کے لیئے وصیت کرے جن کو از روئے قانونِ وراثت حصہ نہ مل سکتا ہو اس صورت میں بھی جائداد سے مختلف افراد کو متمتع ہونے کا موقع دیا گیا۔

رسالہ کے دوسرے عنوانات سامنے ہیں اس لئے ہم یہ بحث کسی دوسرے موقع کے لئے ملتوی کرتے ہیں۔ موضوع کے ماتحت آیات و احادیث درج کی جاتی ہیں (مؤلف)

(۱) والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمٰی علیھا فی نار جھنم فتکوٰی جباھھم وجنوبھم وظھورھم

(۱) جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اُس کو خدا کے راستہ پر خرچ نہیں کرتے تو اُن کو عذاب دردناک کی خبر دیدو جبکہ اُس کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائیگا پھر اُس سے اُن کی

ان اقاتل الناس یقولوا لا اله الا الله فمن قال لا اله الا الله عصم منی ماله ونفسه الا بحقه وحسابه علی الله فقال ابوبکر والله لا قاتلن من فرق بین الصلوٰة والزکوٰة فان الزکوٰة حق المال والله لو منعونی عناقا کانوا یؤدونها الی رسول الله صلے الله علیه وسلم لقاتلتهم علی منعها قال عمر فوالله ماهو الا رأیت ان الله شرح صدر ابی بکر للقتال لعرفت انه الحق (متفق علیہ)

لوگوں سے کس طرح لڑتے ہو حالانکہ حضور نے فرمایا میں حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں یعنی اسلام لائیں پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہا اُس نے بچایا مجھ سے اپنا مال اور جان مگر ساتھ حق اسلام کے اور حساب اُس کا اللہ پر ہے پس کہا ابو بکرؓ نے قسم ہے البتہ لڑوں گا اُس شخص سے کہ فرق کرے درمیان نماز اور زکوٰۃ کے اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے یعنی جیسے نماز حق نفس کا ہے قسم ہے خدا کی اگر نہ دینگے مجھ کو بکری کا بچہ جسے ادا کرتے تھے رسول خدا کی طرف تو لڑوں گا میں اُن سے نہ دینے پر حضرت عمر نے فرمایا واللہ کوئی امر نہ تھا مگر میں نے یہ جانا کہ اللہ نے حضرت ابو بکر کا دل کھول دیا ہے (یعنی الہام کر دیا) پس میں نے بھی جان لیا کہ ان لوگوں سے لڑنا حق ہے۔

مسائل زکوٰۃ

زکوٰۃ کس مال پر واجب ہوتی ہے اُس مال پر جو بڑھنے والا ہو اُس کی مقدار معین پر سال گزر جائے اور وہ مال اپنی ضرورت سے زائد اپنا ہو۔ بڑھنے کا مطلب یہ ہوا کہ اگر وہ

المال مال اللہ۔

میرے پاس جو مال ہے وہ اللہ کا ہے اُس کے بعد اُس نے جو سوال کیا تھا وہ پورا فرما دیا۔

صرف یہی ایک حدیث پاک ہماری نصیحت کے لئے کافی ہے آقائے کونین نے غریبوں کے مالی حقوق کو سرمایہ داروں کے ساتھ کس طرح قائم کیا اور غربا کے ساتھ جو سلوک فرمایا۔ آج کے زمانہ میں اگر سائل ہم سے اس طور پر سوال کرے تو اُسے جیل کی کوٹھری یا پاگل خانہ میں بھجوانے کا سامان کیا جائے گا۔

(۲) عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من آتاہ اللہ مالاً فلم یود زکوتہ مثل لہ مالہ یوم القیامۃ شجاعا اقرع لہ ذبیبتان یطوقہ یوم القیامۃ ثم یاخذ بلھزمیتہ یعنی شدقیہ ثم یقول انا مالک انا کنزک ثم تلا ولا یحسبن الذین یبخلون الآیہ۔ (رواہ البخاری)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا جس شخص کو اللہ نے مال دیا پس اُس نے زکوۃ نہ ادا کی تو اُس کے لئے اُس کا مال قیامت میں سانپ بنا دیا جائیگا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے وہ سانپ بطور طوق کے اُس کی گردن میں ڈالدیا جائے گا پھر اُس کے مُنہ کے دونوں حصے پکڑے گا پھر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں پھر پڑھی یہ آیت پھر نہ گمان کریں یہ لوگ کہ بخل کرتے ہیں الی آخر

(۳) عن ابی ھریرۃ رض قال لما توفی النبی صلے اللہ علیہ وسلم واستخلف ابو بکر بعدہ وکفر من کفر من العرب قال عمر بن الخطاب لابی بکر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت

(۳) حضرت ابی ہریرہ رضؓ راوی ہیں جب حضور کی وفات ہوئی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور اہلِ عرب نے کفر کیا حضرت ابو بکر نے ان لوگوں سے جب لڑنے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضؓ نے فرمایا اے ابو بکر تم ان

زکوٰۃ نہ دینی چاہیئے جس جگہ رہتا ہے وہاں کے فقرا و مساکین یا وہ غریب جو کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے یا صاحبِ نصاب کے غریب رشتہ دار یا وہ طلبا جن کے پاس اپنی ضروریات کا سامان بھی نہیں ہوتا زکوٰۃ اُن کو دی جائے البتہ وہ طلبا جن کے پاس روپیہ موجود ہو وہ مستحق نہیں زکوٰۃ دینے میں حتی الامکان پوری پوری احتیاط کرنی چاہیئے۔ آج کل ہماری بدنظمیوں یا عدم تحقیق کی بنا پر کھاتے پیتے موٹے تازے جن کے گھروں میں کافی سے زیادہ دولت موجود ہو اُن کو بھی زکوٰۃ کی رقوم دیدی جاتی ہیں یا یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ مستحقین کو تقسیم کرینگے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کتنا دیتے ہیں اور کس قدر نہیں زکوٰۃ دینے والا خود ہی اپنی جگہ پوری تحقیق سے ضرورت مندوں کو اپنے اہتمام سے دے تو بہتر ہے۔

بنی ہاشم۔ علوی۔ حضرت عباس حضرت جعفر۔ حضرت عقیل عبدالمطلب کی اولاد کو زکوٰۃ نہ دے۔

فطرہ یا صدقہ فطر جو مسلمان آزاد اور اتنا مالدار ہے کہ اُس پر زکوٰۃ واجب ہو یا ایسا شخص جس کے گھر میں اسباب کے علاوہ اتنا سامان اور مکانات موجود ہیں کہ اُن کی مالیت پر زکوٰۃ واجب ہوگی اُس کو عید کے دن صدقہ فطر دینا واجب ہے ایسے شخص کو صدقہ یا زکوٰۃ یا زکوٰۃ لینا حرام ہے اس صدقہ کو صدقہ فطر یا فطرہ کہتے ہیں۔

صدقۂ فطر اپنی طرف سے چھوٹی اور نابالغ اولاد کی جانب سے بشرطیکہ اولاد مالدار نہ ہو۔

صدقۂ فطر میں گیہوں یا اُس کا آٹا یا ستو انگریزی تول اسی کے سیر سے آدھی چھٹانک پونے دو سیر وزن ہوتا ہے احتیاطاً پورے ۲ دو سیر دے۔

اگر جو یا اُس کا آٹا وغیرہ دے تو پورے چار سیر ہر شخص کی جانب سے دے۔

ایک شخص کا صدقہ ایک ہی شخص کو دے خواہ متفرق لوگوں کو دے دونوں طرح درست ہے۔

زکوٰۃ۔ صدقۂ فطر کفارہ و صدقہ نذر کے علاوہ جو کچھ کسی کو دے وہ صدقۂ نفل ہے۔ ان

مال تجارت میں لگا دیں تو سال بھر میں کچھ فائدہ ہو جائے۔

جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اس قدر سونے چاندی کا زیور یا اس قدر روپیہ اشرفی موجود ہو اور ایک سال تک باقی رہے تو سال گزرنے پر اُس کو زکوٰۃ دینا واجب ہے۔

سو روپیہ پر اڑھائی روپیہ زکوٰۃ ہوگی ایک سو دس پر بھی ڈھائی روپیہ ایک سو بیس پر پورے تین روپیہ سونے چاندی کی مقدار پر زکوٰۃ ہوگی اُسی مقدار کو نصاب کہتے ہیں۔

ساڑھے باون تولہ چاندی رائج الوقت سکہ روپیہ سے چھپن روپیہ ساڑھے نو آنے بھر ہوتی ہے جب اس قدر روپیہ نقد یا اتنے کا زیور یا اس سے زائد ہو تو سال گزرنے پر اُس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ نکال کر فقرا کو دیدے۔

زیور چاندی سونے کا۔ برتن سونے چاندی کے سچا گوٹا ٹھپا ان سب پر زکوٰۃ ہے خواہ استعمال میں رہیں یا محفوظ رکھے رہیں۔ سال بھر کے کھانے کو جو غلہ جمع کر لیا جائے یا پہننے کے کپڑے برتن وغیرہ سواری کے گھوڑے گھر کا فرش یا آلات اہل حرفہ کتب خانہ ان پر زکوٰۃ نہیں۔

ایسا شخص جس کے پاس دس ہزار کا مال موجود ہے مگر دس ہزار ہی کا قرضدار ہے اُس پر زکوٰۃ نہیں۔

جواہرات وغیرہ تجارت کی غرض سے خریدے ہوں تو سال گزرنے پر قیمت کے حساب سے زکوٰۃ واجب ہوگی۔

جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہوگئی ہو وہ سال گزرنے پر زکوٰۃ نکالدے کُل مال میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ دینا واجب ہے۔

مستحقین زکوٰۃ | جس کے پاس اس قدر روپیہ یا سامان تجارت موجود ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوئی اُس کو زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور کھانا درست نہیں زکوٰۃ دیتے وقت اچھی طرح تحقیق کرلے کہ یہ مستحق ہے یا نہیں اگر دیدینے کے بعد اُس کے مالدار ہونے کا علم ہوا تو دوبارہ

ہمارے رب ہمکو اپنا فرماں بردار بنا اور ہماری نسل میں ایک گروہ ایسا پیدا کر جو تیرا حکم ماننے والا ہو اور ہمیں عبادت کے طریقے بتا اور ہمارے قصوروں سے درگزر فرما بے شک تو ہی درگزر فرمانے والا مہربان ہے۔ اے ہمارے خدا ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیج جو تیری آیتیں پڑھکر سنائے اور اُن کو کتاب و حکمت کی باتیں سکھائے اور اُن کے قلوب کی اصلاح کرے۔ بے شک تو صاحب اختیار اور صاحب تدبیر ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل علیہ السلام خدا کے ارشاد کے موافق حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمعیل کو مکہ میں خدا پر توکل فرما کر چھوڑ گئے۔ حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں دوڑتی پھرتی تھیں یہی ادا رب العزت نے پسند فرما کر صفا و مروہ کے درمیان میں دوڑنا ساری دُنیا کے حاجیوں کے لئے مقرر فرما دیا) حضرت ابراہیم نے حضرت اسمعیل کی قربانی کے واقعہ کو متعدد بار رویائے صادقہ میں ملاحظہ فرمایا شیطان نے اس ارادہ سے ہٹانے کی کوششیں کیں آپ نے متعدد بار کنکریوں سے شیطان کو بھگایا یہیں سے حج میں کنکریوں کا پھینکنا ضروری قرار دیا گیا۔ حج کے جس قدر معمولات ہیں وہ سب محبت و عشق کے مظاہرے ہیں۔ جیسا کہ ہم گزشتہ ابواب میں ظاہر کر چکے ہیں اسلام کے اصول اپنے اندر ہزاروں فوائد رکھتے ہیں اسی طرح فریضہ حج کی خصوصیات بھی دُنیا جہان کی ملتوں سے جدا اور نمایاں ہیں۔ پنج وقتہ نماز دن۔ جمعہ و عیدین کے اجتماع میں ایک ایک ضلع و شہر کے مسلمان یکجا ہوتے تھے ضرورت تھی کہ عالم اسلامی کی سالانہ کانفرنس منعقد کی جائے جس میں ہر گوشہ ملک سے وحدت کا رنگ لئے ہوئے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کے نعرہ ہائے عاشقی لگاتے ہوئے ایک ہی وضع میں فقیرانہ لباس پہن کر حضرت ابراہیم و اسمعیل کی سنتوں کو ادا کرنے کے لئے بڑے سے بڑا دولت مند حتیٰ کہ بادشاہ وقت کا بھی وہی لباس ہو جو ایک فقیر کا ہے غرض اس عالمگیر اجتماع میں جس کا نام حج ہے اُس مقدس مقام پر جہاں حضرت ابراہیم و اسمعیل امتحانات دیکر سرفراز ہو چکے تھے دُنیا کے مسلمانوں کو جمع کیا گیا اور اُن سے حج کے فرائض و معمولات ادا کراکر ذہن نشین کرایا گیا کہ تم میں سے

تمام صدقات دینے کے بے شمار فضائل ہیں جن کا ذکر اس مختصر رسالہ میں مشکل ہے اس لئے ضروری اشارات پر ہی اکتفا کیا گیا۔ (مؤلف)

حج

عالمگیر اجتماع محبت و عشق کا عظیم الشان مظاہرہ مودت و محبت کا نظامِ عمل

کسے خبر تھی کہ ایک ایسا خطہ جو وادِ غیر ذی زرع کے نام سے پکارا جاتا ہو جس مقام پر دنیا کے مذاہب رُخ کرنے کے بعد ناکام واپس چلے گئے ہوں۔ جس کی بت پرستی تمام جہان کی تاریخ میں نمایاں حالت رکھتی ہو ایک وقت ایسا آئے گا کہ خدا کی رحمت کے بادل اُس کے اُفق پر محیط ہوں اور رضوانِ الٰہی کی بارشوں سے شرک و کفر کا یہ حصہ انوار و برکات کا سرچشمہ بن جائے گا۔

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتحانِ عاشقی کا دور آیا اور اس عاشق صادق اور اپنے خلیل کی قربانی کے لئے وہی وادی غیر ذی زرع تجویز ہوئی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام رب کی مرضی پاکر معہ اہل و عیال مکہ کی پہاڑیوں کی طرف آگئے آپ نے اور آپ کے فرزند نے حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کی نیو نکال کر چار دیواریں اُٹھائیں اور کعبہ کو ایک کوٹھری کی صورت میں بنا کر خضوع و خشوع سے عرض کرنا شروع کیا۔

رب اجعل هذا بلدا امنا وارزق اهله من الثمرات من آمن منهم بالله واليوم الآخر

اے میرے پروردگار اس شہر کو امن والا شہر بنادے اور اُس کے رہنے والوں کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائیں پھل وغیرہ کھانے کو دے۔

ربنا واجعلنا مسلمين لك ومن ذريتنا امة مسلمة لك وارنا مناسكنا وتب علينا انك انت التواب الرحيم ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم آياتك ويعلمهم الكتاب والحكمة ويزكيهم انك انت العزيز الحكيم (بقرہ)

کاملة ذلك لمن لم یکن اهله حاضری المسجد الحرام۔

قربانی کرے اور جسے میسر نہو تو وہ تین دن کے روزے رکھے زمانۂ حج میں اور سات جب تم لوٹو یہ پورے دس ہوئے یہ اُس کے لئے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہوں۔

(۲) واتقوا الله واعلموا ان الله شدید العقاب

(۲) اور اللہ سے ڈرو اور جانتے رہو کہ اللہ سخت عذاب والا ہے

الحج اشهر معلومات فمن فرض فیهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج وما تفعلوا من خیر یعلمه الله وتزودوا فان خیر الزاد التقوی واتقون یا اولی الالباب لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم فاذا افضتم من عرفات فاذکروا الله عند المشعر الحرام واذکروه کما هدٰکم وان کنتم من قبله لمن الضالین۔ ثم افیضوا من حیث افاض الناس واستغفروا الله ان الله غفور رحیم فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا الله کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا۔ (بقرہ)

اور حج کے چند معلوم مہینے ہیں ؎ یعنی شوال و ذیقعدہ اور ۹ دن ذی الحج کے ان ایام میں جب چاہے احرام باندھ لے اس سے قبل بھی جائز ہے مگر بہتر نہیں مؤلف۔

پس جس نے لازم کر لیا اُن میں حج کو تو نہ عورت سے صحبت کرے نہ عدول حکمی اور نہ نزاع ایام حج میں تم جو کچھ نیکی کروگے اللہ اُس کو جان لیگا۔ زادراہ لے لیا کرو بے شک بڑا فائدہ خرچ لینے میں (سوال سے) بچنا ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقلمندو۔ تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل چاہو۔ ؎ (یعنی تجارت سے فائدہ حاصل کرنے میں کچھ گناہ نہیں) مؤلف

جب عرفات سے لوٹو تو اللہ کو یاد کرو مشعر حرام کے پاس (مزدلفہ کے دونوں پہاڑوں کے

ہر شخص کو ہماری خاطر اسمٰعیل بننا چاہئے اور حضرت ابراہیم کی طرح تم باپ بن کر اپنی اولاد کو ہماری رضا کے لئے پیش کرو۔

دُنیا کے ہر گوشہ کے مسلمانوں کے اجتماع کی یہ بھی ایک بڑی غرض تھی کہ یکجا ہو کر تبادلۂ خیالات کریں اور اعانت و امداد کا عہد و اثق کریں ایک ملک دوسرے ملک کے دُکھ درد میں شریک ہونے کا وعدہ کرے حرمین کی زیارت اور فریضۂ حج کے بعد اپنی تمام کدورتوں خرابیوں کو دور کر کے پاک و صاف ہو کر واپس جائے اسلام سے قبل بھی کعبۃ اللہ کا حج کیا جاتا تھا لیکن حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کی اولاد کا دعوےٰ کرنے والوں نے اس گھر کو بُت پرستی کا مرکز بنا رکھا تھا حج کے موقع پر اپنی تمام مشرکانہ عادات و اطوار کو فرائض حج میں داخل کر چکے تھے اسلام نے ملّت ابراہیمی کی بہتر باتوں کو اختیار کر کے کفار و مشرکین کی کفریہ ایجادات و اختراعات کو ختم کر دیا اور جو حج کے حقیقی اغراض تھے اُسے از سر نو اختیار فرمایا اور عام طور پر ارشاد ہوا۔

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا۔

اللہ کے لئے لوگوں پر حج بیت اللہ فرض ہے جو شخص زاد راہ کی استطاعت رکھے۔

ہر مسلمان پر خدا نے فرض کر دیا کہ بشرط استطاعت عمر بھر میں ایک بار تو ضرور حج کرلے۔

(۱) واتموا الحج والعمرۃ للہ فان احصرتم فما استیسر من الھدی ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الھدی محلہ فمن کان منکم مریضا اوبہ اذی من راسہ ففدیۃ من صیام اوصدقۃ اونسک فاذا امنتم فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام فی الحج وسبعۃ اذا رجعتم تلک عشرۃ

(۱) حج و عمرہ کی نیت کر لی ہو تو اُس کو پورا کرو اگر (راستہ میں) روک لئے جاؤ تو قربانی کرو جیسی میسر آئے اور جبتک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے سر نہ منڈاؤ پھر تم میں جو بیمار ہو یا سر کی تکلیف میں ہو تو (اُس پر) فدیہ ہے روزے یا خیرات یا قربانی۔ پھر جب با امن ہو جاؤ تو جو شخص نفع اُٹھانا چاہے عمرہ کو حج سے ملا کر تو جو کچھ میسر آئے

جنت کے نہیں۔

نذر کا حج

(۳) عن ابی ھریرۃ رض قال اتی رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اختی نذرت ان تحج وانھا ماتت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان علیھا دین اکنت قاضیہ قال نعم قال فاقض دین اللہ فھو احق بالقضاء۔

(متفق علیہ)

(۳) حضرت ابوہریرہ راوی ہیں حضور کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اُس نے عرض کیا میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور وہ مرگئی حضور نے فرمایا اگر اُس پر قرض ہوتا تو کیا تو ادا کرتا اُس نے کہا ہاں بس فرمایا خدا کا قرض ادا کر کہ وہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نذر والے کے انتقال کے بعد ولی کو چاہیئے کہ اُس کی نذر پوری کرے۔ (مؤلف)

(۴) عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایھا الناس ان اللہ کتب علیکم الحج فقام الاقرع بن حابس فقال افی کل عام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لو قلتھا نعم لوجبت ولو وجبت لم تعملوا بھا ولم تستطیعوا والحج مرۃ فمن زاد فتطوع۔ (رواہ احمد والنسائی)

(۴) حضرت ابن عباس سے مروی ہے حضور نے فرمایا اے لوگو خدا نے تم پر حج کو فرض کیا اقرع بن حابس کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ کیا ہر سال فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا اور واجب ہو جانے کے بعد تم اُس پر نہ تو عمل کرتے اور نہ استطاعت ہی رکھتے۔

فرض حج ایک ہی بار فرض ہے جو اس سے زیادہ کرے وہ نفل ہوگا۔

استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والوں کو تنبیہ

(۵) عن علی رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من

(۵) حضرت مولا علی رض سے مروی ہے خدا نے فرمایا جو شخص زاد و راحلہ کا مالک ہو کہ اُس کو بیت اللہ تک پہنچائے اور پھر بھی حج نہ کیا

درمیان مشعر حرام ہے) مؤلف
اور اُس کو اس طرح یاد کرو جس طرح اُس نے تم کو
بتایا ہے اس سے قبل تم نا واقف تھے پھر
چلو جہاں سے لوگ چلیں اور اللہ سے گناہ
بخشواؤ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔
جب حج کے ارکان پورے کر چکے تو اللہ کا
ذکر کرو جس طرح ذکر (کرتے تھے) اپنے باپ دادا
کا بلکہ اس سے بھی بڑھکر ذکر۔

ان آیات میں حج کے مختصر احکام آگئے ہیں جن کی تفصیلات احادیث کے بعد پیش ناظرین
کی جائیں گی۔

احادیث

(۱) عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ۔ (متفق علیہ)

(۱) حضرت ابوہریرہ رض راوی ہیں حضور نے فرمایا جس نے اللہ کے واسطے حج کیا پس نہ صحبت کرے اپنی عورت سے اور نہ فسق کرے پھرتا ہے اُس دن کی طرح کہ جنا اُس کی ماں نے۔ ؎ یعنی گناہوں سے پاک و صاف ہو کر لوٹتا ہے (مؤلف)

(۲) وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینھما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ (متفق علیہ)

(۲) وہی حضرت ابوہریرہ رض راوی ہیں حضور نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ کا کفارہ ہے اُن گناہوں کے لئے جو ان دونوں کے درمیان ہیں حج مقبول کا بدلہ سوائے جنت

ارض اللہ الی اللہ ولولا انی اخرجت منك ماخرجت (رواہ الترمذی)

بہتر ہے اور خدا کو بھی سب سے زیادہ محبوب ہے اگر تیری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں تجھ سے نہ نکلتا۔

امت کی بھلائی کعبہ کی تعظیم میں ہے

(۱۰) عن عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تزال ھذہ الامۃ بخیر ماعظموا ھذہ الحرمۃ حق تعظیمھا فاذا ضیعوا ذلك ھلکوا (رواہ ابن ماجہ)

(۱۰) عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی روایت فرماتے ہیں حضور نے فرمایا یہ امت ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہے گی جب تک (کعبہ) کی تعظیم کرتے رہیں گے جو اس کا حق ہے اور جب عظمت کو ضائع کر دینگے ہلاک ہو جائیں گے۔

ہتھیار چلانے کی ممانعت

(۱۱) عن جابرؓ قال سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول لا یحل لاحد کم ان یحمل بمکۃ السلاح۔ (رواہ مسلم)

(۱۱) حضرت جابر روایت کرتے ہیں میں نے حضور کو فرماتے ہوئے سنا تم میں سے کسی کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ مکہ میں ہتھیار اٹھائے۔

فتح مکہ کے دن آپ نے جو خطبہ دیا اس کے الفاظ بھی قابل مطالعہ ہیں۔

(۱۲) ان مکۃ حرمھا اللہ ولم یحرمھا الناس فلا یحل لامرئ یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یسفك بھا دما ولا یعضد بھا شجرۃ (متفق علیہ)

(۱۲) بے شک خدا نے مکہ کو بزرگی دی لوگوں کی وجہ سے بزرگ نہیں ہوا جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے مکہ میں خونریزی کرنا حلال نہیں۔ اور نہ اس کے درخت کاٹے جائیں۔

حرم مدینہ

(۱۳) عن ابی سعید رضؓ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان

(۱۳) حضرت ابی سعید رضؓ روایت کرتے ہیں حضور نے فرمایا حضرت ابراہیم نے مکہ کو

ملك زادا وراحلة تبلغه الى بيت الله
ولم يحج فلا عليه ان يموت يهوديا اونصرانيا
وذلك ان الله تبارك وتعالىٰ ولله على
الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا۔
(رواه الترمذی)

پس نہیں ہے فرق اُس پر اس بات میں کہ مرے
یہودی ہوکر یا نصرانی ہوکر اور یہ اس واسطے
کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واجب ہے لوگوں پر
خانہ کعبہ کا حج کرنا اُس پر کہ طاقت رکھے رستہ
کی۔

حج میں تعجیل کرے

(۶) عن ابن عباسؓ
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
من اراد الحج فلیعجل (رواه ابوداود والدارمی)

(۶) حضرت ابن عباس رضؓ راوی ہیں حضور نے
فرمایا جو حج کا ارادہ کرے اُس کو ادائیگی میں
عجلت کرنا چاہیئے۔

والدین کی طرف سے حج کرنا

(۷) عن ابی رزین
العقیلی انه اتی
النبی صلی الله علیه وسلم فقال یارسول الله
ان ابی شیخ کبیر لا یستطیع الحج والعمرة
ولا الظعن قال حج عن ابیك واعتمر۔
(رواه الترمذی)

(۷) حضرت ابی رزین العقیلی راوی ہیں حضور
کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا میرا
باپ بڈھا ہے جو نہ تو حج وعمرہ کی طاقت
رکھتا ہے اور نہ سوار ہونے کی فرمایا اپنے
باپ کی طرف سے حج وعمرہ کرلے۔

عظمت مکہ

(۸) عن ابن عباسؓ قال
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لمکة
ما اطیبك من بلد واحبك الی ولولا ان
قومی اخرجونی منك ما سکنت غیرك
(رواه الترمذی)

(۸) حضرت ابن عباس روایت فرماتے ہیں
حضور نے مکہ کے حق میں فرمایا کیا خوب شہر ہی
تو اور مجھے بہت محبوب ہے اگر میری قوم (قریش)
مجھے تیرے پاس سے نہ نکال دیتی تو میں تیرے
سوائے کہیں نہ رہتا۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔
(۹) والله انك لخیر ارض الله واحب

(۹) خدا کی قسم تو خدا کی زمین میں سب سے

مدینہ والوں سے دھوکا کرنے کا بدلہ

(١٦) عن سعد قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یکید اهل المدینة احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء (متفق علیہ)

زیارت مدینہ

(١٧) عن رجل من آل الخطاب عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیامة ومن سکن المدینة وصبر علی بلاءها کنت له شهیدا وشفیعا یوم القیامة ومن مات فی احد الحرمین بعثه اللہ من الآمنین یوم القیمة

(١٨) عن ابن عمرؓ مرفوعاً من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی رواهما البیهقی۔

(١٦) حضرت سعد راوی ہیں حضور نے فرمایا جو شخص مدینہ والوں سے مکر کریگا وہ گھل جائیگا اس طرح جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔

(١٧) حضور نے فرمایا جس نے میری زیارت قصد کر کے کی وہ قیامت کے دن میری ہمسائیگی میں ہوگا۔ اور جو شخص مدینہ میں رہکر وہاں کی سختیوں پر صبر کرتا رہا میں قیامت میں اُس کا گواہ اور شفیع ہونگا اور جو دونوں حرموں میں سے کسی حرم میں مرا اُس کو خدا امن والوں میں اُٹھائے گا۔

(١٨) حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے حضور نے فرمایا جس نے حج کیا اور بعد انتقال میرے مزار کی زیارت کی تو اُس کا زیارت کرنا ایسا ہی ہے جیسے میری زندگی میں زیارت کی۔

مسائل حج

آیات واحادیث سے فریضۂ حج کی عظمت وغیرہ کا حال معلوم ہوگیا اب یہاں مختصر طور پر مسائل حج درج کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین کو آسانی ہو۔ جس شخص کو خداوند عالم صاحب مقدرت

ابراهیم حرم مکة فجعلها حراما وانی حرمت المدینة حراما ما بین مازمیها ان لا یهراق فیها دم ولا یحمل فیها سلاح لقتال ولا تخبط فیها شجرة الا لعلف (رواه مسلم)

حرم بنا کر بزرگی دی اور میں نے مدینہ کو حرم بنا کر بزرگی دی (مدینہ کی دونوں سمتیں) وہاں خونریزی نہ کی جائے اور نہ لڑائی کے لئے ہتیار اُٹھایا جائے اور نہ مدینہ کے درختوں کو جھاڑا جائے البتہ جانوروں کے لئے (جائز ہے)

(۱۴) عن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم انی احرم ما بین لابتی المدینة ان یقطع عضاهها او یقتل صیدها وقال المدینة خیر لهم لو کانوا یعلمون لا یدعها احد رغبة عنها الا ابدل اللہ فیها من هو خیر منه ولا یثبت احد علی لأوائها وجهدها الا کنت له شفیعا او شهیدا یوم القیامة۔ (رواه مسلم)

(۱۴) حضرت سعد راوی ہیں حضور نے ارشاد فرمایا میں مدینہ کے دونوں کنارے کے سنگستان کے درمیان میں درختوں کے کاٹنے اور شکار مارنے کو حرام کرتا ہوں مدینہ اُن کے واسطے بہتر ہے اُس کو کوئی شخص بے رغبتی سے نہ چھوڑے گا مگر اللہ تعالےٰ بدلے گا اُس شخص کو جو اُس سے بہتر ہوگا جو شخص مدینہ میں رہکر وہاں کی سختی مشقت پر ثابت قدم رہا تو میں قیامت میں اُس کی شفاعت کرونگا اور اُس کا گواہ ہوں گا۔

حضور کو مدینہ سے غایت درجہ محبت تھی

(۱۵) عن انس ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان اذا قدم من سفر فنظر الی جدرات المدینة اوضع راحلته وان کان علی دابة حرکها من حبها (رواه البخاری)

(۱۵) حضرت انس راوی ہیں جب حضور پاک سفر سے واپس آتے تو مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے اور اپنے اونٹ کو دوڑاتے اور اگر دابہ پر سوار ہوتے تو اُس کو مدینہ کی محبت میں تیز چلاتے کہ جلد مدینہ آجائے۔

استودع اللہ دینک واماناتک وخواتیم عملک

تمہارا دین تمہاری امانت خدا کے سپرد کرتا ہوں خدا خاتمہ بخیر کرے۔

گھر کے دروازہ سے نکل کر کہے بسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اللھم بک انتشرت وعلیک توکلت وبک اعتصمت والیک توجھت اللھم زودنی التقوی واغفرلی ذنبی ووجھنی للخیر اینما توجھت۔

آداب احرام جب مقام یلملم جو عدن سے آگے ہے سامنے آجائے تو غسل کرے خط بنوائے ناخن کتروائے سلے ہوئے کپڑے اتار دے۔ ایک تہبند باندھ لے ایک چادر اوڑھ لے خوشبو لگائے سواری پر سوار ہو کر حج کی نیت کرے اور بآواز بلند کہے لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک۔

آداب دخول مکہ وطواف مکہ معظمہ کے قریب پہنچکر غسل کرے حج میں نو جگہ غسل کرنا سنت ہے۔ بوقت احرام۔ داخلہ مکہ معظمہ کے وقت طواف زیارت کے وقت۔ عرفات میں جانے سے قبل۔ مزدلفہ میں تین غسل۔ پتھر مارنے وقت۔ طواف وداع کرنے سے پہلے الغرض غسل کے بعد مکہ معظمہ میں داخل ہو جس مقام سے خانہ کعبہ نظر آئے یہ دعا پڑھے۔

لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللھم انت السلام ومنک السلام ودارک دار السلام تبارکت یا ذالجلال والاکرام اللھم ھذا بیتک عظمتہ وشرفتہ وکرمتہ اللھم فزدہ تعظیما وزدہ تشریفا وتکریما وزدہ مھابۃ وزد من حجہ برا وکرامۃ اللھم افتح لی ابواب رحمتک وادخلنی جنتک واعذنی من الشیطان الرجیم۔

مسجد حرام میں باب بنی شیبہ سے داخل ہو کر طواف کرے اور شروع میں یہ دعا پڑھے۔

اللھم ایمانا بک وتصدیقا بکتابک ووفاء بعھدک واتباعا لسنۃ نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے دروازہ کے مقابل پہنچکر کہے اللھم ھذا الحرم حرمک

کرے اور اُس کے پاس اتنی دولت ہو کہ بال بچّوں کے کھانے پینے کا خرچ دیکر راستہ کا کرایہ وضروری اخراجات کا پورا صرفہ ہو وہ شخص عمر میں ایک بار حج کرے اور یہی حج فرض ہے جب ایسی حالت ہو جائے تو فوراً حج ادا کرے توقف نہ کرنا چاہئے۔

حج کے ارکان | یوں تو بہت سے ہیں اُن میں سے ذیل کے افعال فرض ہیں۔

احرام[1] باندھنا۔ عرفات[2] کے میدان میں ٹھیرنا۔ دسویں[3] تاریخ کو طواف خانۂ کعبہ کرنا جن کے بغیر حج نہیں ہوگا۔ سعی[4] دوڑنا۔

واجبات | جن کے نہ کرنے سے حج تو باطل نہیں ہوتا البتہ قربانی کرنی لازم ہو جاتی ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

میقات[1] سے احرام باندھنا۔ کنکریاں[2] پھینکنا۔ غروب[3] آفتاب تک مزدلفہ میں ٹھیرنا۔ رات[4] کو مزدلفہ[5] میں مقام کرنا۔ منا میں ٹھیرنا۔ طواف[6] رجوع وواپسی۔ سر کے بال منڈوانا یا کتروانا ان میں ایک چیز بھی اگر ترک ہو گئی تو قربانی لازم ہو گی۔

وہ باتیں جن کا کرنا منع ہے | جب حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھ لے تو اُس کو واجب ہے کہ عورت[1] کے ساتھ جماع کرنے اور دوسرے گناہوں سے بچے کسی[2] سے لڑے نہیں۔ خشکی[3] کے جانور نہ شکار کرے۔ کسی[4] دوسرے کو شکار کرنے کے واسطے نہ کہے نہ اشارہ سے بتلائے۔ خوشبو[5] نہ لگائے۔ ناخن[6] نہ ترشے۔ مُنہ[7] اور سر نہ ڈھانکے۔ سر اور[8] داڑھی کو کسی چیز سے نہ دھوئے۔ سر کے[9] بال نہ کتروائے نہ منڈوائے۔ کرتہ[10] ٹوپی پاجامہ اچکن سلے ہوئے کپڑے نہ پہنے۔ سر پر[11] عمامہ نہ باندھے موزے[12] بھی نہ پہنے رنگین[13] معطر کپڑا بھی نہ پہنے عمرہ کرنا سنت ہے۔ طواف بیت اللہ کرنا۔ صفا ومروہ کے درمیان دوڑنا بس اسی قدر عمرہ ہے۔

سامان سفر کے بعد حج کے لئے جب نکلے تو پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھے پہلی میں الحمد۔ قل یاایہا الکفرون دوسری رکعت میں الحمد وقل ہو اللہ احد پڑھے اُس کے بعد اہل وعیال کو رخصت کرے اور ہر ایک سے کہے۔

وتجاوز عما تعلم انك انت الاعز الاکرم اللھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃً وفی الآخرۃ حسنۃً وقنا عذاب النار

جب گھر کی واپسی کا ارادہ کرے تو آخری طواف وداع کرکے مکہ معظمہ سے چلے۔

زیارت مدینہ منورہ زیارت مدینہ طیبہ کے فضائل گزشتہ احادیث میں درج کرچکے ہیں۔ بارگاہِ مدینہ کی حاضری کے شرف و بزرگی پر محامد پڑھنے کا موقعہ نہیں ورنہ بہت سی ضروری باتیں عرض کی جاسکتی تھیں۔ یہ وہ مبارک مقام ہے جس میں آرام فرمانے والے کی ذات اقدس نے مکہ کو تمام عالم کا کعبہ بنا دیا جس کے پائے قدم کی وجہ سے خاک کی قسمیں کھائی گئیں صلے اللہ علیک یا رسول اللہ مدینہ پاک کی ہی وہ سرزمین ہے کہ اگر آنکھوں کے بل کسی کو جانا نصیب ہوجائے تو کیا کہنا۔ بڑے ادب و احترم سے یہ تصوّر کرتے ہوئے کہ سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میری نقل وحرکت ملاحظہ فرما رہے ہیں سفر کرے درود شریف کثرت سے پڑھتا رہے جب حرم مدینہ طیبہ سامنے آئے تو والہانہ انداز میں کہے۔

اللھم ھٰذا حرم رسولك فاجعله لی وقایة من النار وامانًا من العذاب وسوء الحساب اس کے بعد غسل کرکر شہر کے اندر داخل ہو اور آیہ کریمہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدقٍ واجعل لی من لدنك سلطانا نصیرًا۔

پھر مسجد نبوی میں حاضر ہوکر دو رکعت نماز منبر شریف کے نیچے پڑھے ستون مبارک داہنے بازو کی برابر رہے۔ پھر شہنشاہ کونین روحی لہ الفداء کے روضہ مبارک کی حاضری وزیارت کا قصد کرے اور ادب واحترام کے ساتھ صلوٰۃ وسلام عرض کرے اگر روضۂ مقدس کی جالیوں سے آنکھیں ملنے کا موقعہ مل جائے تو عاشقانہ انداز میں جو کچھ زبان یاری دے عرض کرے۔

اگر کسی نے سلام بھیجا ہو تو عرض کرے السلام علیك یا رسول اللہ من فلاں السلام علیك یارسول اللہ پھر کسی قدر نیچے ہٹکر بارگاہ حضرت صدیق وعمر رضی اللہ عنہما میں ہدیہ سلام نیاز پیش کرے

وھذا الامن امنك وھذا مقام العائذ بك من النار۔ رُکن عراقی پر پہنچکر پڑھے اللھم
انی اعوذ بک من الشك والشرك والکفر والنفاق والشقاق وسوء الاخلاق
وسوء المنظر فی الاھل والمال والولد۔ میزاب کے نیچے آکر کہے۔
اللھم اظلنی تحت عرشك یوم لاظل الا ظل عرشك اللھم اسقنی بکاس محمد صلی اللہ
علیہ وسلم شربۃ لا اظماء بعدہ ابداً۔ رُکن شامی پر کہے۔
اللھم اجعلہ حجا مبرورا وسعیا مشکورا وذنبا مغفورا وتجارۃ لن تبور یا عزیز یا
غفور اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انك انت الاعز الاکرم۔
رکن یمانی کی دعا۔ اللھم انی اعوذ بك من الکفر واعوذ بك من الفقر ومن عذاب
القبر ومن فتنۃ المحیا والممات واعوذ بك من الخزی فی الدنیا والاخرۃ۔
رکن وحجر اسود کے درمیان کی دعا اللھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا
عذاب النار وعذاب القبر۔ طواف سے فارغ ہوکر حجر اسود اور دروازہ کے درمیان کھڑے
ہوکر یہ دعا پڑھے۔ اللھم یارب العتیق اعتق رقبتی من النار واعذنی من کل سوء
وقنعنی بما رزقتنی وبارك لی فیما آتیتنی۔
اُس کے بعد درود شریف استغفار وغیرہ پڑھکر دعائیں مانگیں اور مقام ابراہیم کے آگے دو رکعت
نماز نفل ادا کرے پھر حجر اسود کا بوسہ دے زمزم خوب سیر ہوکر پیئے۔ زمزم پیتے وقت بھی
کہے اللھم اجعلہ شفاء من کل سقم واعطنی الاخلاص والیقین پھر صفا کی طرف روانہ
ہوجائے صفا پر پہنچکر جب خانہ کعبہ نظر آئے تو یہ دعا پڑھے۔
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت
بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ لا صدق وعدہ ونصر عبدہ واعز
جندہ وھزم الاحزاب وحدہ لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون۔
صفا پر بھی دعائیں مانگے جب مروہ کی طرف روانہ ہو تو یہ دعا پڑھے رب اغفر وارحم

حقوق العباد کا نظام عمل

گزشتہ اوراق میں فرائض و عبادات کے ضروری امور درج ہوئے اب انسانی معاشرت اور حقوق العباد کے وہ اہم شعبے جن پر مسلمانوں کی بقا و حیات کا انحصار ہے درج کیے جاتے ہیں جن سے انسان کو دوچار ہونا ہے اور یہی وہ چیزیں ہیں جب اسلام مکمل فرمانے کے لیے آیا یہ کوئی رسمی و اعتقادی جذبہ نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے کہ حضور ختم مرتبت نے انسان کی حیات و معاشرت کے قوانین کو قیامت تک کے لیے مکمل فرما دیا معاشرتی نظام کی وہ زبردست دفعات مقرر کیں کہ اگر مسلمانان عالم اُن پر عمل کریں تو ان کی زندگی کا ہر شعبہ دوسری اقوام کے مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ کامیاب ہو سکتا ہے۔

ماں باپ کے ساتھ سلوک کرو! بدقسمتی سے اس زمانہ میں اولاد اپنے والدین کی صحیح عزت و تکریم سے دور ہوتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے طرح طرح کے نقصانات پیدا ہو رہے ہیں یہاں مختصر آیات و احادیث درج کی جاتی ہیں

آیات

(۱) واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لاتعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانا وذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین (بقرہ)

(۱) یاد کرو اس وقت کو جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتامیٰ و مساکین کے ساتھ سلوک کرو۔

(۲) ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا (سورہ احقاف)

(۲) ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ احسان کرنے کی وصیت کی مشکل سے ماں نے اس کو اپنے پیٹ میں رکھا اور مشکل سے جنا۔

پھر وہاں سے حضراتِ صحابہ کی زیارت و فاتحہ شریفہ پڑھتا ہوا دوسرے اشغالِ حسنہ میں مصروف ہو، کوشش اسی کی رہے کہ جب تک قیام ہو مدنی چاند کے جلوے آنکھوں کے سامنے رہیں۔
حرمین الشریفین کے باشندگان کی اعانت و خدمت جس قدر بھی ممکن ہو کی جائے۔
میں اس سلسلہ میں اپنے مشاہدات کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ ہر سال سب سے زیادہ ممتاز اور مستحکم خدمات سلطنت آصفیہ دکن انجام دیتی ہے لاکھوں روپیہ ساکنان مکہ و مدینہ کی ضروریات پر ہر سال ایک وسیع نظام کے ساتھ خرچ کیا جاتا ہے فخر ملت جناب سر نظامت جنگ جیسے اکابر دکن حرمین شریفین میں حاضر ہو کر وہ مفید تدابیر جن سے مدینہ کے باشندوں کی اقتصادی و مالی حالت درست ہو مرتب کر کر عملی جد و جہد کرتے ہیں مدینہ طیبہ کے اندر سلطنت آصفیہ کی امداد سے پارچہ بافی کے کارخانہ کا آغاز ہو چکا ہے شرفائے مدینہ کے وہ بچے جن کے گھروں سے کسی زمانہ میں صدہا نفوس پرورش پاتے تھے وہ آج اپنا پیٹ بھی نہیں بھر سکتے پارچہ بافی کے کارخانے کھل جانے سے اُمید ہے کہ تھوڑے وقت میں اپنے خاندان کی پرورش کر سکیں گے خدائے برتر مملکت آصفیہ کے تاجدار اعلیحضرت نواب میر عثمان علی خاں کی عمر میں برکت عطا فرمائے جن کے قلب میں عالم اسلامی کی محبت کا نقش قایم ہے اور جن کا ہاتھ ارضِ حرم کی خدمت کے لیے بڑھا ہوا ہے۔

لِی مَا لَیسَ لَکَ بِہٖ عِلمٌ فَلَا تُطِعھُمَا۔
(عنکبوت)

احادیث

(۱) عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من ولد بار ینظر الی والدیہ نظرۃ رحمۃ الا کتب اللہ لہ بکل نظرۃ حجۃ مبرورۃ قالوا و ان نظر کل یوم مائۃ مرۃ قال نعم واللہ اکبر و اطیب (رواہ مسلم)

(۱) حضرت بن عباس راوی ہیں حضور نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا فرزند ماں باپ کو جب محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو خدا اُس کے لیے ہر نظر کے بدلے میں ایک حج مقبول کا ثواب لکھتا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ ہر دن میں سو بار دیکھے فرمایا ہاں خدا بزرگ تر اور زیادہ پاک ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث میں ہے حضور فرماتے ہیں۔ رضی الرب فی رضی الوالد و سخط الرب فی سخط الوالد (رواہ الترمذی)

(۲) خدا کی رضامندی باپ کی رضامندی اور خدا کی ناخوشی والد کی ناخوشی میں ہے

(۳) عن ابی امامۃؓ ان رجلاً قال یا رسول اللہ ما حق الوالدین علی ولدھما قال ھما جنتک و نارک (ابن ماجہ)

(۳) حضرت ابوامامہ راوی ہیں ایک شخص نے حضور سے دریافت کیا یا رسول اللہ والدین کا اولاد پر کیا حق ہے فرمایا تیری جنت و دوزخ وہ دونوں ہیں۔

(۴) عن عبد اللہ بن عمرو قال جاء رجل الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاستاذنہ فی الجھاد فقال احیٌّ والداکَ قال نعم قال ففیھما فجاھد وفی روایۃ فارجع الی والدیک فاحسن صحبتھما (رواہ البخاری)

(۴) حضرت عبداللہ بن عمرو راوی ہیں حضور کے پاس ایک شخص آیا اُس نے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت چاہی تو آپنے فرمایا آیا تیرے والدین زندہ ہیں کہا ہاں۔ فرمایا اُن کے حقوق کی حفاظت میں کوشش

(۳) واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً و بالوالدین احساناً (سورۃ نسا)

(۳) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ شریک نہ کرو والدین کے ساتھ سلوک کرو۔

(۴) وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احساناً (بنی اسرائیل)

(۴) خدا نے تم کو حکم دیا کہ صرف اللہ کی ہی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ سلوک کرو۔

(۵) وبراً بوالدیہ ولم یکن جباراً عصیاً

(۵) والدین کے ساتھ نیکی کرو اور ظالم و نافرمان نہ ہو۔

(۶) واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیاً وبراً بوالدتی (مریم)

(۶) مجھے وصیت کی نماز و زکوٰۃ کی جب تک میں زندہ ہوں اور والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی

(۷) اما ان یبلغن عندک الکبر احدھما او کلھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولاً کریماً واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیٰنی صغیراً (بنی اسرائیل)

(۷) اگر والدین میں سے ایک بھی بڑھاپے کو پہونچ جائے تو اُن کے سامنے ہوں بھی نہ کرنا اور نہ جھگڑنا اور ادب کے ساتھ اُن سے بات کرو اور جھکائے رہو محبت و عاجزی پہلو اور اُن کے حق میں دعا کرتے رہو اے میرے پروردگار جس طرح مجھے انھوں نے بچپن سے پالا اور میرے حال پر رحم کرتے رہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔

اگر ماں باپ خلافِ خدا اور رسول حکم کریں تو اُن سے اعراض کیا جائے

(۱) ووصینا الانسان بوالدیہ حسناً وان جاھداک لتشرک

(۱) ہم نے انسان کو وصیت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اگر در پے ہوں کہ تو شریک ٹھہرائے جس کی تیرے پاس دلیل نہیں تو اُن کا کہنا نہ مان۔

ساتھ روا نہ رکھا گیا ہو دنیا کی ہر ذلت اس مظلوم طبقہ کے حصہ میں آچکی تھی۔ عورت مال و اسباب بلکہ چوپایوں کی طرح بیچی اور خریدی جاتی تھی ایک عورت سے خاندان کے تمام افراد اپنی خواہشات نفسانی پوری کرتے تھے۔ رسالہ کی دیگر اہم ضروریات کی بنا پر ذیل میں چند اقتباسات و اشارات درج کیے جاتے ہیں۔

حکمائے یونان میں سقراط کی شخصیت سے کون بے خبر ہے اس کا مشہور قول ہے " عورت سے زیادہ فتنہ و فساد کی اور کوئی چیز دنیا میں نہیں "

افلاطون کہتا ہے " جتنے ظالم اور ذلیل مرد ہیں وہ تناسخ کے عالم میں عورت ہو جاتے ہیں "

یونانی عام طور پر کہتے تھے " سانپ کے ڈسنے کا علاج ممکن ہے مگر عورت کے فساد کا دفیعہ محال ہے "

یوحنائے دمشقی کا قول ہے " عورت شر کی بیٹی اور امن و سلامتی کی دشمن ہے "

یورپ جسے آج تہذیب و شائستگی کا گہوارہ کہا جاتا ہے اس کا عالم یہ تھا کہ ۵۸۶ء میں عیسائیوں کی ایک کونسل میں عورت کے متعلق بحث ہوئی۔ عورت کا جسم روح کے قابل بھی ہے یا نہیں چند ماہ کے مباحثوں کے بعد تسلیم کیا گیا عورت میں روح موجود ہے۔ رومتہ الکبریٰ جو عیسائیت کا مرکز تھا وہاں عورتوں کی حالت لونڈیوں سے بدتر تھی اور کہا جاتا تھا حضرت حوا کی خطا کی وجہ سے عورت ہر سزا کی مستحق ہے۔

چین جو کسی زمانہ میں تہذیب کا مخزن رہا وہاں بھی یہ اعتقاد تھا کہ عورت اچھی ہو یا بری اُسے مارتے رہنا چاہیئے۔ اور کسی عورت کا اعتبار نہ کیا جائے۔

ہندوستان میں عورت باندیوں کی طرح رکھی جاتی تھی قمار بازیوں میں عورتوں کو دیدیا جاتا۔ دیوتاؤں کے سامنے اُن کی قربانی کی جاتی نیوگ جیسی شرمناک رسم کا رواج تھا مردہ شوہروں کے ساتھ زندہ عورتیں آگ میں جلائی جاتیں۔

عرب عورت کے معاملہ میں سب سے زیادہ آگے تھا وہاں عورت کے ساتھ حیوانوں

کر ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ انکی طرف لوٹ جا اور سلوک کر اور خدمت بجالا

دایہ کی عظمت

(۵) عن ابی الطفیل قال رایت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقسم لحما بالجعرانة اذا اقبلت امرءة حتی دنت الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فبسط لھا رداءہ فجلست علیہ فقلت من ھی فقالوا ھی امہ اللتی ارضعتہ (رواہ ابوداؤد)

(۵) ابی طفیل راوی ہیں میں نے حضور کو موضع جعرانہ میں گوشت تقسیم فرماتے ہوئے دیکھا اسی اثنا میں ایک عورت حضور کے قریب آئی تو آپ نے اس کے لیئے چادر مبارک بچھا دی جس پر وہ بیٹھ گئی میں نے عرض کیا کون ہے تو لوگوں نے بتایا حضور کی دایہ صاحبہ ہیں جنھوں نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

والدین کے مرنے کے بعد ان کی خدمت کا طریقہ

(۶) عن ابی اسید قال بینا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاءہ رجل من بنی سلمة فقال یا رسول اللہ ھل بقی من بر ابوی شئی ابرھما بہ بعد موتھما قال نعم الصلوة علیھما والاستغفار لھما وانفاذ عھدھما من بعدھما وصلة الرحم اللتی لا توصل الا بھما واکرام صدیقھما (رواہ ابوداؤد)

(۶) حضرت ابو اسید کہتے ہیں ہم حضور کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ کا ایک شخص آیا اس نے عرض کیا والدین کے ساتھ زندگی بھر جو نیکی کرسکتا تھا کر چکا کیا ان کے مرنے کے بعد بھی کوئی اور نیکی باقی ہے جو ان کے ساتھ کروں فرمایا ہاں ان کے حق میں دعا کرنا بخشش مانگنا ان کے عہد و پیماں کو پورا کرنا ان کی محبت و خوشنودی کے لیئے صلہ رحمی کرنا اور ان کے دوستوں کی تعظیم و توقیر کرنا۔

عورت پر اسلام کے احسانات

اسلام سے قبل اگر مختلف اقوام کی تاریخوں پر نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ ایسا کوئی بدترین سلوک نہ تھا جو عورت کے

مرد عورت کے تعلقات جہاں تک حقوقِ عورت کا تعلق ہے گزشتہ عنوان کے ماتحت ہم مختصر بحث کر آئے ہیں اسلام مقدس نے عورت پر احسان عظیم فرمایا، اُس کی معاشرت کو سطح مرتفع پر پہونچا کر عورت اور مرد کے درمیان جو فطری فرق تھا اُسے سامنے رکھ کر زندگی کی تقسیم فرمادی مرد کو اگر تدبیر منزل کے لیئے معین کیا تو عورت کو گھر کے اندرونی انتظامات کی نگرانی و انتظام کے لیئے تجویز کیا تاکہ یہ معاشرتی نظام تباہ نہ ہونے پائے بعض قوتیں مرد کے مقابلہ میں عورت کے اندر نسبتاً کم ہیں اس لیئے مرد کا درجہ بلند ہوا اس کے یہ معنے ہرگز نہیں کہ شوہر اپنی اس بلندی کے باعث عورت کو حقیر و ذلیل سمجھے۔ اسلام نے علیحدہ علیحدہ عنوانات کے ماتحت جانبین کی زندگی کے ابواب معین فرمادیئے۔

نکاح نکاح جماعتی افراد کے سامنے ایک ایسے معاہدہ کا نام ہے جس کے بعد مرد و عورت پر اسلامی قانون کے ماتحت جائز حقوق قایم ہو جاتے ہیں اسلام کے اس مبارک طریقہ کے بعد وہ تمام خرابیاں جو اسلام سے قبل جاری تھیں بند ہو جاتی ہیں۔ حرامکاری کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ ایجاب و قبول کے ساتھ ہی مرد پر عورت کی خدمت عورت پر مرد کی اطاعت لازم ہو جاتی ہے۔ اب ہم ذیل میں عنوان سے متعلق ضروری احادیث شریفہ درج کرتے ہیں:۔

احادیث

(۱) عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المراۃ اذا صلّت خمسھا وصامت شھرھا واحصنت فرجھا واطاعت بعلھا فلتدخل من ای ابواب الجنۃ

(حلیہ)

حضرت انسؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا جس عورت نے پنجوقتہ نماز پڑھی اور مہینہ بھر کے روزے رکھے اور پاک دامن رہی اور شوہر کی اطاعت کی تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائیگی

کا سا سلوک کیا جاتا خاوند کے بعد اُس کی تمام بی بیاں بیٹے کے نکاح میں آجاتیں۔ الغرض اسلام سے قبل عورت پر وہ مظالم ڈھائے جا رہے تھے جن کو پڑھ کر انسانیت بھی شرماتی ہے

اسلام میں عورت کا مرتبہ

اسلام نے آکر عورت کو انسانی حقوق سے مالا مال کیا۔ زن و شو کے تعلقات۔ وراثتی معاشرتی۔ جماعتی۔ علمی حقوق کی بسیط اور مفصل ابواب قایم کیں جس قدر مظالم عورتوں پر کیے جاتے تھے ان سب کو یکلخت بند کیا۔ اور اس صنفِ نازک کو قدر و منزلت کا تاج پہنایا زندگی کے شعبہ جات میں عورت کو حصہ دیا۔

آیات

یا ایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا کثیرا ونسأ واتقوا الله الذی تسألون به والارحام۔

اے لوگو اپنے خدا سے ڈرو جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اس کا جوڑا بھی اُس سے پیدا کیا اور دونوں سے بہت مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔

اعمال میں عورت و مرد کا درجہ

(۱) وعد الله المؤمنین و المؤمنات جنت تجری من تحتها الانهار

(۱) خدا نے مؤمن مردوں اور عورتوں سے جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن میں نہریں بہتی ہونگی۔

(۲) ومن یقنت منکن لله ورسوله وتعمل صالحا نؤتها اجرها مرتین واعتدنا لها رزقا کریما (احزاب)

(۲) تم میں سے جو بھی اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت اور نیک عمل کرے گی تو ہم اُس کو عطا کریں گے اجر دوبارہ اور ہم نے مہیا کر رکھی ہے اُس کے لیے عزت کی روزی۔

ف اعمال کے سلسلہ میں آیات کی آیات قرآن حکیم میں موجود ہیں جن میں مرد و عورت کو مساوی طور پر عمل کی تائید فرمائی گئی ہے جس سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام کے نزدیک مرد و عورت یکساں ہیں۔

من الحور العين لا تؤذيه قاتلك الله فانما هو عندك دخيل یوشك ان یفارقك الینا (رواہ الترمذی)	کہتی ہے خدا تجھے غارت کرے اس کو نہ ستا اس لیئے کہ وہ تیرے پاس مسافرانہ زندگی گزار رہا ہے قریب ہے کہ تجھسے جدا ہو کر ہم میں آملے۔

مردوں پر عورتوں کے حقوق آیات

(۱) ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف (بقرہ)	عورتوں کا بھی مردوں پر اُسی طرح حق ہے جیسا کہ مردوں کا عورتوں پر دستور کے مطابق
(۲) ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا و من یفعل ذلک فقد ظلم نفسہ (بقرہ)	ان عورتوں کو ستانے کے لیئے نہ روکو نہ زیادتی کرو اُن پر جس نے ایسا کیا اُسنے اپنے نفس پر ظلم کیا۔
(۳) ومتعوھن علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ متاعا بالمعروف حقاً علی المحسنین (بقرہ)	اُن کے ساتھ سلوک کرو مقدور والے پر اُس کے مطابق اور بے مقدور پر اُس کے مطابق سلوک کرنا دستور کے مطابق یہ لازم ہے نیک لوگوں پر۔
(۴) خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا.	خدا نے تم ہیں سے تمہارے لیے جوڑے پیدا کیئے تاکہ تم اس سے سکون حاصل کرو۔
(۵) وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئاً ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا (سورہ نسا)	عورتوں کے ساتھ خوبی سے رہو اگروہ تم کو ایک ہی چیز ناپسند ہو اور خدا اُن میں بہت سی خوبیاں پیدا کردے۔
(۶) ھن لباس لکم وانتم لباس لھن (بقرہ)	عورتیں تمھارا لباس ہیں اور تم اُن کا لباس ہو۔

(۲) عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثلثۃ لا یقبل لھم صلوۃ ولا یصعد لھم حسنۃ العبد الآبق حتی یرجع الی موالیہ فیضع یدہ فی ایدیھم والمرأۃ الساخط علیھا زوجھا والسکران حتی یصحی (رواہ البیہقی)

حضرت جابرؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا تین شخص ہیں جن کی نہ تو نماز قبول کی جاتی ہے اور نہ اُن کی نیکیاں اوپر چڑھتی ہیں بھاگا ہوا غلام جب تک اپنے آقاؤں کے پاس واپس آکر اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر نہ رکھدے۔ وہ عورت جس کا خاوند اُس سے ناخوش ہو۔ مدہوش یہاں تک کہ ہوش میں نہ آئے۔

(۳) عن ابی ھریرہؓ قال قیل یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ای النساء خیر قال التی تسرہ اذا نظر وتطیعہ اذا امر ولا تخالفہ فی نفسھا ولا فی مالھا بما یکرہ (نسای)

حضرت ابی ہریرہ رضہ راوی ہیں حضورؐ سے پوچھا گیا عورتوں میں سب سے بہتر کون عورت ہے فرمایا وہ جسے مرد دیکھ کر خوش اور شادماں ہو شوہر کے حکم کو بجالائے اور اپنی جان و مال میں اُس کی مخالفت نہ کرے جو اُسے ناگوار ہو۔

(۴) عن ام سلمۃ تقول سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ایما امرءۃ ماتت وزوجھا عنھا راض دخلت الجنۃ (رواہ ابن ماجہ)

حضرت ام سلمہ رضہ فرماتی ہیں میں نے حضور کو فرماتے ہوئے سنا جو عورت اس حالت میں مری کہ اُس کا شوہر اُس سے خوش تھا تو وہ ضرور جنت میں جائیگی۔

(۵) عن معاذ رضہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا توذی امرءۃ زوجھا فی الدنیا الا قالت زوجتہ

حضرت معاذ رضہ راوی ہیں حضور نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں ستاتی ہے تو اُس کی بی بی حورعین

ایمانا احسنهم اخلاقًا وخیارکم لنسائهم

(مشکوۃ المصابیح)

جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں۔ اور تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیبیوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آئیں

(۳) عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا یفرک مومن مومنة ان کرہ منها خلقا رضی منها اخر (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضہ سے مروی ہے حضور نے فرمایا ایماندار مرد عورت کو ناخوش نہ رکھے اگر اُس کی ایک عادت سے ناخوش ہوگا تو دوسری سے خوش ہوگا۔

مہر اسلام نے مرد کے ذمہ عورت کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ایک اور رقم بھی مقرر فرما دی جسے مہر کہتے ہیں اس کا ادا کرنا مرد پر لازم ہے۔ عورت نکاح ہوتے ہی اپنے مال کی مالک ہو جاتی ہے۔ اقل درجہ مہر دس درہم شرعی یعنی ۔ ہوتا ہے اس چیز کو مرد کی حالت پر رکھا گیا ہے ہمارے یہاں اکثر وبیشتر خاندانوں میں ہزاروں کا مہر مقرر کراتے ہیں اور بسا اوقات مجلس نکاح میں زیادتی مہر پر اختلافات ہو جاتے ہیں۔ لڑکی والے اپنی ضد پر قائم رہتے ہیں حالانکہ یہ نہیں سوچتے کہ مرد کے ذمہ ایجاب وقبول کے بعد اس رقم کا ادا کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ جو شخص ایجاب وقبول کے وقت یہ خیال کرے کہ مجھے ادا کرنا نہیں ہے صرف رسماً اقرار کر رہا ہوں وہ مجرم ہے۔

اسلام میں عورت کی عزّت وعفت کا سامان گزشتہ اوراق میں عورتوں کے اسلامی حقوق کا بیان کیا جا چکا ہے عورت بحیثیت ماں کے بھی خاص عزت رکھتی ہے حضور نے ماں کی عزّت وسلوک کو باپ سے مقدم رکھا لڑکیوں کی تربیت بہنوں کی کفالت پر زور دیا ہر عورت کی عفت کے لیئے ایک سرپرست کو ضروری قرار دیا حتیٰ کہ جس عورت کا کوئی رشتہ دار نہ ہو اُس کی سرپرستی مسلمان حاکم کے ذمہ کر دی گئی۔ عورت کی عزت کے بارے میں حضور کا ارشاد ہے "عورت کی عزّت

مردوں کو عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی ہدایات

(۱) عن عمرو بن الاحوص

عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم استوصوا بالنساء خیرا فانھن
عندکم عوان لیس تملکون منھن شیئا
غیر ذلک الا یاتین بفاحشۃ مبینۃ فان
فعلن فاھجروھن فی المضاجع واضربوھن
غیر مبرح فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن
سبیلا ان لکم من نساءکم حقا فاما حقکم
علی نساءکم فلا یوطئن فرشکم من تکرھون
ولا یاذن فی بیوتکم لمن تکرھون الا
وحقھن علیکم ان تحسنوا الیھن فی کسوتھن
وطعامھن (رواہ ابن ماجہ)

حضرت عمرو ابن احوص اپنے والد سے روایت
کہتے ہیں حضور نے فرمایا
عورتوں کے بارے میں میری وصیت
قبول کرو میں اُن کے متعلق تم کو وصیت
کرتا ہوں کیونکہ وہ تمہارے ہاتوں میں قیدی
کی طرح ہیں تم بجز اس کے کہ خدا نے تمہارے
لیے اُن سے متمتع ہونا حلال کیا ہی اور کچھ اختیار
نہیں رکھتے مگر ہاں جب کھلی ہوئی بےحیائی
کی مرتکب ہوں اگر وہ ایسا کر گزریں تو اُن
کے ساتھ ہمبستری موقوف کردو ناگوار اور
نشان ڈالنے والی ضرب نہ مارو بلکہ آہستہ
سے مارو اگر وہ تمہارا کہا مانیں تو تم پہلو
نہ ڈھونڈھتے پھرو بے شک تمہارا عورتوں
پر یہ حق ہی کہ وہ ان لوگوں کے گھروں میں
آنے اور تمہارے فرش پر دوسروں کو
بیٹھنے کی اجازت نہ دیں جن کا آکر تمہاری
عورتوں سے باتیں کرنا تمھیں ناپسند ہو
اور عورتوں کا تم پر یہ حق ہی کہ اُنھیں اچھا
کھلاؤ اچھا پہناؤ۔

(۲) عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکمل المومنین

حضرت ابی ہریرۃ رض راوی ہیں حضور نے
فرمایا سب سے زیادہ کامل الایمان وہ ہی

الا لبعولتهن او آباء ہن او آباء بعولتهن او آبائهن او آماء بعولتهن او ابنائهن او ابناء بعولتهن او اخوانهن او بنی اخوانهن او بنی اخوانهن او نسائهن او ما ملکت ایمانهن او التابعین غیر اولی الاربة من الرجال او الطفل الذین لم یظهروا علی عورات النساء ولا یضربن بارجلهن لیعلم ما یخفین من زینتهن۔ (سورہ نور)

مقامات کو نہ ظاہر ہونے دیں مگر اُن میں سے جو اعضا ضرورتاً ظاہر رہتے ہیں اُن کے کھلے رہنے میں کچھ حرج نہیں اور اپنے گریبان وسینہ پر دوپٹے ڈالے رہیں اور اپنے بناؤ سنگھار کے مواقع سر سینہ او پنڈلی وغیرہ کو کشادہ نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپوں پر یا شوہروں کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھتیجوں یا بھانجوں پر یا اپنے میل ملاپ کی عورتوں پر یا اپنی مملوکہ لونڈیوں پر یا گھر کے ایسے خدمت گاروں پر جن کو عورتوں سے کوئی حاجت نہیں (یعنی خواجہ سرا یا بوڑھے) یا اُن لڑکوں پر جو عورتوں کی مخفی باتوں سے آگاہ نہیں اور وہ اپنے پاؤں اس زور سے نہ رکھیں جس سے اُن کا مخفی زیور اور زینت معلوم ہو جائے۔

(۲) یا ایها النبی قل لازواجك وبنتك ونساء المومنین یدنین علیهن من جلابیبهن ذلك ادنی ان یعرفن فلا یؤذین وکان الله غفوراً رحیما (سورہ احزاب)

اے نبی اپنی بیبیوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہدو کہ اپنی چادروں کے گھونگٹ نکال لیا کریں اس لیئے کہ الگ پہچان لی جائینگی اور کوئی چھیڑے گا نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

بھی کرتا ہے جو شریف النفس ہے اور اُس کی توہین وہی کرتا ہے جو بدنفس ہے"۔ ان احکام کے ساتھ کیونکر ممکن تھا کہ اسلام عورت کی عزت کے بقاء و تحفظ کے لیئے دوسرے اہم قوانین نہ بناتا۔ چونکہ عورت میں فطرتاً دلکشی و دلفریبی کے سب انداز پائے جاتے ہیں حتیٰ کہ اُسکی آواز جاذبیت رکھتی ہے جو بغیر دیکھے قلب و دماغ پر خاص اثرات پیدا کردیتی ہے ادھر مرد اپنے اندر جذبات کی دُنیا پوشیدہ رکھتا ہے جب دونوں قوتیں بغیر کسی قانونی حد کے آزاد و بے حجاب ہونگی اور خواہشاتِ نفسانی اپنا کام کرینگی یہی وہ چیز تھی جسے اسلام مٹانا چاہتا تھا لہٰذا اُس نے احکام پردہ کو نافذ کیا یہاں پردہ کی کمیت و کیفیت پر تفصیلی بحث کا موقع نہیں لیکن یہ ہمارا مذہبی فریضہ ہے کہ اس قدر ضرور گزارش کردی جائے کہ موجودہ دور میں وہ بے پردگی جو یورپین تہذیب کی کورانہ تقلید کی طرف راہنما ہو یقیناً برباد کن ہے شریعتِ مطہرہ میں عورتوں کو جس قدر رخصت دی گئی تھی اگر اُسی حد تک عمل ہوتا تو صحیح تھا لیکن آج ہمارے یہاں عورتوں کو جس راستہ پر لگایا جارہا ہے اُس کی حمایت اہلِ علم کی طرف سے نہیں ہوسکتی۔ غرض اس معاملہ میں مرد و عورت دونوں کے لیئے یکساں احکام ہیں کیا مردوں کے لیئے یہ زیبا ہے کہ وہ عورتوں کو آزادانہ طور پر تاک جھانک کریں۔

(۱) قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکیٰ لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون وقل للمومنٰت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ماظھر منھا ولیضربن بخمرھن علیٰ جیوبھن ولا یبدین زینتھن

(اے پیغمبر) مسلمانوں سے کہدو اپنی نظریں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ اُن کے لیئے بہت پاکیزگی و صفائی کا سبب ہے جو وہ کرتے ہیں خدا تمام باتوں سے خبردار ہے اور مسلمان عورتوں سے فرمادیجیئے کہ وہ بھی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں اور اپنی زیب و زینت کے

اذا قبل ابن ام مکتوم فدخل علیه فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احتجبا منہ فقلت یارسول اللہ الیس ھو اعمیٰ لایبصرنا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم افعمیاوان انتما الستما تبصرانہ (رواہ الترمذی)

اتنے میں ابن ام مکتوم (جو جلیل القدر نابینا صحابی تھے) آئے اور سیدھے حضور کی خدمت میں پہونچ گئے آپ نے حضرت ام سلمہ وحضرت میمونہ رض کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا تم دونوں پردہ میں ہوجاؤ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ابن ام مکتوم نابینا نہیں کہ ہمیں نہیں دیکھتے آپ نے فرمایا تم تو نابینا نہیں کیا تم اُسے نہیں دیکھتیں۔

حضرت سیدہ عائشہ رض عنہا کا اہم ارشاد

(۴) عن عمرۃ عن عائشۃ رض قالت لوادرک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعھن من المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل الی آخر الحدیث (بخاری)

عمرہ رض حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا جو باتیں اب عورتوں نے ایجاد کی ہیں اگر رسول پاک اُسے دیکھتے تو اُنھیں مسجدوں سے منع کردیتے (یعنی نماز جماعت کیلئے حاضر ہونے) جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کردیا گیا

حضرت سیدہ عائشہ رض عنہا اُس وقت کی حالت کے مطابق فرماتی ہیں جو سرکار کے عہد سے قریب تھا مسلمانوں کی عورتوں کا اب جو حال ہے اُس کے مطابق غور کرو کہ ان الفاظ کی روشنی میں کیا حکم ہونا چاہیئے۔

عورتیں اگر قوم ومذہب کی خدمت کرنا چاہتی ہیں تو وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر بھی کرسکتی ہیں ہماری موجودہ نسل کی صحیح تربیت بچوں کو ملت اسلامیہ کی خدمت کیلئے تیار کرنا۔ یتامیٰ غرباء کی دستگیری۔ عورتوں میں اسلامی وقومی ضروریات کا احساس پیدا کرنا اور اسی قسم کے

(۳) وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیۃ الاولیٰ (سورہ احزاب)

اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو زمانہ جاہلیت کی طرح سنگھار نہ دکھاتی پھرو۔

ان آیات میں پردہ کے ضروری احکام سب آگئے اور جسم کے جن اعضا کو ضرورت کے مطابق کھلے رکھنے کی اجازت دی گئی اُس کی کیفیت بھی معلوم ہوگئی۔ پس ان صاف اور صریح احکام کے بعد وہ فریق جو نئی تہذیب اختیار کرنے کے شوق میں آیات کی تاویلات کرکر چاہتا ہے کہ مسلمان عورتیں عیسائی و نصرانی عورات کا نمونہ بن جائیں اُس کا مدعا حاصل نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ جماعت مذہب کے خلاف اپنے اعمال تبدیل کرنا چاہتی ہے تو مذہب کو پردہ بنانا بیکار ہے۔ موجودہ زمانہ میں جبکہ لامذہبیت و دہریت والحاد کو جاری کرنے کی سعی جاری ہے موجودہ رواجی پردہ ہی عورت کی عفت اور عزت کا محافظ ہے۔

احادیث

(۱) عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کل عینٍ زانیۃٌ وان المرءۃ اذا استعطرت فمرت بالمجلس فھی کذا وکذا۔ (رواہ الترمذی)

حضرت ابی موسیٰ راوی ہیں حضور نے فرمایا (جو) آنکھ نظر بد یا شہوۃ سے کسی اجنبی مرد یا عورت کو دیکھتی ہے وہ زانیہ ہے اور عورت جب خوشبو مل کر کسی مجلس سے گزرتی ہے تو وہ بھی ایسی ویسی ہے۔

(۲) حضرت بریدہ رضؓ سے روایت ہے حضور نے حضرت مولا علی رضؓ سے فرمایا اے علی ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ کرو کیونکہ پہلی نظر (جو بے ارادے کے پڑ جائے) تمھارے لیئے جائز ہے اور دوسری جائز نہیں۔ (رواہ الترمذی)

(۳) عن ام سلمۃ انھا کانت عندا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ وہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں

تعدد ازدواج

اس عنوان پر بعض افراد مخالفین اسلام کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہوکر اس قسم کے سطحی و کمزور اعتراضات فرماتے ہیں جن کا یہاں نقل کرنا بھی مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ چونکہ عورت کی زندگی و معاشرت کا باب چل رہا ہے اس لیئے چند ضروری امور پیش کیئے جائیں گے۔

پہلی بات تو یہ سمجھ لینی چاہیئے کہ اسلام نے متعدد شادیوں کو لازم نہیں فرمایا بلکہ حالات و ضروریات کے مطابق رخصت دے دی جس شخص میں وہ تمام شرائط موجود ہوں اُسے اختیار ہے کہ اس دفعہ پر عمل کرے۔

فانکحوا ما طاب لکم مثنٰی و ثلٰث و ربٰع فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ۔

پس نکاح کرو ان عورتوں سے جو پسند آئیں دو دو اور تین تین چار چار۔ ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی پر اکتفا کرو۔

ان لا تعدلوا کی قید اس مسئلہ کو بخوبی واضح کر دیتی ہے کہ جو شخص اپنے اندر بیبیوں میں عدل و مساوات کرنے کی طاقت و صلاحیت رکھتا ہے اور مخصوص حالات و ضروریات پیدا ہو جائیں اُس وقت اسلام کے اس حکم سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے یہ نہیں کہ ایک عورت سے اچھا سلوک کرے اور دوسری عورتوں سے کنارہ کش ہو جائے مساوات و عدل کے معنی یہ ہیں کہ کسی حق میں کمی نہ کی جائے۔ اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے اُس نے اپنے قانون میں ایسے اُمور رکھے جن کی حقیقت آگے چلکر دُنیا تسلیم کرلے گی تعدد ازدواج میں ازدیادِ نسلِ قوم بھی مقصود ہے آج دُنیا کی وہ کونسی ملّت ہے جو اپنی جماعت کی زیادتی نہ چاہتی ہو۔ حضرت ختمِ رسالت روحی لہ الفدا بھی نکاح کے باب میں فرماتے ہیں نکاح کر کے نسل بڑھاؤ تاکہ میں قیامت میں اور امتوں پر تمہاری کثرت سے فخر کروں۔

گزشتہ جنگِ یورپ نے اس قدیم اعتراض کا قلع قمع کر دیا جب مرد میدان میں کام آگئے اور عورتیں زیادہ باقی رہ گئیں تو یورپ نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ دینِ فطرت

دوسرے اہم معاملات عورتیں اپنے گھر میں انجام دے سکتی ہیں۔
زمانۂ گزشتہ میں آیۂ حجاب نازل ہونے کے بعد ہماری خواتین پردہ میں رہ کر
مجاہدین کیلئے کھانا پکاتیں اور دوسری اہم خدمات میں اُن کا حصہ ہوتا۔
عورتوں میں عالمہ۔ زاہدہ۔ محدثہ فقیہہ شاعرہ سب ہی گزری ہیں تاریخ اسلام
شاہد ہے کہ اسلامی ترقیوں میں اُن کا ہاتھ بڑی حد تک شامل تھا کتاب کی ضخامت مانع ہے
ورنہ اس موضوع پر عورتوں کا مستقل کارنامہ حیات قلمبند ہوسکتا تھا۔
کہا جاتا ہے مذہب ترقی کی راہ میں حارج ہے۔
حالانکہ مذہب کی بدولت ہمیں ترقی کی راہیں معلوم ہوئیں مذہب اسلام سے قبل دنیائے
انسانیت پر ترقی کا وجود نہ تھا مذہب نے آکر تمام راستے کھولے۔
قرون اولے اور اُس کے بعد کے مسلمانوں نے مذہب کو ساتھ لیکر جو ترقیاں
کیں آج لامذہبیت کی دوڑ دھوپ میں اُس کا عشر عشیر بھی حاصل نہ ہوا اصل میں مذہبیت
ہی تھی جس نے مکہ کے بادیہ نشینوں کو دنیا کے ہر حصہ کا مالک بنادیا۔ وہ کونسا فن تھا جسے
مسلمانوں نے اپنے زمانہ میں زندہ نہ کر دیا ہو۔
بتاؤ اُن میں کبھی یہ جذبہ پیدا ہوا کہ مذہب ترقی میں سدِّ راہ ہے۔ اصل میں یہ فتنہ
اغیار کے مسلسل پروپیگنڈہ اور غلط تعلیمات کی ترویج سے دماغوں میں بٹھا دیا گیا ہے۔
اگر ٹھنڈے دل سے اسلامی تاریخ اور احکام دین کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا
ہے کہ اسلام ترقیوں کا محرک ہے وہ ہمیں کبھی تو سیرُوا فی الارض کہکر تجربات و مشاہدات کی دنیا
کی جانب لے جاتا ہے اور کبھی تسخیر سماوات و الارض کی نوید دے کر ترقی کرنے کا شوق دلاتا ہے
افسوس کہ ہم اپنا سب کچھ کھو چکے ورنہ آج جس قدر ترقیاں نظر آرہی ہیں اگر ان کی
تاریخی حیثیت معلوم کی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان سب کے موجد و محرک مسلمان ہی تھے،
اور آج بھی اگر قوت علیہ پیدا ہوجائے تو یہ سب ترقیاں عود کر سکتی ہیں۔

بیبیاں بہتر لڑکیاں بننا چاہیں تو اُن کے لیئے ازواجِ مطہرات کی زندگیاں نمونہ کا کام دینگی۔ اعتراض کا سب سے زیادہ اہم پہلو "خواہشات نفسانی" ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسے مختصراً یوں سمجھ لیجیے۔ انسان کی فطری اُمنگوں کا زمانہ ۲۵ سال تک ہوتا ہے اس حصۂ عمر میں جذبات اُبھرتے ہیں لیکن سرکارِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ۲۴ سالہ زندگی ریاضت۔ عبادت مجاہداتِ نفس۔ خشیتِ الٰہی۔ زہد و تقویٰ میں صرف ہوتی ہے آپ سب سے پہلی شادی ۲۵ سال کے زمانہ میں حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے (جو آپ سے عمر میں بہت زیادہ بڑی تھیں) فرماتے ہیں۔ اُن کے وصال کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو جن کے مسلمان شوہر کا انتقال ہوگیا تھا اور وہ اپنے خاندان کے ہاتھوں محض مسلمان ہونے کی وجہ سے مبتلائے مصائب تھیں انھیں ان تکالیف سے بچانے کے لیے اپنے حرم نبوت میں داخل کیا۔ اس قسم کی مصالح تھیں جن کے باعث آپ نے متعدد شادیاں فرمائیں۔

جو لوگ محض خواہشات نفسانی کے باعث مختلف عورتوں کے ساتھ تعلقات وابستہ رکھتے ہیں اُن کی زندگی عمل۔ اخلاق۔ زہد و اتقا خشیتِ الٰہی خدمتِ خلق سے کوسوں دور ہوجاتی ہیں کیا کوئی بڑے سے بڑا مخالفِ اسلام اس کا ثبوت پیش کرسکتا ہے کہ آپ کے زہد و اتقا، عبادات و ریاضت وغیرہ اشغال میں ازواجِ مطہرات کی وجہ سے ادنیٰ فرق آسکا۔

جو حال تجرد کی زندگی میں تھا اُس سے زیادہ روشن پہلو آخر میں رہا سچ ہے وَلَلْآخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی۔

طلاق و خلع

ہم اوپر احادیث شریفہ کے سلسلہ میں بیان کر آئے ہیں کہ اسلام نے مرد و عورت کے تعلقات کو بہتر سے بہتر بنانے کی تعلیم دی اسی طرح عورت کی دلجوئی کو مرد کے لیئے ضروری قرار دیا انسان میں جہاں محبت و شفقت کے جذبات موجود ہیں وہیں اختلاف و بیزاری کی کیفیات بھی پائی جاتی ہیں

کا حکم صحیح ہی اس کے بعد زبان اعتراض پر اصرار کرے تو بجز اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

"منکر مے بودن و ہم رنگ مستاں زیستن"

تعدد ازدواج کے اور بھی مختلف پہلو ہیں۔ عورت کے پاس حالتِ حمل اور دودھ پلانے کی زمانہ میں شوہر کا اپنی خواہشات کے ارادہ سے جانا طبّاً بھی سخت نقصان دہ ہے ایسی صورت میں تعدد ازدواج ہی سے مرد اپنی جائز خواہشات پوری کر سکتا ہے۔

اگر چار عورتیں کسی کے نکاح میں ہوں تو وہ سال بھر تک متمتع ہو سکتا ہے۔

حضرت ختم رسالت روحی لہ الفدا کے تعدد ازدواج پر مخالفین اسلام نے اعتراضات کے وقت حقائق و مصالح سے اپنی آنکھوں کو قطعاً بند کر لیا اگر وہ ٹھنڈے دل سے غور و فکر کرتے تو انھیں یہ مذموم بحث اُٹھانے کی مطلق ضرورت نہ ہوتی۔

اس مسئلہ پر اس طرح بھی غور کیجیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جس وقت خدا کے آخری پیام کو دنیا کے سامنے پیش فرما رہے ہیں یہ وہ وقت ہے جب کہ اہل عرب ہر قسم کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں ایک متنفس کے قبول اسلام سے اُن کے قلوب بے چین ہو جاتے ہیں اس نازک ماحول میں شدید ضرورت تھی کہ عرب کے قبائل میں تبلیغ کی جائے چنانچہ اہل بصیرت جانتے ہیں۔ ازواجِ مطہرات نے (جو مختلف خاندانوں کی تھیں) اس اہم فریضہ کو کہاں تک پہنچایا۔ پھر یہ کہ اہل عرب میں قدیم زمانہ سے متعدد شادیوں کا دستور چلا آ رہا تھا اور وہ ان عورتوں پر سخت سے سخت مظالم ڈھا رہے تھے آپ نے ان سب چیزوں کا دروازہ بند کر دیا۔ مساوات قایم فرمائی اُن کے حقوق کو اپنے عمل سے ظاہر فرما دیا۔ اگر آپ مختلف خاندانوں میں شادیاں نہ فرماتے تو اسلام کا اہم مقصد یعنی عورتوں کی تعلیم وہ ناقص رہ جاتا۔ عورتوں کو حقیقی تعلیم دینے والا کوئی نہ تھا آپ نے معلم بن کر اُن میں ایسی روح پیدا کر دی کہ وہ سارے جہان کی معلمہ بن گئیں دین و دنیا کا ایک ایک مسئلہ اُن کی روایت کا محتاج ہو گیا۔ حضور انور نے بتایا کہ مسلمانوں کی عورتیں جب بہتر ماہیں بہتر

وجہ سے عورتوں پر عرصۂ حیات تنگ ہو رہا ہے صوبہ پنجاب میں اسی ایک چیز سے مخالفین اسلام نے فتنۂ ارتداد کی تحریک کو کامیاب بنانے کی راہیں نکال لی ہیں۔

بلاشبہ ان تمام حالات میں مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے اندر جوش عمل اور ولولۂ مذہبی پیدا کر کر محکمۂ قضا یا نظام شرعی کی ترویج پر اپنی تمام قوت صرف کردیں اور اس مطالبہ کو تسلیم کرا کر چین سے بیٹھیں تاکہ ان تمام مسائل کے تصفیہ و فیصلہ کے لئے مسلم قاضیوں کا تقرر عمل میں آئے۔ اسلامی شریعت کی رو سے ان تمام مسائل کا فیصلہ ہو۔ اور عورتوں کا جائز حق "خلع" حاصل ہو سکے۔

اس سلسلہ میں صرف وہ قانون پسند اور مقبول ہو سکے گا جو اسلامی احکام کے موافق ہو آج اگر محکمہ قضا کا قیام حکومت تسلیم کر لیتی تو پھر کسی نئے قانون کی حاجت ہی نہ تھی کیونکہ اسلام میں تمام احکام موجود ہیں۔ ہم مسلمانوں کے پاس صرف قوت تنفید نہیں اس لیئے حکومت کا سہارا لیا جا رہا ہے۔ ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہندوستان میں قانون شرع محمدی کا جس وقت رواج دیا گیا اس وقت بہت سے اسلامی احکام اس قانون میں نہیں لیئے گئے ورنہ جدید قانون کی مطلق حاجت نہ تھی۔

شادی بیوگان بدقسمتی سے مسلمانوں میں بھی مشرکانہ تہذیب کی بدولت یہ قبیح خیال پیدا ہو گیا کہ بیوہ عورتوں کی شادیاں نہیں کرتے صدہا ایسی عورتیں ہیں جن کی زندگیاں اس مہلک رسم کی وجہ سے برباد ہو رہی ہیں حالانکہ قرآن کریم نے صاف طور پر فرما دیا۔

وانکحوا الایامٰے منکم (سورہ نور) | (اپنی قوم کی) بیوہ عورتوں کا نکاح کر دیا کرو۔

خود سرکار عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیوہ عورتوں کے ساتھ عقد فرمایا اور اس کی سخت تاکید فرمائی کہ بیوہ عورتوں کا نکاح کیا جائے افسوس جہالت اور لامذہبیت

اسلام نے ان دونوں پہلوؤں کے لیئے ایسی مکمل تعلیم پیش فرمادی۔

جہاں تک نفسِ طلاق کا تعلق ہے اس کے بارہ میں فرمایا گیا ابغض الاشیاء عند اللہ الطلاق۔ مباح چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز خدا کے نزدیک طلاق ہے"

اسلام نے صرف اُن ناگوار حالات میں جبکہ مرد و عورت کے درمیان کوئی نباہ کی صورت نہ ہو اور مصالحت وغیرہ سے بھی کام نہ چل سکتا ہو مرد کو حق دیا کہ وہ عورت کو طلاق دے لیکن اس حالت میں بھی عدل وانصاف کی تلقین فرمائی گئی اور طلاق کے لیئے خاص قوانین بنا دیئے۔ یورپ کی طرح نہیں کہ جہاں ان باتوں پر کہ مرد داڑھی مُنڈاتا ہے یا نہیں شوہر اخبار پڑھتا ہے یا نہیں عورت کے سر پر پورے بال ہیں یا نہیں عورت تھیٹر و سینما میں جاتی ہے یا نہیں ٹینس کھیلنے میں اُسے مشق حاصل ہے یا نہیں طلاقیں دی جاتی ہیں"

جس طرح مرد کو حق طلاق دیا گیا ہے اسی طرح عورت کو خلع کی اجازت دی گئی اگر خاوند اُس کے حقوق ادا نہ کرتا ہو اس پر مظالم کیئے جا رہے ہوں خاوند مریض۔ دیوانہ مجنون ہو اور وہ شرائط جو احکام اسلام میں درج ہیں پائے جاتے ہوں اُس صورت میں عورت قاضی کے سامنے گواہ پیش کرے اور مرد سے طلاق لے لے عورت کچھ مال اپنی طرف سے شوہر کو دے کر یا مہر معاف کر کر طلاق لے اس کا نام خلع ہے۔

محکمہ قضا یا نظام شرعی کی ضرورت

اسلامی حکومت کے فقدان اور مسلمانوں کی بے حسی و جمود نے محکمہ قضا یا نظام شرعی جیسے اہم و ضروری شعبہ کو اپنے ہاتھ سے نکال دیا اُسی کے یہ نتائج ہیں کہ آج مسائل خلع و طلاق وغیرہ میں نئے نئے قوانین کی تشکیل و توضیع کی ضروریات لاحق ہو رہی ہیں۔ حالانکہ اسلامی قانون میں ان تمام مشکلات کا علاج موجود ہے۔

آج محکمہ قضا نہ ہونے سے مسلمان طرح طرح کے مصائب میں مبتلا ہیں بعض جابر مردوں کی

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیمن زنی ولم یحصن جلد مائۃ وتغریب عام۔ (رواہ البخاری)

حضور کو اس شخص کے بارہ میں فرماتے ہوئے سنا جس نے زنا کیا اور وہ شادی شدہ نہ تھا اُس کے سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک برس تک جلاوطن کیا جائے۔

(۲) عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وجدتموہ یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول بہ (ترمذی)

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور نے فرمایا تم جسے قوم لوط کا عمل کرتے پاؤ تو فاعل و مفعول کو قتل کر ڈالو۔

(۳) اذا اتت المرأۃ المرأۃ فھما زانیتان

(۳) جب عورت عورت کے پاس آکر چپٹی بازی کرے تو دونوں زانیہ کے حکم میں ہیں۔

(۴) ناکح الید ملعون

(۴) ہاتھ سے منی نکالنے والا ملعون ہے

اس قسم کی بکثرت احادیث ملتی ہیں جن سے زنا وغیرہ کی تباہ کاریوں سے روکا گیا ہے کتاب کی ضخامت نے مجبور کیا ورنہ زنا کی وجہ سے جو بربادیاں پیدا ہوتی ہیں اُن پر تبصرہ کیا جاتا۔ ان تمام مکروہات و فواحش سے بچانے کے لیئے اسلام نے معاشرتی نظام میں طریقہ نکاح قایم فرمادیا اور فطری خواہشات پوری کرنے کے جائز طریقے بتا دیئے۔ آج مغرب میں تحریک آزادی نسواں کی بدولت زناکاری و عیاشی کے جو مظاہرے ہو رہے ہیں اُن سے انسانیت بھی شرماتی ہے اخبارات پڑھنے والے ان تفصیلات سے باخبر ہیں۔

حقوق عام اہلِ قرابت اور حسنِ سلوک

ذاتی منافشات جاہلانہ عادات واطوار نے ہمارے قلوب سے اہل قرابت کے ساتھ سلوک کی روایاتِ مذہبیہ کو فنا کر دیا ہے ایک خاندان میں اگر کوئی شخص دولتمند اور دوسرا غریب ہے تو وہ اپنی دولت کے نشہ میں کوشش کرتا ہے کہ غریب اہل قرابت کا اساسہ و جائداد جس صورت سے ممکن ہو قبضہ میں آجائے

مسلمانوں کو احکام خداوندی اور فرامینِ نبویہ کی تعمیل سے دور کیئے ہوئے ہی۔ ہر قوم و جماعت کا فرض ہی کہ بیوگان کی شادی کا رواج دے۔

اضاعتِ نسل تہذیب جدید کی یہ بھی برکات ہیں کہ بے حیائی کا نام حیا اور بے غیرتی کا نام تہذیب مقرر کیا گیا "جنوں کا نام خرد رکھدیا خرد کا جنوں"۔

یورپ کے عیش پرست لوگ آئے دن نئی نئی اختراعات میں مشغول ہیں جہاں اُن کا دماغ تحقیقاتِ جدیدہ میں کامیاب ہوتا ہی وہیں فواحش کے ارتکاب کی جدت طرازیاں بھی عمل میں آرہی ہیں کچھ عرصہ سے اس جماعت نے اضاعتِ نسل کا پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہی ہمارے ملک کے بعض نادان جو اپنی اسلامی تہذیب کو قربان کرچکے ہیں اس کے رواج پر اپنا تمام زورِ قلم صرف کرتے نظر آرہے ہیں۔ اصل میں یہ تمام تحریکات فواحش و زنا پر پردہ ڈالنے کی غرض سے پھیلائی جارہی ہیں۔ اور یہ مکروہ جذبات اُس مغربی تعلیم کا نتیجہ ہیں جو ہماری بچیوں اور لڑکوں کو دی جارہی ہی۔

مؤیدین و محرکینِ تعلیم مسلسل ٹھوکروں اور تلخ تجربوں کے بعد اب اس نتیجہ پر پہنچ رہے ہیں کہ موجودہ طریقۂ تعلیم نے ہمیں اپنی منزل اصلی سے دور کردیا چنانچہ آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ رام پور اسٹیٹ میں علمبرداران تعلیم نے دیرینہ غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے اصلاح نصاب کی تجاویز منظور فرمائیں۔ کاش مستقبلِ قریب میں یہ حضرات کوئی ایسا نصابِ تعلیم جس میں اخلاقی و معاشرتی مسائل کے لیئے اسلامی نقطۂ نظر واضح طور پر آجائے پیش کرنے میں کامیاب ہوں۔

زنا ولا تقربوا الزنیٰ انه کان فاحشة وساء سبیلا (بنی اسرائیل)	زنا کے پاس بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بیحیائی اور بُرا چلن ہی۔

احادیث

(۱) عن زید بن خالد قال سمعت	زید بن خالد رضی راوی ہیں میں نے

كان الشيطان لربه كفورا۔ (بنی اسرائیل)

بھائی ہیں اور شیطان پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

احادیث

(۱) عن انس رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من احب ان یبسط لہ فی رزقہ وینسا لہ فی اثرہ فلیصل رحمہ (رواہ البخاری)

(۱) حضرت انس رض راوی ہیں حضور نے فرمایا جو شخص اس کو دوست رکھتا ہے کہ اُس کی روزی میں خدا وسعت اور عمر میں برکت دے تو اُسے چاہیئے کہ وہ اپنے قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرتا رہے۔

(۲) عن جبیر بن مطعم قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ قاطع رحم (رواہ البخاری ومسلم)

(۲) حضرت جبیر بن مطعم راوی ہیں حضور نے فرمایا جنت میں رحم کا قطع کرنے والا (یعنی جو شخص اہل قرابت کا پاس نہیں کرتا) داخل نہیں ہوگا

دوسرے موقعہ پر صلۂ رحم کے فوائد پر ارشاد فرمایا

(۳) فان صلۃ الرحم محبۃ فی الاھل مثراۃ فی المال منساۃ فی الاثر (ترمذی)

(۳) صلہ رحمی کرنے سے قرابت داروں میں محبت اور مال میں کثرت وبرکت اور عمر میں زیادتی ہوتی رہتی ہے۔

چھوٹے بڑوں کی عزت کریں

(۱) عن ابن عباس رض عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لیس منا من لم یوقر الکبیر ویرحم الصغیر الی اخر الحدیث (رواہ الترمذی)

(۱) حضرت ابن عباس رض حضور سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں ہے ہم میں سے وہ شخص کہ نہ تعظیم کرے بڑے کی اور نہ رحم کرے چھوٹے پر۔

(۲) عن ابی امامۃ رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم البرکۃ فی اکابرنا

(۲) حضرت ابی امامہ رض راوی ہیں حضور نے فرمایا برکت ہمارے بڑوں میں ہے یعنی جو شخص کہ ہمارے

اس جذبہ کے ماتحت بہت سے مکروہ طریقے اختیار کیے جاتے ہیں اگر دولتمند اشخاص نادار اہلِ قرابت کے ساتھ کوئی سلوک بھی کرنا چاہتے ہیں تو اس کی تہہ میں یہی غرض رہتی ہے کہ اُس کی سشہ رگ پر ایسا وار کیا جائے کہ کسی وقت یہ غریب اپنے جائز حقوق کا طالب ہی نہ ہو سکے قرآن حکیم یا سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ قرابت کے جو حقوق مقرر فرمائے اور اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کی جو بہتر تعلیم دی اُن سے ہم مسلمان دور رہیں ورنہ اہلِ قرابت اور اہلِ خاندان ہی اسلام کا ایک اہم جزو ہیں اگر اس جز کی حالت صحیح ہو اور حسنِ سلوک کے ساتھ یہ معاشرتی نظام باقی ہو تو سمجھ لیجیے کہ مجموعی حیثیت سے اس کا ساری قوم پر کیا اثر ہو گا۔ اس عنوان پر ارشادات باری تعالےٰ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البرمن اٰمن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتٰب والنبیین واتی المال علےٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل الےٰ آخر الایۃ (بقرہ)	(۱) نیکی یہ نہیں ہے کہ تم مشرق ومغرب کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی تو اُن کی ہے جو اللہ اور آخرت اور فرشتوں اور کتاب اور انبیا پر ایمان لائیں اور مال اللہ کی محبت میں رشتہ دار وں اور یتیموں محتاجوں مسافروں کو دیں۔
(۲) واذا حضر القسمۃ اولوا القربیٰ والیتامیٰ والمساکین فارزقوھم منہ وقولوا لھم قولاً معروفا (سورہ نساء)	اور جب تقسیم (ترکہ) کے وقت (دور کے) رشتہ دار اور یتیم بچے اور مساکین آموجود ہوں تو اس میں سے اُن کو بھی کچھ دیدیا کرو اور اُن کو نرمی سے سمجھا دیا کرو۔
(۳) وات ذا القربیٰ حقہ والمسکین و ابن السبیل ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین و	(اور اے پیغمبر) رشتہ دار اور غریب کو اس کا حق پہونچاتے رہو۔ اور بے جا مت اڑاؤ دولت کے بے جا اُڑانے والے شیطان کے

(۴) عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الاصحاب عند اللہ خیرھم لصاحبہ وخیر الجیران عند اللہ خیر لجارہٖ۔

(رواہ الترمذی)

(۴) حضرت عبداللہ بن عمرو رضؓ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا خدا کے نزدیک بہتر وہ دوست ہے جو اپنے دوستوں کے حق میں بہتر ثابت ہو اور خدا کے نزدیک بہتر وہ ہمسایہ ہے جو اپنے ہمسایہ کے حق میں بہتر ثابت ہو۔

یتیموں کے ساتھ سلوک

آیات و احادیث نبویہ سے یتامیٰ کے ساتھ سلوک کرنے کا درجہ معلوم ہو گیا۔ اس طرف زمانہ کے تلخ تجربوں کے بعد مسلمانوں کو احساس پیدا ہو رہا ہے کہ وہ اپنے یتامیٰ کا ہر جگہ نظام قایم کریں۔ اکثر مقامات پر یتیم خانے کھل رہے ہیں جن میں کثیر سرمایہ کی ضروریات لاحق ہوتی ہیں اگر ہر دولتمند اپنے اپنے ذمہ چند یتیموں کا خرچ لے لے تو آج ہماری قوم کے یتیم تھوڑی توجہ میں بہت کچھ کارآمد ہو سکتے ہیں۔

بعض مقامات پر دیکھا گیا کہ ان بچوں سے بھیک منگوانے کا کام لیا جاتا ہے اور چھوٹی سی چھوٹی عمر کی رسوم میں بھیجکر اُن کی ذہنیت کو کمزور اور خراب کیا جاتا ہے یہ طریقہ صلاح طلب ہے

احادیث

(۱) عن ابی امامۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احسن الیٰ یتیمۃ او یتیم عندہٗ کنت انا وھو فی الجنۃ کھاتین وقرن بین اصبعیہ۔

(ترمذی)

(۱) حضرت ابی امامہ رضؓ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا جس نے یتیم لڑکی یا یتیم کے ساتھ سلوک کیا تو میں اور وہ شخص قیامت میں اس طرح ملے ہوئے ہوں گے جیسے میری یہ دو انگلیاں۔

(۲) عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر بیت المسلمین بیت فیہ یتیم یحسن الیہ وشر بیت

حضرت ابوہریرہ رضؓ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا مسلمانوں کے گھر میں بہتر مکان وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ سلوک کیا جائے اور

فمن لم یرحم صغیرنا ویجل کبیرنا فلیس منا (رواہ الطبرانی)

چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

(۳) عن انس رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما اکرم شاب شیخا من اجل سنہ الا قیض اللہ لہ عند کبر سنہ من یکرمہ۔ (رواہ الترمذی)

(۳) حضرت انسؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا جس جوان نے بوڑھے کی اُس کے سن کی وجہ سے عزت کی خدا اُس کے بڑھاپے کے وقت ضرور ایسا شخص مقرر کردے گا جو اُس کی عزت کرے۔

(۴) من اکرم اخاہ المومن فکانما اکرم اللہ (احیاء العلوم)

(۴) جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کی اُس نے گویا اللہ کی عزت کی۔

پڑوسی کے حقوق

(۱) عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واللہ لا یؤمن واللہ لا یومن قیل من یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال الذی لا یامن جارہ بوائقہ (متفق علیہ)

(۱) حضرت ابی ہریرہ رض راوی ہیں حضور نے فرمایا قسم ہے ایمان نہیں لاتا قسم ہے اللہ کی ایمان نہیں لاتا۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ کون فرمایا وہ کہ جسکی بُرائیوں سے اُس کا پڑوسی امن میں نہو۔

(۲) عن انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ من لا یامن جارہ بوائقہ (رواہ مسلم)

(۲) حضرت انس راوی ہیں حضور نے فرمایا وہ شخص جنت میں نہیں داخل ہوگا جس کے پڑوسی بُرائیوں سے امن میں نہ ہوں۔

(۳) عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لیس المومن الذی یشبع وجارہ جائع (شعب الایمان)

(۳) حضرت ابن عباس رض راوی ہیں حضور نے فرمایا جو شخص خود پیٹ بھر کر کھائے اور اُس کا پڑوسی بھوکا رہے تو وہ کامل الایمان نہیں۔

ہے غربا کے لیئے۔

دوسرے کے لیئے وہی پسند کرو جو اپنے لیئے تجویز کرو

(۱) عن انس رضؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہٖ لا یؤمن عبد حتے یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔

(متفق علیہ)

(۱) حضرت انس رضؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا خدا کی قسم نہیں ایمان لاتا کوئی جب تک اپنے بھائی کے لیئے وہی چیز دوست نہ رکھے جو اپنے لیئے دوست رکھتا ہے۔

اس حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح ایک شخص اپنے آپ کو بلا و مصیبت سے بچاتا اور جو بہتری اپنے لیئے چاہتا ہے وہی دوسرے کے لیئے چاہے۔ یہ وہ چیز ہے جو فی زمانہ ناممکن سمجھی جاتی ہے حالانکہ حضور انور کی تمام حیات شریفہ عمل صالح کا بہترین نمونہ تھی اور آپ نے اپنی سیرتِ پاک کو ظاہر فرما کر دنیا کے لیئے نظامِ عمل پیش فرمایا جب تک مسلمان اپنے اعمال میں وہ رنگ جو خدا کے رسول نے فرمایا پیدا نہ کریں گے کامیاب نہیں ہوسکتے۔ (مولف)

غیبت کی ممانعت پیٹھ پیچھے بُرا کہنا داخلِ زندگی کر لیا گیا ہے جس کے بغیر کام ہی نہیں چلتا قرآنِ کریم و احادیثِ نبویہ میں سختی سے اس کی ممانعت فرمائی گئی ہے سردست سورہ حجرات کی آیت کا آخری حصہ ملاحظہ ہو۔

(آیت) ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا۔

بھلا تم کو یہ پسند ہوگا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ۔

غیبت کرنے سے جو شخص روکے اُس کا اجر و ثواب

(۱) عن اسماء بنت یزید قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذب عن لحم اخیہ بالمغیبۃ کان حقا

(۱) اسماء بنت یزید رضؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا جو شخص غائبانہ مسلمان بھائی کا گوشت کھانے سے دفع کرے خدا پر اس کا یہ حق ہے اول (دہلہ) میں اس کو آگ سے آزاد

فی المسلمین بیت فیہ یتیم یسأ الیہ۔ (رواہ ابن ماجہ)

اور بُرا گھر وہ ہی جس میں یتیم کے ساتھ بدسلوکی کی جائے۔

قلب کی سختی کا علاج

(۳) عن ابی ھریرۃؓ ان رجلا شکی الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم قسوۃ قلبہ قال امسح راس الیتیم واطعم المسکین (رواہ احمد)

(۳) حضرت ابی ہریرہ رضؓ راوی ہیں حضور کی خدمت میں دل کی سختی کی شکایت کی گئی (اس کا علاج آپ نے اس طرح تجویز کیا) یتیم کے سر پر ہاتھ پھیر اور مسکین کو کھلا۔

عیب پوشی کی تعلیم ظلم کی ممانعت

(۱) عن ابن عمرؓ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ ومن کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ ومن فرج عن مسلم کربۃ فرج اللہ عنہ کربۃ من کربات یوم القیامۃ ومن ستر مسلما سترہ اللہ یوم القیامۃ (متفق علیہ)

(۱) حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر ظلم نہ کرے اور نہ اُس کو ہلاکت میں ڈالے جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں سعی کرتا ہے خدا اُس کا حاجت روا ہوتا ہے جو شخص کسی مسلمان کے غم کو دور کرے اللہ تعالےٰ اُس کے قیامت کے غموں میں کمی کرے گا جو شخص کسی کا بدن ڈھانکے یا عیب پوشی کرے قیامت میں خدا اُس کے عیب ڈھانکے گا۔

اسلام اور غربت

کسی کو غربت کی وجہ سے ذلیل سمجھنا تعلیمات وارشاداتِ نبویہ کے مخالف ہے۔

(۱) عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بدء الاسلام غریبا سیعود کما بدأ فطوبیٰ للغرباء (رواہ مسلم)

(۱) حضرت ابو ہریرۃ راوی ہیں حضور نے فرمایا اسلام غربت سے شروع ہوا اور جیسا شروع ہوا ویسا ہی ہو جائے گا پس مبارکباد

یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثیٰ و جعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (قرآن مجید)

اے لوگو ہم نے تم کو مرد و عورت کے جوڑے سے پیدا کیا اور تمھارے کنبے قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو خدا کے نزدیک تم میں سے وہی معزز ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔

احادیث

(۱) عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المومنون کرجل واحد ان اشتکے عینہ اشتکی کلہ وان اشتکے راسہ اشتکے کلہ (رواہ مسلم)

(۱) نعمان بن بشیر راوی ہیں حضور نے فرمایا تمام مسلمان ایک ہی شخص کے حکم میں ہیں اگر آنکھ دکھتی ہے تو سارا بدن دکھتا ہے اگر سر میں درد ہو تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔

(۲) عن ابی موسیٰ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا ثم شبک بین اصابعہ (متفق علیہ)

(۲) ابی موسیٰ راوی ہیں حضور نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیئے بمنزلہ ایک مکان کے ہے مضبوط رہتے ہیں بعض اجزاء مکان بعض پر آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں داخل فرمائیں (اور اس طرح وحدت اسلامی کو سمجھایا)

(۳) عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انسابکم ھٰذہ لیست بمسبۃ علے احد کلکم بنو ادم طف الصاع بالصاع لم تملوہ لیس

(۳) عقبہ بن عامر رضی راوی ہیں حضور نے فرمایا یہ تمھارے نسب اس لیئے نہیں ہیں کہ ان کی وجہ سے دوسروں کو برا کہا جائے تم سب آدم کی اولاد ہو برابر ایک صاع کے نہیں بھرتے

علی اللہ ان یعتقہ من النار (رواہ البیہقی)

بجائے غیبت کے اصلاح کی کوشش کرو

(۱) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احدکم مراۃ اخیہ فان رای بہ اذی فلیمط عنہ (رواہ الترمذی)

کر دے۔

(۱) حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور نے فرمایا تم میں کا ہر شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہے اگر اُس میں کوئی بُرائی دیکھے تو ضروری ہے کہ اُس کو دور کرے۔

وحدتِ اسلامی

اسلام کے ظہور سے قبل اعلیٰ و ادنیٰ کے امتیازات نے شیرازۂ عالم منتشر کر رکھا تھا اور اقوامِ زمانہ میں ایک ایسی خلیج حائل تھی جس کا دور ہونا ناممکن سمجھا جاتا تھا اسلام نے اپنی فطری تعلیمات سے ان فتنوں کا انسداد کیا اور اعلان کر دیا

"اولادِ آدم بحیثیت انسان مساوی ہے"

عزت و ترقی کا مدار عمل صالح پر ہے بلا امتیازِ قوم جو شخص بھی تقوہ کی دولت سے مالامال ہو وہ صاحبِ عزت ہے اسلامی برادری اور متحدہ قومیت کے نظام میں شاہ و گدا ایک ہیں۔ ایک مسلمان کسی ملک کا باشندہ ہو دُنیائے اسلامی کا رکن ہے اسود و احمر کے ساتھ اُس کے حقوق قائم ہیں بر رشتۂ اخوت و مساوات کی اس تعلیم نے کرۂ ارضی میں ایک انقلاب عظیم برپا کر دیا پست ذلیل اسلام کی آغوش میں آ کر ذی عزت ہو گئے۔ جو محکوم و غلام تھے اُن کے سروں پر حکومت و سلطنت کے تاج رکھدیئے گئے۔

مسلمان وحدتِ اسلامی کے مقصدِ شریف کو لیکر جہاں گئے دنیا کی ہر ملت نے گرمجوشی سے اُن کا استقبال کیا مسلمانوں کی اس عملی زندگی اور اصولِ مساوات نے تھوڑے عرصہ ہی میں قلبِ ماہیت کر دیا جب تک مسلمان اپنے اس زبردست طریقہ کے عملاً پابند رہے کامیابی و کامرانی اُن کے ساتھ رہی جس دن سے انھوں نے نسبی و نسلی اعزاز پر فخر کرنا شروع کیا نکبت و ادبار نے اُنھیں گھیر لیا آج اگر پھر اسی رنگ پر لوٹ آئیں تو گزشتہ ترقیاں واپس آسکتی ہیں۔

خدا اعمال دیکھتا ہی (۱) عن ابی هریرة رض قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم ان الله لا ینظر الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم (رواه مسلم)	(۱) حضرت ابوہریرہ رض راوی ہیں حضور نے فرمایا خدا تمھاری صورتوں اور مال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمھارے قلوب اور اعمال کو دیکھتا ہی۔
شفقت و مہربانی (۱) عن جریر بن عبد الله قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم لا یرحم الله من لا یرحم الناس۔ (رواه البخاری ومسلم)	(۱) حضرت جریر بن عبداللہ راوی ہیں حضور نے فرمایا جو شخص لوگوں پر مہربانی نہیں کرتا خدا اُس پر مہربانی نہیں کرتا۔
(۲) عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم الراحمون یرحمهم الرحمٰن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (رواه ابوداؤد)	(۲) حضرت عبداللہ بن عمر راوی ہیں حضور نے فرمایا مہربانی کرنے والوں پر خدائے رحمٰن مہربانی کرتا ہی تم زمین والوں پر مہربانی کرو آسمان والا تم پر مہربانی کرے گا۔
(۱) **اتحاد و اتفاق بین المسلمین** عن ابی الدرداء قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم الا اخبرکم بافضل من درجة القیام والصدقة والصلوٰة قال قلنا بلٰی قال اصلاح ذات البین هی الحالقة (رواه ابوداؤد والترمذی)	(۱) ابی درداء راوی ہیں حضور نے فرمایا کیا میں تمہیں اُس عمل کی خبر نہ دوں جو روزہ اور صدقہ و نماز کے درجہ سے افضل ہو صحابہ نے عرض کیا ہاں فرمایئے ارشاد ہوا دو شخصوں کے درمیان صلح کرا دینی۔ اور فساد ڈالنا درمیان دو شخصوں کے وہ ہی مونڈنے والا (یعنی دین میں خلل ڈالنے والا)

(۲) کنز العمال میں حضور کا حسب ذیل ارشاد موجود ہی

یا ابا ایوب الا ادلك علٰی صدقة یرضی الله	ای ابا ایوب کیا میں تمہیں ایسے صدقہ کی طرف

لاحد علےٰ احد فضل الا بدین وتقویٰ
الی آخر (رواہ احمد والبیہقی)

تم اس ساع کو کسی کے واسطے۔
نہیں ہی بزرگی مگر دین اور تقوے کے ساتھ

(۳) لا فضل لعربی علےٰ عجمی ولا لاحمر علےٰ اسود وکلکم من آدم وآدم من تراب (عقد الفرید)

(۳) کسی عربی کو عجمی پر فوقیت نہیں اور نہ گورے کو کالے پر تم سب اولاد آدم ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے۔

(۴) عن جبیر بن مطعم ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لیس منا من دعا الیٰ عصبیۃ ولیس منا من قاتل عصبیۃ ولیس منا من مات علےٰ عصبیۃ۔ (رواہ ابوداؤد)

(۴) جبیر بن مطعم راوی ہیں حضور نے فرمایا جو شخص لوگوں کو عصبیت کی طرف بلائے اور جو بسبب عصبیت کے قتل کرے یا عصبیت پر مرے وہ ہم میں سے نہیں ہے (یہ الفاظ تین بار یہ جملے کے بعد فرمائے)

مفاخرت کی ممانعت اس زمانہ میں اکثر لوگ محض آبا و اجداد کے مناقب وفضائل پڑھ کر ہی طبیعتوں کو خوش کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے اسلاف کے کارناموں نے دنیا سے خراجِ تحسین حاصل کیا لیکن اُن کی حیات کا مطالعہ کر کر ہمیں اپنی حالت درست کرنی چاہیئے ورنہ اپنی بے عمل زندگی سے ہم اپنے بزرگوں کی روح کو ہرگز خوش نہیں کر سکتے صرف نسب کی وجہ سے دوسروں کو ذلیل سمجھنا اونچ نیچ کی لعنت میں مبتلا ہونا جہالت ہے اسلام اس چیز کو مٹانے آیا تھا۔

احادیث

(۱) عن عیاض المجاشعی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ اوحی الی ان تواضعوا حتی لا یفخر احد علے احد ولا یبغی احد علی احد (رواہ مسلم)

(۱) عیاض المجاشعی راوی ہیں حضور نے فرمایا خدا نے میری طرف وحی کی کہ فروتنی کرو یہاں تک کہ نہ فخر کرے کوئی کسی پر اور نہ ظلم کرے کسی پر۔

یوما وابغض بغیضك ھونا عسیٰ ان یکون حبیبك یوما (ادب مفرد)

دشمن سے بغض میں نرمی کرو ممکن ہے کسی دن وہ تمہارا دوست ہو جائے۔

منافقت کی دوستی و ملاقات یہ زمانہ جس قسم کی سیاست کا ہے اس پر نقد و تبصرہ کی حاجت نہیں ہے کون نہیں جانتا کہ ہم اپنی اغراض کے لیئے رسمی دوستی و ملاقات میں کیسی کیسی سیاست برتتے ہیں متضاد و مختلف عناصر کو خوش رکھنے والے احباب اپنی زندگی کے لیئے اس اصول کو زریں اصول قرار دیتے ہیں کہ ایک سے ایک ڈھنگ کی باتیں اور دوسرے سے دوسری تاکہ ہر فریق پر ہمارا اثر و رسوخ قایم رہے حالانکہ اس قسم کی دوستی کا راز قلیل عرصہ میں فاش ہو جاتا ہے اس سلسلہ میں حضور انور کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجدون شر الناس یوم القیامۃ ذالوجہین الذی یاتی ھؤلاء بوجہ وھؤلاء بوجہ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابودرداء راوی ہیں حضور نے فرمایا قیامت کے دن بدترین انسان وہ ہوگا جو دو رویہ ہے ایک جماعت کے پاس ایک طریق سے آتا ہے اور دوسری جماعت کے پاس دوسرے طریقہ سے۔ ذالوجہین سے مراد وہ منافق ہے جو اپنی منافقت سے سب میں شریک ہونا چاہے۔ (مولف)

اس ایک حدیث نے ہماری معاشرت و تعلقات و محبت کے کتنے گوشوں پر روشنی ڈالدی اور ان بے اصولوں کی حیات پر کتنا زبردست تازیانہ لگا دیا جن کا مجلسی و جماعتی نظام میں کوئی مسلک و اصول نہیں ہے خدا ہمیں با اصول زندگی اور مضبوط رائے کی توفیق عطا فرمائے۔

بہتر مسلمان کی علامتیں (۱) عن ابی ھریرۃ رضی قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی راوی ہیں لوگ بیٹھے ہوئے تھے حضور پاک کھڑے ہو گئے اور

ورسوله موضعها تصلح بين الناس اذا تفاسدوا وتقرب بينهم اذا تباعدوا
(کنز العمال)

رہبری نہ کروں جو اللہ اور اس کے رسول کو راضی کر دے (وہ یہ ہے کہ) جب لوگوں میں فساد پھیل جائے تو تم ان کی اصلاح کر دو اور جب وہ دور ہو جائیں تو ان کو قریب کر دو

الحب فی اللہ کسی سے محبت کی جائے تو اس کی غرض یہی رہے کہ خدا راضی ہو آجکل کی سیاسی محبت نہیں جو اپنے اغراض کے لیے کی جائے اور ضروریات پوری ہونے کے بعد ساری عمر کا تعلق ختم کر دیا جائے۔

(۱) عن عبد اللہ بن عمرؓ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من احب اخا للہ فی اللہ قال انی احبک للہ فدخلا جمیعا الجنۃ کان الذی احب فی اللہ ارفع درجۃ لحبہ علی الذی احبہ (ادب مفرد)

(۱) عبد اللہ بن عمرؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا جو شخص (اپنے مسلمان) بھائی سے للہ فی اللہ محبت کرے اور اس سے کہے کہ میں تجھے خدا کے لئے محبت کرتا ہوں تو یہ دونوں شخص جنت میں داخل ہوں گے اس لیے کہ خدا کے واسطے محبت کی تھی۔ محبت کے سبب اپنے دوست سے درجہ میں بلند ہوگا

(۲) حضرت ابوذر سے جو حدیث مروی ہے اس کا ایک حصہ یہ ہے۔

احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ (مشکوۃ المصابیح)

اعمال میں سب سے زیادہ محبوب عمل خدا کے نزدیک حب فی اللہ و بغض فی اللہ ہے

حضور مولائے کائنات کا وعظ تعلقات میں اعتدال رکھو

(۱) عن علیؓ یقول لابن الکواء هل تدری ما قال الاول احبب حبیبک هونا عسیٰ ان یکون بغیضک

(۱) حضرت مولا علیؓ نے ابن کوا سے فرمایا جانتے ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ دوست سے اعتدال کے ساتھ دوستی رکھو شاید وہ کسی دن تمھارا دشمن ہو جائے اور اپنے

الضغائن۔ (مشکوٰۃ)

کینہ کو دور کرتا ہے۔

نرمی (۱) عن عائشۃ رض عنہا ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ رفیق یحب الرفق ویعطی علی الرفق مالا یعطی علی العنف ومالا یعطی علیٰ ماسواہ (رواہ مسلم)

(۱) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں حضور نے فرمایا اللہ مہربان ہے اور مہربانی کو دوست رکھتا ہے اور نرمی کرنے سے وہ چیز دیتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا اور نہیں دیتا ماسوا نرمی کے۔

(۲) عن جریر عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال من یحرم الرفق یحرم الخیر (رواہ مسلم)

(۲) حضرت جریر سے مروی ہے حضور نے فرمایا جو شخص نرمی سے محروم ہے وہ نیکی سے محروم ہے

حُسنِ اخلاق (۱) عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان من احبکم الیّ احسنکم اخلاقا۔ (رواہ البخاری)

(۱) عبد اللہ بن عمرو راوی ہیں حضور نے فرمایا تم میں مجھے وہی شخص سب سے زیادہ محبوب ہے جو بہترین ہو خلق کے اعتبار سے

(۲) یہی حضرت عبد اللہ بن عمرو دوسری حدیث یوں نقل فرماتے ہیں۔

ان من خیارکم احسنکم اخلاقاً (متفق علیہ)

(۲) تم میں وہی بہترین ہیں جو اپنے اخلاق میں بہتر ہوں۔

(۳) عن ابی الدرداء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اثقل شیٔ یوضع فی میزان المومن یوم القیامۃ خلق حسن وان اللہ یبغض الفاحش البذی (رواہ الترمذی)

(۳) حضرت ابی درداء راوی ہیں حضور نے فرمایا قیامت کے دن میزان میں سب سے زیادہ جو بھاری شیٔ رکھی جائے گی وہ خُلقِ حسن ہے بے شک خدا فحش گو اور بدگو کو دشمن رکھتا ہے

گالی گلوچ کی ممانعت سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر (متفق علیہ)

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اُس کا مارنا قتل کرنا کفر ہے۔

وقف علی ناس جلوس فقال الا اخبرکم بخیرکم من شرکم قال فسکتوا فقال ذلک ثلث مرات فقال رجل بلی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنا بخیرنا من شرنا فقال خیرکم من یرجی خیرہ ویومن شرہ وشرکم من لا یرجی خیرہ ولا یومن شرہ (رواہ الترمذی)

فرمایا بروں میں سے بہترین شخص کو نہ بتاؤں صحابہ خاموش ہو گئے حضرت نے ۳ بار یہی جملے فرمائے تب ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو بروں میں سب سے بہتر ہو اسے بتایئے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس سے لوگ بھلائی کی اُمید رکھتے ہوں اور جس کی بدی سے محفوظ رہتے ہوں۔ بدترین وہ ہے جس سے بھلائی کی اُمید نہ کی جائے اور اُس کی بدی سے لوگ امن میں نہ رہتے ہوں۔

(۲) عن ابی ھریرۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المؤمن مالف ولا خیر فیمن لا یالف ولا یولف (رواہ احمد والبیہقی)

(۲) حضرت ابوہریرہ رض راوی ہیں حضور نے فرمایا مومن محل ہے الفت و محبت کا اُس شخص کے لیے بھلائی نہیں ہے جو الفت نہیں کرتا یا وہ جس پر الفت نہیں کی جاتی

کسی کو دے کر احسان نہ جتاؤ

(۳) عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ منان ولا عاق ولا مدمن خمر (رواہ النسائی)

(۳) عبد اللہ بن عمرو راوی ہیں حضور نے فرمایا جنت میں کسی کو کچھ دے کر احسان جتانے والا داخل نہ ہوگا اور نہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا اور نہ ہمیشہ شراب پینے والا۔

تعلقات بڑھانے کا مستحسن طریقہ

(۴) عن عائشہ رض قالت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تھادوا وتحابوا فان الھدیۃ تذھب

(۴) حضرت عائشہ رض راوی ہیں حضور نے فرمایا آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیتے رہو تاکہ باہم الفت و محبت پیدا ہو۔ ہدیہ بغض نہ

(١) عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب۔ (رواہ ابوداؤد)

(١) حضرت ابی ہریرہ رضؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا حسد سے بچو اس لیئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا لیتا ہی جیسے لکڑی کو آگ

دوسری جگہ بخاری میں ہی حضور نے فرمایا

ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا وفی روایۃ ولا تنافسوا (متفق علیہ)

نہ تو آپس میں حسد کرو اور نہ بغض رکھو اور نہ غیبت کرو تم اللہ کے بندے آپس میں بھائی ہو۔

غصہ پینا بڑی بہادری ہی

(١) عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس الشدید بالصرعۃ انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب۔ (متفق علیہ)

(١) حضرت ابی ہریرہ رضؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا پہلوان وہ نہیں ہی جو لوگوں کو پچھاڑ دے بلکہ حقیقت میں پہلوان وہ ہی جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو پائے۔

(٢) عن بھز بن حکیم عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الغضب لیفسد الایمان کما یفسد الصبر العسل

(٢) بہز بن حکیم اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں حضور نے فرمایا غصہ ایمان کو اسی طرح فاسد کر دیتا ہی جس طرح ایلوا شہد کو

حضرت سیدنا عمر بن خطابؓ کا وعظ غصہ کی مذمت میں،

(٣) عن عمرؓ قال وھو علی المنبر یاایھا الناس تواضعوا فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تواضع للہ رفعہ اللہ فھو فی

(٣) حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو تواضع کرو میں نے حضور سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جس نے لوگوں کی تواضع خدا واسطے کی تو اللہ اُس کا مرتبہ بلند کرتا ہی وہ اپنی نظروں میں حقیر ہی اور لوگوں کی

حضور انور روحی الفداء کا وعظ (۱) عیب تلاش کرنے سے بچو

عن ابن عمرؓ قال صعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المنبر فنادی بصوت رفیع فقال یامعشر من اسلم بلسانہ ولم یفض الایمان الیٰ قلبہ لا تؤذوا المسلمین ولا تعیروھم ولا تتبعوا عوراتھم فانہ من یتبع عورۃ اخیہ المسلم یتبع اللہ عورتہ ومن یتبع اللہ عورتہ یفضحہ ولو فی جوف رحلہ (رواہ الترمذی)

(۱) حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور بلند آواز سے لوگوں کو پکارا اور فرمایا اے گروہ جو اسلام لایا اپنی زبان سے حالانکہ نہیں پہنچا ہے (کمال) ایمان قلوب کی طرف۔ نہ ایذا دو تم مسلمانوں کو اور نہ ان کو عار دلاؤ (یعنی طعن نہ کرو) اور نہ ان کے عیب تلاش کرو جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب ڈھونڈے گا اللہ اس کے عیب ڈھونڈے گا جس کے عیب خدا ڈھونڈے گا اس کو رسوا کریگا اگرچہ وہ شخص اپنے گھر ہی میں کیوں نہ ہو۔

مسلمان کا مذاق نہ اڑاؤ

(۱) لا تمار اخاک ولا تمازحہ ولا تعدہ موعدًا فتخلفہ (عن ابن عباس مشکوٰۃ المصابیح)

(۱) حضور نے فرمایا اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے نہ شک کرو اور نہ اس کا مذاق اڑاؤ اور نہ اس سے ایسا وعدہ کرو جس کا خلاف کرو۔

جو بات آپس میں پھوٹ پیدا کردے اس سے بچو

(۱) عن ابی ھریرۃؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم وسوء ذات البین فانھا الحالقۃ (رواہ الترمذی)

(۱) حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نے ارشاد فرمایا دو آدمیوں کے درمیان برائی ڈلوانے سے بچو کیونکہ یہ چیز دین تباہ ہی ڈلوانے والی ہے۔

حسد کی ممانعت

کسی کی عزت اور ترقی کو دیکھ کر حسد کرنا یا دوسرے کو گرا کر خود اس کی جگہ پہنچنے کی مذموم کوشش کرنا ممنوع ہے۔ حسد کرنے سے انسان کی نیکیاں بھی ضائع ہو جاتی ہیں۔

چرائیں اسی طرح نبوت کے بعد بھی بکریوں کا دودھ دوہا کرتے۔

احادیث

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :-

(۱) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخصف نعلہ ویخیط ثوبہ ویعمل فی بیتہ کما یعمل احدکم فی بیتہ (رواہ الترمذی)

(۱) حضور پاک اپنے دست مبارک سے جوتی درست فرماتے اور اپنا کپڑا سیتے اور اپنے گھر میں تمام کام اسی طرح کرتے جس طرح تم کرتے ہو۔

(۲) جب خدمتِ قومی کا وقت آتا سب سے پہلے خود ہر کام کو تیار ہوتے غزوۂ خندق میں کھائی کھودنے میں آپنے صحابہ کا ساتھ دیا یہاں تک کہ آپکا صدرِ مبارک گرد آلود ہو گیا (رواہ البخاری)

(۳) بخاری و ترمذی میں ہے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی سے پوچھا گیا حضرت کا بستر شریف کس چیز کا تھا آپ نے فرمایا ادھوڑی کا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

اس سلسلہ میں احادیث شریفہ بکثرت ملتی ہیں جن سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت سید الرسل ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابِ کبار کی حیات سادگی کا مرقع تھی اور ان نفوس قدسیہ نے اپنے اس جوہرِ سادگی کے ساتھ دنیا کو مسخر فرمایا بلاشبہ اس دورِ ابتلا میں مسلمانوں کی کامیابی کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ وہ اپنے تمام اعمالِ زندگی اور طریقۂ معاشرت کو سادہ بنائیں۔ کیا ہماری روزمرہ کی زندگی پر لاکھوں روپیہ بیکار صرف نہیں ہوتا۔ پھر شادی و بیاہ غمی و موت کی رسوم مہلکہ میں مالی بربادیاں نہیں ہوتیں۔ جب تک ان ضروریات کو کم سے کم نہ کیا جائے گا مسلمانوں کی اقتصادی و مالی مصیبتوں کا علاج نہیں ہو سکتا۔

سچائی صدقِ مقال کے عنوان میں اسلام کی تعلیمات ایک ضخیم کتاب کی محتاج ہیں اور یہی وہ زبردست اصول تھا جسے اختیار کرنے کے بعد مسلمان دنیا میں ممتاز ہوئے دین و دنیا کا

نفسہ صغیر وفی اعین الناس عظیم ومن تکبر وضعه الله فهو فی اعین الناس صغیر وفی نفسه کبیر حتی لهو اهون علیهم من کلب او خنزیر۔

گناہوں میں بزرگ ہے جو شخص تکبر کرتا ہے تو خدا اُس کی عزت کو پست کر دیتا ہے وہ لوگوں کی آنکھوں میں حقیر اور اپنی نظروں میں بڑا ہے وہ کتّے اور سور سے بھی زیادہ خوار ہے۔

عیادتِ مریض

(۱) عن ابی هریرة رض ان النبی صلی الله علیه وسلم قال اذا عاد المسلم اخاه او زاره قال الله تعالیٰ طبت وطاب ممشاك وتبوأت من الجنة منزلا (ترمذی)

(۱) حضرت ابی ہریرہ رض راوی ہیں حضور نے فرمایا جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کی عیادت کرتا یا اُسے دیکھنے کے لیئے جاتا ہے تو خدا فرماتا ہے اچھی ہوئی زندگانی تیری اور خوش ہوا چلنا تیرا اور لے لی بہشت میں تو نے ایک بڑی جگہ۔

خلفِ وعدہ

(۱) عن ابن عباس رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تمار اخاك ولا تمازحه ولا تعده موعدا فتخلفه۔ (ادب مفرد)

(۱) حضرت ابن عباس راوی ہیں حضور نے فرمایا (اپنے مسلمان) بھائی کی طرف سے شک نہ کرو نہ اُس کا مذاق اُڑاؤ اور نہ اُس سے ایسا وعدہ کرو جس کا خلاف کرو۔

(۲) اصدقوا اذا حدثتم واوفوا اذا وعدتم وادوا اذا ائتمنتم واحفظوا فروجکم وغضوا ابصارکم وکفوا ایدیکم (مشکوۃ)

(۲) جب بات کہو تو سچ بولو وعدہ کرو تو پورا کرو امانت رکھی جائے تو ادا کرو شرمگاہوں کی حفاظت کرو نگاہیں نیچی رکھو اپنے ہاتھ کو تکلیف دینے سے روکو۔

اسلام اور سادگی

اسلام نے اپنے متبعین کو ایک ایسی معاشرت سکھائی جسے امیر و غریب بہ آسانی اختیار کر سکتا ہے شادی و غمی زندگی کے تمام حصوں میں سادگی کو لازم کر دیا خود حضرت ختمِ رسالت روحی الفدا کی حیاتِ طیبہ سادگی کا نمونہ ہے۔

آپ بہ نفسِ نفیس تمام کام اپنے دستِ مبارک سے انجام دیتے جس طرح بچپن میں بکریاں

حکومت و سلطنت کے اسلامی اصول یا اس کا نظام العمل

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں روحانی و مذہبی ہدایت کے احکام بھی ہیں اور سرداری و حکومت بھی کیونکہ انسان کے معاملات و مصالح کی جن بنیادی چیزوں کو اس نے پیش کیا اُن کو اُسی وقت پوری طرح عمل میں لایا جاسکتا ہے جبکہ قوت و حکومت حاصل ہو تاکہ عدل و انصاف کے ساتھ اُن قوانین کو نافذ کیا جاسکے، اِس عنوان کے ماتحت چند اُصولی چیزوں کو پیش نظر رکھنا چاہیئے اسلام میں حکومت کا پہلا نظریہ یہ ہے کہ حکومت کو شخصی اختیارات یا توریث سے نکال کر قوم اور جمہور کے ہاتھ میں دیدیا گیا اس طرح جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی گئی اس جماعت کے صدر کو خلیفہ۔ امام۔ امیر سلطان۔ بادشاہ کہتے ہیں امیر و خلیفہ کے عزل و نصب کا اختیار کلی جمہور کو عطا کیا گیا۔

چنانچہ قرآن کریم اس باب میں صاف طور پر فرماتا ہے

وامرھم شوریٰ بینھم	اُن کا معاملہ آپس میں مشورے پر ہے۔
وشاورھم فی الامر	مسلمانوں سے مشورہ کیا کیجیے۔

اسلام نے انسانی مساوات کے ماتحت ہر مسلمان کو امیر و سلطان سے مواخذہ و مطالبہ کا حق دیا۔

عام لوگوں کے علاوہ ایک جماعت ارباب حل و عقد کی قایم فرمائی جو دقائق و حقائق پر عمیق نظر رکھتی تھی جس کی بصیرت و معلومات وسیع تھیں۔ یہ جماعت مسائل حاضرہ ضروریات قومیہ پر اپنی دماغی و ذہنی قوتیں صرف کر کر تجاویز مرتب کرنے کے لیے معین ہوئی کہ بغرض منظوری و مشورہ جمہور کے سامنے پیش کرے اسلامی حکمرانی کا یہ بنیادی اصول اُس زمانہ میں مقرر کیا گیا جبکہ تمام قومیں متشددانہ سلطنتوں کے پنجہ میں گرفتار تھیں ان اصول حکمرانی کے نافذ فرمانے والے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے چنانچہ تمام سیاسی انتظامی دینی و دنیوی معاملات میں سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم بغیر مشورے کے کوئی کام نہ فرماتے تھے۔

ہر پہلو اس عنوان سے وابستہ ہی قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں شدت کے ساتھ اسکی تاکید کی گئی۔

احادیث

ترغیب ترہیب میں بروایت مسلم و بخاری مروی ہی

حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(۱) "دیکھو ہمیشہ صدق پر جمے رہو کیونکہ صدق نکوکاری کی طرف لے جاتا ہی اور نکوکاری جنت کی طرف رہبری کرتی ہی جو شخص سچائی پر قایم رہتا ہی وہ بارگاہ الٰہی میں صدیق لکھا جاتا ہی۔ خبردار جھوٹ سے بچو کیونکہ کذب بدکاری کی طرف لے جاتا ہی اور بدکاری آگ کی طرف رہبری کرتی ہی۔ اور جو شخص جھوٹا ہوتا ہی وہ بارگاہ کبریائی میں کذّاب لکھا جاتا ہی۔

سرکار ابد قرار کی حیات شریفہ صدق مقال کا زندہ نمونہ ہی اعدا کی عداوت کفار کے جبر و ظلم مشرکین مکہ کی اکثریت غرض کسی موقع پر بھی آپنے سچائی کے جوہر کو جدا نہ ہونے دیا آپ کی سچائی کا یہ عالم تھا کہ بچپن ہی میں صادق و امین کے لقب سے یاد کیئے جاتے تھے جس سے جو وعدہ فرمایا وہ پورا کیا پس ان حالات و واقعات کی روشنی میں ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ ہم اپنی اصلاح کریں۔

افسوس کے ساتھ کہا جاسکتا ہی کہ آج کل ہماری زندگی میں کذب بیانی غلط گوئی داخل ہوگئی ہی جب تک مسلمان احکام قرآنی اور فرامین نبوی کے عامل رہے اُن کو نہ تو تیروں کی بوچھار نے سچائی سے ہٹایا نہ دشمنوں کی طاقت اس عظیم الشان اصول سے بعید کرسکی وہ بیچ و شرا تجارت و معاملات میں سچائی کو اختیار کرکر دنیا میں مشہور تھے آج وہی قومیں جو کل تک اس جوہر صداقت کی وجہ سے مسلمانوں کی عزت کرتی تھیں اس کے نہ ہونے کے باعث متنفر ہیں۔

يتقى به الى اخر الحديث۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

جس کی آڑ میں جنگ کی جاتی ہے اور اُسکی وجہ سے آفات سے حفاظت ہوتی ہے۔

(۳) من مات وليس فى عنقه بيعة مات ميتة جاهلية (مسلم)

(۳) جو شخص اس حالت میں مرا کہ اُس کی گردن میں امامت کا طوق نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرا

(۴) من بايع اماما فاعطاه صفقة يده وثمرة قلبه فليطعه ان استطاع الى اخر الحديث۔

(۴) جو شخص کسی امام کی بیعت کرکے خلوص قلب کے ساتھ اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں دیدے تو اُس پر لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اُس کی اطاعت کرے۔

جابر امراء وسلاطین جو خلاف شرع احکام دیں

(۱) فاذا امر بمعصية فلا سمع ولا طاعة

(۱) جب خدا کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو نہ حاکم کی بات سنی جائے نہ اُس کا حکم مانا جائے۔

(۲) افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر

(۲) سب سے بہتر جہاد یہ ہے کہ سلطان جائر کے سامنے کلمۂ حق کہے۔

(۳) اعاذك الله من امارة السفهاء قال وما امارة السفهاء قال امراء يكونون من بعدى لا يهتدون بهديى ولا يستنون بسنتى فمن صدقهم بكذبهم واعانهم على ظلمهم فاولئك ليسوا منى ولست منهم ولا يردون على حوضى ومن لم يصدقهم بكذبهم ولم يعنهم على ظلمهم فاولئك منى وانا منهم وسيردون على حوضى۔ (عن جابر بن عبد الله رواه البخاری)

(۳) کعب ابن عجرہ سے حضور پاک مخاطب ہو کر فرماتے ہیں خدا تجھے پناہ میں رکھے بے وقوف امیروں سے کعب نے عرض کیا کیا ہے امارت بے وقوفوں کی فرمایا میرے بعد ایسے امراء ہوں گے جو میرے طریقہ پر نہ چلیں گے اور میری سنت پر قایم نہ ہوں گے جو شخص اُن کی تصدیق کرے باوجود اُن کے جھوٹ کے اور ظلم میں اُن کی اعانت کرے تو یہ لوگ مجھ سے نہیں اور نہ میں اُن سے ہوں اور وہ لوگ میرے

آپ کے بعد خلفائے راشدین کا بھی یہی مسلک رہا خلیفۂ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی بیعت کے بعد منبر پر تشریف لے جا کر جو پہلی تقریر فرماتے ہیں اس کا ملخص یہ ہے:۔

"میرے سپرد تمہارے معاملات کیئے گئے ہیں حالانکہ میں تم میں سب سے بہتر نہیں ہوں اگر راہ راست پر رہوں میری مدد کرنا کج روی اختیار کروں تو مجھے صحیح راستہ پر لگا دینا"

اسی طرح حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا "تم میں سے جو شخص مجھ میں کجی دیکھے تو مجھے درست کر دے اس پر ایک بدوی چلّا اٹھا اگر تجھ میں کجی دیکھیں گے تو اپنی تلوار سے تیرے بل نکال دیں گے اس پر آپ نے خوش ہو کر فرمایا خدا کا شکر کہ اس نے مسلمانوں میں ایسے لوگ پیدا کر دیئے ہیں جو عمر کے بل اپنی تلوار سے نکال سکتے ہیں۔

خدا نے جب اپنے رسول پر شوریٰ کو ضروری قرار دیا تو دوسرے مسلمانوں پر اور بھی زیادہ لازمی ہو گیا کہ وہ اپنے کام شوریٰ سے انجام دیں۔

اسلام نے راعی ورعایا دونوں کے لیئے واضح دفعات مقرر فرما دیں۔ جہاں رعایا اور جمہور کو یہ حق دیا کہ وہ آزادی سے اپنے معاملات امیر و سلطان سے ظاہر کرے وہیں حاکم و امیر کی اطاعت و فرماں برداری کا حکم بھی دیا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ذیل کے احکام ملاحظہ ہوں:۔

احادیث

اطاعت امیر

(۱) ومن یطع الامیر فقد اطاعنی	(۱) جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔
(۲) ومن یعص الامیر فقد عصانی انما الامام جنۃ یقاتل من ورائہ و	(۲) اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی حاکم ڈھال کی جگہ ہے

احادیث

حضرت ابن عباس رضہ راوی ہیں ایک یہودی اور بشر مسلمان کے مابین نزاع ہوا یہودی نے بارگاہِ رسالت میں استغاثہ کی تجویز پیش کی بشر نے انکار کیا بالآخر دونوں حاضر ہوئے، سرکارِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکمل تحقیقات فرماکر یہودی کو بری فرما دیا۔ (تفسیر خازن)

(۲) فتح مکہ کے بعد بنی مخزوم کی ایک عورت فاطمہ بنت الاسود چوری کے جرم میں گرفتار ہوئی آپ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا یہ امر شرفائے قریش کو ناگوار ہوا انھوں نے چاہا سفارش کے ذریعے اسے بچالیں بارگاہِ رسالت میں سفارش کی کسے جرات ہو سکتی تھی یہ معاملہ عدل و انصاف احکام الٰہی کی تنفیذ کا تھا حضرت اسامہ بن زید کو آمادہ کیا گیا آپ نے اسامہ رضہ کی گفتگو سن کر خطبہ میں ارشاد فرمایا اگلی امتیں اس لئے تباہ ہوگئیں کہ جب کوئی خاندانی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور اس فعل کو کرتا تو سزا دی جاتی۔ خدا گواہ ہے اگر یہی فعل میری بیٹی فاطمہ نے کیا ہوتا تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ (رواہ البخاری)

اسلامی قانون میں اگر امیر و سلطان بھی مجرم ہو تو اسے قاضی کے یہاں سے سزا دیئے جانے کا حکم ہوگا۔

امراء کو ہدایات نبویہ (۱) عن ابی موسیٰ قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا بعث احداً من اصحابہ فی بعض امرہ قال بشروا ولا تنفروا ویسروا ولا تعسروا (متفق علیہ)

(۱) حضرت ابی موسیٰ راوی ہیں حضور جس وقت کسی کو اصحاب میں سے حکم دے کر روانہ فرماتے تو ارشاد ہوتا لوگوں کو بشارت دو انھیں ڈراؤ نہیں ان کے ساتھ آسانی کرو دشواری نہیں ڈالو۔

(۲) سلیمان بن بریدہ کی حدیث میں (جسے بخاری نے نقل کیا) مروی ہے جب کسی کو امیر بنا کر روانہ فرماتے تو ذیل کی ہدایات فرماتے غنیمت میں خیانت نہ کرنا عہد شکنی نہ کرنا ناک

حوض پرواردنہ ہوں گے جو شخص اُن امرائے وقت کے جھوٹ کی تصدیق نہ کرے اور اُن کے ظلم میں اعانت نہ کرے پس یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں اور وہ میرے حوض پر وارد ہوں گے۔

مذکورہ بالا احادیث شریفہ میں جس وضاحت سے ارشادات فرمائے گئے وہ ہمارے زمانہ کے لیئے سبق آموز ہیں۔

مسلم بن عوف ابن مالک اشجعی سے روایت ہی

(۴) خیارکم ائمتکم الذین تحبونهم و یحبونکم ویصلون علیکم و شرار ائمتکم الذین تبغضونهم ویبغضونکم و تلعنونهم و یلعنونکم الی اخر الحدیث

(۴) تمھارے بہترین حاکم وہ ہیں جنھیں تم دوست رکھو اور وہ تم کو دوست رکھیں تم ان کے لیئے دعا کرو اور وہ تمھارے لیئے۔ بدترین حاکم وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں تم اُن پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔

عدل وانصاف چونکہ عدل وانصاف قانون کی ترازو ہی اس لیئے قران حکیم اور ارشادات نبویہ میں پوری شدت کے ساتھ اس کے قوانین موجود ہیں۔

(۱) واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ یعظکم بہ (سورۂ نساء)

(۱) جب تم لوگوں کے درمیان حکم کرو تو انصاف کے ساتھ حکم کرو۔ خدا تم کو اچھی بات کی نصیحت کرتا ہی۔

(۲) وان حکمت فاحکم بینهم بالقسط ان اللہ یحب المقسطین۔

(۲) اور اگر غیر مسلم لوگوں میں فیصلہ کرے تو انصاف سے فیصلہ کر بیشک خدا انصاف کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہی

مذہبی۔ اخلاقی۔ معاشرتی۔ قومی۔ وطنی ہر قسم کے حقوق مقرر کر چکا۔

ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین ونمکن لھم فی الارض (سورہ قصص)

اور ہم چاہتے تھے کہ احسان کریں ان لوگوں پر جو کمزور سمجھے گئے تھے ملک میں اور اُن کو پیشوا بنا دیں اور اُن کو وارث کر دیں اور زمین میں جما دیں۔

قانونِ اسلام نے جس فراخدلی سے کمزوروں کو حقوق سے مالامال کیا دوسری ملت میں اُس کی مثال نہیں مل سکتی۔

اسلام میں ترقی و عروج عزت و عظمت کا دارومدار اعمال پر ہے جس طرح دیگر اعمال میں آقا و محکوم مساوی ہیں حکومت میں بھی اسلام رنگ و نسل کے امتیازات مٹاتا ہے۔

سرکار عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت

(۱) عن اُمِّ سلمۃ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول فی مرضہ الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم (رواہ احمد وابوداؤد)

(۱) حضرت ام سلمہؓ راوی ہیں حضورؐ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا اے لوگو نماز کی پوری پوری حفاظت کرنا اور لونڈی غلاموں کے حقوق کی رعایت کرنا اور اُن کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے پیش آتے رہنا۔

غلاموں کے معاشرتی حقوق اور مساوات کی تعلیم

(۱) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا صنع لاحدکم خادمہ طعامہ فلیقعدہ معہ فلیاکل فان کان الطعام مشفوھا قلیلا فلیضع فی یدہ منہ اکلۃ او اکلتین (رواہ مسلم)

(۱) حضرت ابوہریرہ رضؓ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا جب تمہارا خادم کھانا تیار کر کے لائے درانحالیکہ اُس نے آگ کے سامنے بیٹھ کر آگ کی گرمی اور دھوئیں کی تکلیف اُٹھائی اُسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاؤ اگر کھانا کم ہو تو اُس میں سے خدمتگار کے ہاتھ پر ایک یا ۲ لقمے ہی رکھ دو۔

کان نہ کاٹنا۔ بچوں عورتوں کو قتل نہ کرنا۔ جب مقابلہ کا وقت آئے تو پہلے دعوتِ اسلام دینا اگر قبول کریں تو اُن کے اسلام کو تسلیم کرنا اور انھیں ایذا نہ دینا۔ اگر انکار کریں تو اُن سے کہنا کہ مہاجرین کے ہمراہ ہجرت کر جاؤ اور جو مال دوسروں کے لیے ہی تم بھی مستحق ہوگے اگر اس سے بھی انکار کریں تو پھر جو خدا کا حکم ہی جاری کرنا (رواہ مسلم)

(۳) عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتہ الی آخر الحدیث (رواہ البخاری ومسلم)

(۳) حضرت عبد اللہ بن عمر راوی ہیں حضور نے فرمایا خبردار ہوجاؤ تم سب رعیت کے نگہبان ہو اور تم سب سے رعیت کے بارہ میں سوال کیا جائے گا۔

(۴) عن معقل بن یسار قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من وال یلی رعیۃ من المسلمین فیموت وھو غاش لھم الا حرم اللہ علیہ الجنۃ (متفق علیہ)

(۴) معقل بن یسار راوی ہیں میں نے حضور کو فرماتے ہوئے سنا کوئی سردار مسلمانوں کی سرداری کرتا ہو در انحالیکہ خیانت کرتا ہوا مرجائے اللہ اُس پر بہشت حرام کر دے گا۔

(۵) ان شر الرعاء الحطمہ (رواہ مسلم)

(۵) بدترین سردار وہ ہی جو ظالم ہو۔

کمزوروں کے ساتھ تعلقات اور اُن کے حقوق

یہ عنوان تفصیل کا محتاج تھا لیکن رسالہ تخیل سے بہت زائد ضخیم ہوچکا ہی اس لیے مختصر اعنوان پر اسلامی حیثیت سے بحث کریں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر قوت والا اپنے سے کمزور کو قابو میں کرنے کے لیے طاقت کا استعمال کرتا ہو کمزوروں کی حمایت کے پردہ میں اپنے اغراض حاصل کیے جاتے ہیں اسلام کا نظریہ اس سلسلہ میں بھی اتنا بلند ہی کہ اگر آج اُس پر عمل کیا جائے تو دنیا سے فتنہ وفساد ختم ہوسکتا ہی۔

جن کمزوروں کو دُنیا کی کسی ملت نے اپنے دامن میں جگہ نہ دی اسلام اُن کے لیے

نعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔

لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

(۲) وقاتلوھم حتیٰ لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ فان انتھوا فان اللہ بما یعملون بصیر

(۲) کافروں سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ موقوف ہوجائے اور دین کا معاملہ سراسر اللہ ہی کیلئے ہوجائے اگر وہ باز آجائیں تو اللہ اُن کے کاموں کو اچھی طرح دیکھتا ہے۔

آج کل امن کے نام پر جس قسم کے جذبات کارفرما ہیں اُن سے ہر شخص جسے تھوڑی بصیرت بھی حاصل ہو واقف ہے اسلام ان تمام آلائشوں سے پاک وصاف ہے اُسنے یا تو مدافعت کے لیے جنگ کا حکم دیا یا عدل وانصاف کی ترویج اور قیام امن کی خاطر میدان جنگ میں آنے کی اجازت دی اور وہ بھی اس طرح کہ محکوم اقوام کو بام ترقی پر پہونچانے کے لیئے تمام اسباب فراہم کردیئے جبر وظلم کو قطعاً روک دیا۔ عورتوں۔ بوڑھوں۔ مذہبی پیشواؤں کی جان ومال اور مذاہب کے احترام کو باقی رکھنے کی سخت تاکید فرمائی۔

اس سلسلہ میں اگر قرآن کریم اور احادیث نبویہ یا تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے دور حکومت میں مفتوحہ ممالک کے ساتھ کیسی کیسی رعایتیں کیں مستامن اور ذمیوں کو عدالتی اور شہری احکام میں مساوی حقوق دیئے مسلمانوں پر اُن کی حمایت ضروری ٹھہرائی حتےٰ کہ اگر کوئی شخص اُن کے جان ومال پر دست درازی کرے تو مسلمان اُن کی خاطر جنگ کرنے پر مجبور ہوئے۔

امن وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وتوکل علی اللہ انہ ھو السمیع العلیم۔

اگر وہ لوگ امن کی طرف جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو وہ سننے اور جاننے والا ہے۔

نقضِ عہد سیاسیات میں اسلام کا یہ نظام بھی قابلِ تحسین ہے کہ وہ اپنے متبعین کو حکم دیتا ہے کہ جب

غرض سرکار عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے خادموں کمزوروں کے ساتھ خوش خلقی کو لازم فرمایا مارپیٹ کرنے کی ممانعت کی عفوو درگزر کی تاکید کی سوسائٹی کے جملہ حقوق عطا کیئے وہ قرآن ہیں ہمارے شریک نمازوں ہیں ہمارے ساتھی حج و روزہ مساجد و مدارس غرض زندگی کے ہر شعبہ میں اُن کے حقوق ہم پر لازم کر دیئے گئے۔

مسلمان بحیثیت حاکم اور دشمنوں کے حقوق جب مسلمان حاکم و امیر کی حیثیت رکھتا ہو اور دنیا کی سلطنتیں اس کے سامنے خراج پیش کر رہی ہوں یا وہ میدانِ کارزار میں جنگ کر رہا ہو اس موقع پر بھی عدل و انصاف شفقت و مہربانی کی تلقین فرمائی گئی۔

(۱) ولا یجرمنکم شنان قوم علے الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوے واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون۔ (سورۂ مائدہ)

(۱) اور لوگوں کی عداوت تم کو اس جرم کے ارتکاب کی باعث نہ ہو کہ انصاف نہ کرو (ہر حال میں) انصاف کرو انصاف پرہیزگاری سے قریب تر ہے اللہ سے ڈرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُس سے با خبر ہے۔

اسلام اور جنگ یوں تو ہر سلطنت و حکومت اس امر کی مدعی ہے کہ وہ جنگ قیامِ امن اور رعایا کو بلند سطح پر پہونچانے کے لیئے کرتی ہے لیکن عمل اس کی تکذیب کرتا ہے آج دُنیا کی سلطنتوں کی تاریخ دیکھ جائیے اور اس حقیقت کا مطالعہ کر لیجئے کہ ابتداءً ہر حکومت نے اس قسم کے دعاوی کیئے لیکن فتح و نصرت کے بعد مفتوحہ اقوام کی فطری آزادی اور حقوق کو اپنی جابرانہ سیاست اور طریقۂ حکمرانی سے خاک میں ملا دیا اس کے بالمقابل اسلامی طریقۂ حکومت ملاحظہ طلب ہے اسلام نے جن اصول کے تحت جنگ کرنے کی اجازت دی اس کی اہم دفعات ملاحظہ ہوں:-

(۱) وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا

(۱) خدا کی راہ میں اُن لوگوں سے لڑو جو تم سے

(۳) عن عائشہ عنہا ان خیار عباد اللہ یوم القیامۃ الموفون المطیبون

اور اس کا وعدہ ایسا ہی جیسے ہاتھ پکڑ لینا۔

(۳) حضرتِ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں حضور نے فرمایا قیامت کے دن اللہ کے سب سے بہتر وہ بندے ہوں گے جو خوشدلی سے وعدہ پورا کریں۔

(۴) عن صفوان رضی اللہ عنہ الا من ظلم معاھدا او انتقصہ او کلفہ فوق طاقتہ او اخذ منہ شیئاً بغیر طیب نفس فانا حجیجہ یوم القیامۃ (مشکوۃ)

(۴) حضرت صفوان راوی ہیں فرمایا خبردار ہو جو شخص ظلم کرے جس سے عہد کر لیا جائے یا اُس کے حق میں کمی کرے یا طاقت سے زیادہ تکلیف دے یا بلا رضامندی کچھ لے تو میں قیامت کے روز اس کا مخالف ہونگا۔

وفائے عہد کی مثال اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتی ہی کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر کفارِ قریش نے سہیل بن عمرو کے ذریعہ جو شرائط پیش کی تھیں آپ نے انھیں قبول فرما لیا جب عہد نامہ لکھنے کا وقت آیا تو آپ نے حکم دیا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل نے عرض کیا رحمن کو ہم نہیں جانتے جو پہلے لکھا کرتے تھے وہی لکھو صحابہ ناراض بھی ہوئے مگر چونکہ آپ معاہدہ کر چکے تھے آپ نے باسمک اللھم ہی لکھوادیا اسی طرح محمد رسول اللہ کی بجائے محمد بن عبد اللہ لکھوا دیا۔ اس قسم کی احادیث نبوۃ میں بکثرت مثالیں ملتی ہیں جو ہمارے لیئے سبق آموز ہیں اسلام کا یہ عنوان یقیناً دنیا جہان کی ملتوں سے نمایاں بلکہ ارفع و اعلیٰ ہی اس تہذیب و تمدن کے زمانہ میں جس طرح معاہدات کا حشر ہوتا ہی اُس کی کیفیات ناقابلِ تحریر و بیان ہیں اسلام نے جس معاہد قوم سے جو معاہدہ کیا اُسے پورا کر کر دکھایا اور وہ بھی کسی قومی معاملہ میں نہیں بلکہ مذہبی معاملات میں جس کا نتیجہ تھوڑے عرصہ میں ظاہر ہوگیا جس امر کو لوگ کمزوری پر محمول کر رہے تھے وہی چیز فتح کی شکل میں رونما ہوئی۔

کسی قوم سے عہد و میثاق کرو تو اُسے پورا کرو خواہ ظاہری طور پر تمھارا نقصان ہی کیوں نہ ہوتا ہو۔

آیات

(۱) واوفوا بعهد الله اذا عاهدتم ولا تنقضوا الایمان بعد توكیدها۔

(۱) جب عہد باندھو تو اللہ کے عہد کو پورا کرو

(۲) ولا تكونوا كالتی نقضت غزلها من بعد قوة انكاثا۔

(۲) اُس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جو بٹنے کے بعد اپنے سوت کو توڑ ڈالتی ہے۔

وفائے عہد حضرت ابی رافع اپنا واقعہ یوں نقل فرماتے ہیں مجھے قریش نے قاصد بنا کر بھیجا جب میں حاضرِ خدمت ہوا تو میرے دل میں اسلام کی رغبت پیدا ہوئی میں نے حضور سے عرض کیا کہ بخدا اُن کی طرف کبھی نہ جاؤں گا آپ مشرکینِ عرب سے وعدہ فرما چکے تھے کہ تمھارے آدمی جو ہمارے یہاں آئیں گے واپس کیے جائیں گے اس لیے آپ نے ابی رافع کو مخاطب فرما کر ارشاد کیا۔

(۱) قال انی لا اخیس بالعهد ولا احبس البرد ولكن ارجع فان كان فی نفسك الان فارجع قال فذهبت فاتیت النبی صلے اللہ علیه وسلم فاسلمت

(۱) حضور نے فرمایا میں نہ تو نقضِ عہد کرتا ہوں اور نہ قاصد کو روکتا ہوں اب تم واپس جاؤ پھر اگر تمھارے جی میں آئے تو واپس آجانا میں قریش کی طرف گیا اُس کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

اسی معاہدہ کے موقعہ پر مکہ کی طرف سے ایک صحابی زنجیریں پہنے زخموں میں چور آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ بمشکل کافروں کے پاس سے آیا ہوں فرمایا ان مصیبتوں پر صبر کرو اور مشرکین مکہ کے پاس واپس جا نقضِ عہد نہیں ہو سکتا۔

(۲) عدة المؤمن دین وعدة المؤمن كالاخذ بالید (كنز العمال)

(۲) حضور مولا علی رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور نے فرمایا مؤمن کا وعدہ (قرض کی طرح واجب الادا

واپس کر دیا اور صاف صاف کہدیا کہ ہم نے جزیہ تمھاری حفاظت کے لیئے وصول کیا تھا چونکہ اب ہم تمھاری حفاظت نہیں کرسکتے۔ لہٰذا تم جزیہ واپس کرتے ہیں مسلمانوں کا یہ طرز عمل دیکھ کر وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنے ہم مذہب یہودیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی فتوحات کے خواہاں تھے اور جو مسلمان شہر چھوڑ کر باہر جانے لگے تو دعا کرنے لگے کہ خدا تم کو جلد واپس لائے۔

موجودہ ترقی یافتہ اقوام وممالک میں رعایا سے جس قسم کے بھاری بھاری ٹیکس وصول کیئے جاتے ہیں انھیں سامنے رکھ کر اسلامی جزیہ کی نوعیت پر اعتراض کرنے کا کوئی محل باقی نہیں رہتا۔

جنگ کے قیدیوں کے ساتھ مراعات اسلام نے جنگی قیدیوں کے ساتھ مراعات خصوصی رکھیں مسلمانوں نے اپنے زمانۂ حکومت میں قیدیوں کے ساتھ جو سلوک کیا وہ آج عام وخاص رعایا کے ساتھ نہیں برتا جاتا مسلمان جو خود کھاتے تھے قیدیوں کو کھلاتے جنگ بدر کے موقع پر سرکار عالم صلے اللہ علیہ وسلم قیدیوں کی ضروریات وغیرہ کے معائنہ کے لیئے بنفس نفیس تشریف لے جاتے بلکہ جن قیدیوں کو ہاتھ بندھنے میں تکلیف ہوتی اُن کی تکلیف سے آپ بے چین ہوجاتے۔ قرآن کریم نے بھی فاما منا بعد واما فداء کا حکم دے کر واضح کر دیا کہ اس کے بعد انھیں چھوڑ دو یا فدیہ وصول کرو حتی یضع الحرب اوزارھا یہاں تک کہ لڑائی ختم ہوجائے۔

حضور انور علیہ التحیۃ والثناء نے کمزوروں قیدیوں کے ساتھ جس درجہ شفقت ومہربانی کا برتاؤ کیا نہیں دنیا کے اندر اس جیسی مثالیں مشکل سے ملیں گی مشرکین مکہ سے زیادہ حضور کا کون دشمن جانی تھا جنھوں نے ہر امکانی تکلیف پہونچائی مکی ومدنی زندگی میں کبھی اطمینان وسکون سے نہ بیٹھنے دیا اور وہ مظالم ڈھائے جن کی تفصیل سے آج انسانیت بھی شرمائے گی فتح مکہ میں آپ جس قدر بھی سزائیں دیتے کم تھا مگر اللہ غنی اس رحمت مجسم نے شدید سے شدید مصیبتیں اٹھا کر بھی اس حالت میں کہ تمام دشمن قیدیوں کی طرح حاضر تھے یہی فرمایا۔

لا تثریب علیکم الیوم۔ آج کے دن تم پر کوئی زیادتی نہیں

انسان کتنا ہی حلیم الطبع ہو لیکن وہ قوت وغلبہ پاکر دشمنوں کو برباد کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے مگر یہ

غرض اسلام نے قطعی طور پر حکم دے دیا کہ جس طرح مادی یا معنوی امانت میں خیانت جائز نہیں اسی طرح جنگ اور امن کے معاہدوں میں بے وفائی درست نہیں۔

جزیہ | جزیہ کے متعلق بسا اوقات طبائع کو منتشر اور اسلام سے ہٹانے کے لیئے مخالفین اسلام مضامین تحریر کرتے رہتے ہیں اس لیئے ہم مختصر اشارات میں اُس کی حقیقت سے متعلق کچھ امور یہاں درج کرتے ہیں۔

اسلام نے جنگ کرنے کی مجبوریوں کی بنا پر اجازت دی تھی جب وہ ضرورتیں پوری ہو جائیں جنگ ختم ہو جاتی ہے اور حریف کی عداوت سے محفوظ رہنے کے لیئے حتیٰ یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون کا حکم دیا اور یہ بھی اس طرح کہ وہ تمہیں جزیہ ادا کریں اس حال میں کہ جزیہ ادا کرنے کی مقدرت رکھتے ہوں اسلام نے اُن ہی لوگوں پر جزیہ مقرر کیا جو اُس کی مقدرت رکھتے ہوں پھر اس پر بھی غور کرتے جاؤ کہ جس وقت اہل کتاب جزیہ ادا کرنا منظور کرلیں تو مسلمانوں کے لیئے ضروری ہو جاتا ہے کہ انھیں امن بخشیں اُن کی حمایت کریں اُن کی اور اُن کے دین کی حفاظت کریں اور مسلمانوں کی طرح مساوی برتاؤ کریں شریعت میں جن لوگوں سے رقم جزیہ لی جائے اُنھیں ذمّی کہتے ہیں۔

اسلامی حکومت کے لیئے ذمیوں کی جان و مال کی حفاظت لازم ہو جاتی ہے سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کبار اُن کے حقوق وغیرہ میں زیادہ سے زیادہ رعایت فرماتے تھے حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ۱۲ہجری میں صلوبا ابن نسطونا کے نام جو عہدنامہ تحریر فرمایا اُس کے الفاظ حسب ذیل تھے :-

"مَیں نے تم سے جزیہ اور حمایت پر معاہدہ کیا ہے تمھارے لیئے ہمارا ذمہ ہے اور ہماری حمایت ہے جب تک ہم تمھاری حمایت کریں گے تم سے جزیہ لیں گے جب حمایت نہ کر سکیں گے تو تم ہم کو جزیہ ادا نہ کرنا۔"

صاحب فتوح البلدان نقل فرماتے ہیں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے شہر حمص کے باشندوں سے وصول کیا ہوا جزیہ

فرمائی مذہب کو جبراً قبول کرانے کی شدت سے مخالفت کی چنانچہ اس مسئلہ میں قرآنی آیات اور احادیث نبویہ میں واضح احکام موجود ہیں۔ یہ چیز انسان کے خود اپنے فیصلہ پر چھوڑ دی گئی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مذاہب باطلہ کے معابد وغیرہ کا احترام باقی نہ رہتا۔ شاہان اسلام کے جبر و تشدد کے فرضی افسانوں کا منشا رہنے والی اقوام میں عناد پیدا کرنا ہے ورنہ گورنمنٹ آف انڈیا اور مملکت آصفیہ میں آج بھی پرانی اسناد شاہی موجود ہیں جو بتا رہی ہیں کہ سلاطین و امرائے اسلام نے منادر وغیرہ کے لیے بھاری بھاری رقوم مقرر کیں اور باشندگان ہند پر مسلسل سرفرازیاں فرمائیں۔ عہدہ جات و مناصب عطا کرنے میں فراخدلی سے کام لیا یا لیاقت جیسے اہم شعبہ میں ہندیوں کا عنصر غالب رکھا گیا جن امرا و سلاطین اسلام کے تشدد کے غلط افسانے بیان کیئے جاتے ہیں انھوں نے مراعات و حسن سلوک کی زبردست مثالیں چھوڑی ہیں بے اصل تواریخ اور مذموم نصاب تعلیم میں اصل حقائق کا پتہ چلنا مشکل ہے اس کیلئے ہند کی صحیح تاریخوں کا مطالعہ ضروری ہے۔

بہادری کی تعلیم اسلام نے اپنی طرف سے کسی قوم پر حملہ کر کے بربادی کی تعلیم نہیں دی البتہ مسلمانوں کو بہادری جرأت و ہمت دشمن کے مقابلہ و مدافعت کا حکم دیا اور اس تیاری کے مختلف طریقے بتائے فن سپہ گری اور دوسرے شعبے جاری ہوئے جن میں مسلمان سب سے آگے تھے افسوس کہ آج قدیم چیزیں آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہیں۔ وہ فنون لطیفہ جو شرفا کی اولاد کے لیے لازمی تھے آج انکی جگہ اس قسم کے لہو و لعب جاری ہیں جن سے ان کے اندر بجائے قوت و طاقت جبن و نامردی پیدا ہو۔ کسی زمانہ میں سیر و شکار وغیرہ کے لیئے منزلوں پیادہ چلے جاتے تھے آج ایک قدم کے لیئے ٹرام موٹر سائیکل کی حاجت ہو گئی ہے یہی سبب ہے کہ یوماً فیوماً صحتیں خراب اور امراض جسمانی میں مبتلا ہو رہے ہیں

اسلام نے ہمیں شہسواری و تیراندازی وغیرہ کی تعلیم دی ہمارا فرض ہے کہ اپنے آباؤ اجداد کی تعلیمات پر عمل کریں اور مبارک فنون کو زندہ کریں۔

حضور انور کا وعظ شریف تیراندازی کی دعوت	(۱) عن عقبة بن عامرٍ قال	(۱) حضرت عقبہ بن عامر راوی ہیں

اسلامی طرز حکومت ہی کا انداز تھا کہ سختی کی بجائے دامن رحمت میں سب کو چھپالیا صلے اللہ علیک یارسول اللہ ۔

ترمذی شریف میں سرکار ابد قرار کے یہ جملے بھی مذکور ہیں ۔

لاتکونوا امعۃ تقولون ان احسن الناس احسنا وان ظلموا ظلمنا ولکن وطنوا انفسکم ان احسن الناس ان تحسنوا وان اساؤا فلا تظلموا (رواہ الترمذی)

تم امعہ نہ ہو جانا کہ یہ کہو کہ اگر لوگ نیکی کریں گے تو ہم بھی نیکی کریں گے مگر اپنے نفسوں کو اس پر قرار دو کہ لوگ نیکی کریں تو نیکی کرو اور بُرائی کریں تو تم ظلم نہ کرو ۔

معاذاللہ یہ الفاظِ مبارک آج کل کی بدترین سیاست کی طرح نہ تھے بلکہ سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی حیاتِ شریفہ ان الفاظ کی مکمل تفسیر تھی ۔

قانونِ صلح صلح کے بارہ میں بھی اسلام کا نظریہ سب سے ارفع و اعلیٰ رہا ہے جس کی مختصر مثالیں ہم سابقہ عنوانات میں پیش کر آئے ہیں قرآن کریم نے صلح کے متعلق صاف و صریح طور پر ارشاد کیا

وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وتوکل علے اللہ (سورہ انفال)

اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی صلح کی جانب جھک جاؤ اور خدا پر بھروسہ کرو ۔

دشمنوں کی پناہ کا قانون وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ (سورہ توبہ)

اگر مشرکین میں سے کوئی شخص تم سے پناہ کا خواستگار ہو تو اُسے پناہ دیدو یہاں تک کہ وہ خدا کا کلام سُن لے

حتی یسمع کلام اللہ کی قید بھی قابلِ غور ہے قرآن کریم اس چیز کو ظاہر کر رہا ہے کہ اُن کو اچھی طرح حکام وغیرہ سے مطلع کیا جائے تاکہ وہ غور و فکر کر سکیں یہ نہیں کہ جو قوم ہماری پناہ میں آنا چاہے تو اب ہم اس کی کمزوری کا احساس کرتے ہوئے اپنے مقاصد کی خاطر اُس پر زیادہ سے زیادہ بوجھ ڈالتے چلے جائیں

مذہبی معاملات میں جبر واکراہ کی ممانعت اسلام نے جس طرح پولیٹکل معاملات میں جبر و اکراہ کی ممانعت

تو اصحاب کرام کو جمع کر کر فرمایا اب خلافت کا شغل تجارت کا موقع نہیں دیتا اور اہل و عیال کی کفالت
نہیں کر سکتا صحابہ نے بیت المال سے آپ کے مصارف مقرر کر دیئے قبل خلافت محلہ کی لڑکیاں بکریاں لاکر
آپ سے دودھ نکلواتیں خلیفہ ہو جانے پر بھی آپ نے اس خدمت سے اعراض نہ کیا فرمایا اس عہدہ سے میری
کسی عادت میں فرق نہ آئے گا۔ آپ کے زمانہ خلافت میں حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک ضعیفہ
کی خدمت کو جایا کرتے تھے مگر جب اس کے یہاں پہنچتے تو معلوم ہوتا کہ آپ سے قبل کوئی دوسرا شخص
خدمت انجام دے گیا آپ پوشیدہ جگہ کھڑے ہو گئے۔ دیکھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے
آکر اس ضعیفہ کے تمام کام انجام دیئے ایک روز آپ کی اہل خانہ نے شیرینی کی فرمائش کی ارشاد ہوا کہ میرے
پاس دام نہیں ہیں انھوں نے عرض کیا اجازت ہو تو روزانہ خرچ میں سے بچا کر جمع کر لوں فرمایا اجازت
ہے چند روز کے بعد جب کچھ پیسے جمع ہو گئے تو آپ کو دیئے اور کہا کہ اب شیرینی لا دیجئے آپ کو جب معلوم
ہوا کہ یہ ضروری مصارف سے زائد ہیں بیت المال میں جمع کر دیا اور اپنا وظیفہ اسی قدر کم کر دیا اپنا
تمام کام خود انجام دیتے لوگوں نے عرض کیا کہ ہم کو کام کرنے کا حکم کیوں نہیں دیتے فرمایا
ان حبیبی صلی اللہ علیہ وسلم امرنی ان لا اسئل الناس شیئا یعنی حبیب خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگوں خلافت کے بعد عمرہ کے لیے
روانہ ہوئے تو کچھ لوگ آپ کے پیچھے پیچھے چلے گئے فرمایا تم سب اپنی اپنی راہ چلو تمام لوگوں کو پیچھے
چلنے سے روک دیا۔ ایک دن مدینہ کے بازار میں کمر سے چمڑے کی معمولی پیٹی باندھے ہوئے جا رہے تھے
ہمراہی نے دیکھ کر حیرت سے کہا کہ آپ کی کیا حالت ہے فرمایا اسلام کے اثر سے فضول تکلفات
جاتے رہے۔

سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد ارتداد کا جو فتنۂ عظیم شروع ہوا اُسے آپنے
اپنی مخصوص قابلیت سے فرو کیا۔

۱۳ھ ہجری میں ہرقل کی دو لاکھ فوج کا مقابلہ کرنا کچھ آسان کام نہ تھا لیکن حضرت عمرو ابن العاص رض
حضرت ابو عبیدہؓ حضرت خالد بن الولید رض جیسے شجاعان اسلام کی قوت کے سامنے نصرانیت کا

سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو علی المنبر یقول اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی (رواہ مسلم)

میں نے حضور کو منبر (شریف) پر (وعظ) فرماتے ہوئے سُنا کافروں سے مقابلہ کے لیئے جو چیز تم اپنی قوت سے کر سکو کرو خبردار ہو قوت تیراندازی کی ہے یہ جملہ آپ نے تین بار فرمایا۔)

(۲) عنہ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من علم الرمی ثم ترکہ فلیس منا۔ (رواہ مسلم)

وہی حضرت عقبہ بن عامر راوی ہیں کہ میں نے حضور کو فرماتے ہوئے سُنا جس نے تیراندازی سیکھنے کے بعد چھوڑ دی (پس) ہم میں سے نہیں ہے۔

تیراندازی کے علاوہ اور بھی دوسرے بہت سے مبارک طریقے ہیں جن کو اسلام نے بتایا اور اُن کے حاصل کرنے کی ترغیب دلائی تفصیلات کا یہ موقع نہیں ہم پھر عرض کریں گے کہ مسلمانوں کو چاہیئے وہ ہر جگہ ان فنون شریفہ کا احیا کریں اور اپنے نوجوانوں بچوں کو کشتی۔ بنوٹ۔ تیراندازی سپہ گری کی تعلیمات کافی طور پر سکھائیں۔

خلفائے اسلام کی زندگی حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اُن کے بعد امرأ سلاطین اسلام نے جس قسم کی عمیق خدمات انجام دیں اُن کے ذکر کی تفصیلاً یا اجمالاً اس رسالہ میں گنجائش نہیں اس حقیقت کو مخالفین اسلام بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ان نفوس قدسیہ نے اسلام پر جو احسانات کیئے وہ کسی حالت میں قابل فراموش نہیں۔ اُن کی حیات کا ایک ایک لمحہ خشیت الٰہی زہد و اتقا کا نمونہ اور خدمت خلق کے لیئے وقف تھا سادگی اُن کی زندگی کا جزو تھی قومی حمیت و دینی خدمت کے لیئے وہ وقف تھے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ قبول اسلام کے وقت آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو آپ نے اسلام اور قوم کی خدمت میں خرچ کر دیئے یہی سبب تھا کہ حضور انور روحی لہ الفدا نے فرمایا جس قدر ابوبکر کے مال نے فائدہ پہونچایا کسی کے مال نے نہیں پہونچایا۔ خلافت کے بعد بھی اپنے دوش پر چادریں لے کر بغرض فروخت لے جایا کرتے تھے جب کار ہائے خلافت کی وجہ سے آپ کا تمام وقت صرف ہونے لگا

فارقِ حق و باطل آپ ہی کی ذاتِ اقدس تھی۔

اخلاق و عادات مسکینوں۔ بیواؤں یتیموں اور رعایا کا ہر وقت خیال رہتا تھا ایک شب آپ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس تشریف لے گئے فرمایا چلو مدینہ کے باہر ایک قافلہ آیا ہوا ہے ہم اور تم اُس کی نگہبانی کریں ایسا نہ ہو کہ اطراف و جوانب کے لوگ اُن کا مال چرالے جائیں دونوں حضرات تشریف لے گئے اور تمام رات قافلہ کی نگہبانی کرتے رہے اسی طرح آپ کے غلام حضرت اسلم کا بیان ہے آپ شب کے وقت گشت کرنے کے لیئے نکلے ایک مقام پر آگ روشن ہو رہی تھی وہاں خود بھی ٹھہر گئے اور مجھے بھی روکا ایک عورت چولھے پر ہانڈی چڑھائے ہوئے بیٹھی تھی بچے رو رہے تھے آپ نے قریب جانے کی اجازت چاہی اُس نے اجازت دیدی آپ نے حال پوچھا تو کہا سردی کی شدت ہے بچے بھوک سے رو رہے ہیں میں نے اُن کی تسلی کے لیئے ہانڈی چڑھادی ہے جب روتے روتے سو جائینگے تو کچھ بندوبست کرونگی آپ نے فرمایا عمرؓ تمھاری خبر گیری نہیں کرتے اُس نے کہا عمر والی تو ہو گئے مگر ہمارے حالات سے غافل ہیں یہ سنتے ہی آپ اٹھے اور بیت المال سے کھجوریں گوشت آٹا وغیرہ لیکر اسلمؓ سے فرمایا میری پیٹھ پر رکھدو اُنھوں نے کئی بار عرض کیا میں پہنچادوں فرمایا قیامت میں تم میرا بار نہ اُٹھا سکوگے تمام چیزیں اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اور عورت کے سامنے پیش کر دیں جب عورت فارغ ہو گئی تو بولی "خلیفۃ المسلمین بننے کے لایق تم ہو نہ کہ عمرؓ"

اللہُ غنی خدمتِ خلق کے لیئے یہ اخلاق اور حسنِ سلوک تھا۔

آپ نے غربا و مساکین کے لیئے بلا قیدِ مذہب بیت المال سے روزینہ مقرر کر دیا تھا اکثر شہروں میں مہمان خانے تیار کرائے مدینہ کے لنگر خانہ کا بذات خود انتظام فرماتے جب کوئی لاوارث بچہ مل جاتا تو اُسے دودھ پلانے والی کے سپرد کر کے تمام مصارف خزانہ سے معین فرماتے۔ غربائے امت اور مساکین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرتے اپنا یہ حال تھا کہ کرتے میں اکثر چار چار پیوند لگے ہوتے اپنے لیئے بیت المال سے فقط دو جوڑے موسم سرما و گرما کے لیئے اور حج وغیرہ کا زادِ راہ اور اہل و عیال کا خرچ مقرر کیا۔ ایک دن صاحبزادہ نے عرض کیا بابا جان آپ عمدہ کھانا تناول فرمایئے

فتح پانا مشکل ہو گیا مسلمان کامیاب و منصور ہوئے اہل روم نے ہر طرف جاسوس مقرر کر دیئے تھے ایک جاسوس نے حالات کی تفتیش کے بعد جا کر کہا کہ مسلمانوں سے مقابلہ آسان نہیں وہ رات میں درویش و عابد ہیں دن میں شہسوار، عدل و انصاف کا یہ عالم ہے کہ اگر اُن کا شہزادہ چوری کرے تو اُسے سزا دی جائے۔

جیش اسامہ کی مہم ہو یا مسیلمہ کذاب کا مقابلہ ان میں کا ہر ایک واقعہ آپ کے حسن تدبر و خدمات کی بدیہی مثالیں ہیں۔ خدمت قومی کے سلسلے میں آپ کے ایثار کا یہ واقعہ بھی یہاں یاد کرنے کے قابل ہے جیش اسامہ کی روانگی کے وقت حضرت اسامہ کو اونٹنی پر سوار کر دیا اور خود پیادہ پا روانہ ہوئے حضرت اسامہ نے عرض کیا یا تو آپ بھی سوار ہو جائیے یا مجھے پیادہ پا چلنے کی اجازت دیجیے فرمایا میں ایک ساعت راہ خدا میں قدم خاک آلود کروں گا تو کیا میری شان جاتی رہے گی۔

بوقت روانگی لشکر کو نصیحت میں تم کو دس باتوں کا حکم دیتا ہوں اُن کو یاد رکھنا خیانت نہ کرنا دھوکہ نہ دینا سردار کی نافرمانی نہ کرنا کسی کے ناک کان نہ کاٹنا۔ بچوں بوڑھوں عورتوں کو قتل نہ کرنا پھلدار درختوں کو نہ کاٹنا۔ مویشیوں کو بغیر ضرورتِ طعام ذبح نہ کرنا۔ جو لوگ اپنے عبادت خانوں میں گوشہ نشین ہوں انھیں اپنی حال پر چھوڑ دینا۔ جب مختلف اقسام کے برتنوں میں تم کو لا کر کھلایا جائے تو خدا کا نام لیکر کھانا۔ تم کو بعض ایسی قومیں ملیں گی جن کے سر کے درمیانی بال منڈے ہوں گے اور آس پاس پٹھے چھوٹے ہوں گے اُن کو سزا دینا۔

ان فرامین میں جو ہدایات ہیں وہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے خود اس قدر روشن ہیں جن پر بحث کی مطلق حاجت نہیں آپ ہی نے سب سے اول قرآن کریم کو جمع کیا۔ اور اس کا نام مصحف رکھا۔ بیت المال قایم کیا۔ ۶۳ سال کی عمر میں دو سال چند ماہ خلافت فرما کر جمادی الآخر ۱۳ ہجری میں وفات پائی۔

حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا زمانہ فتوحات اسلامیہ اور اپنی دوسری خصوصیات کے لحاظ سے ہر طرح ممتاز ہے آپ کے فضائل و مناقب سے احادیث نبویہ لبریز ہیں

قاضی (صدر الصدور یا منصف)

اہلِ عرب ملکی خدمات پر معاوضہ کو مذموم جانتے تھے مگر آپ نے اصول سیاست دانی کے ماتحت اس رسم کو توڑ کر بیش از بیش سالانہ وظائف مقرر فرمائے۔

آپ کے عہد میں اسلامی اقتدار آپ کے عہد میں دمشق حمص بعلبک بصرہ۔ آبلہ۔ اردن اہواز۔ مدائن۔ بیت المقدس۔ قنسرین۔ حلب۔ انطاکیہ۔ قرقیسیا۔ نصیبین۔ موصل۔ قیساریہ مصر۔ تستر۔ اسکندریہ۔ نہاوند آذربائیجان۔ ہمدان۔ طرابلس الغرب۔ کرمان۔ سجستان وغیرہ اور اس کے اطراف پر اسلامی اقتدار قائم ہوا اور یہ تمام فتوحات ۱۳ھ ہجری سے ۲۳ھ تک یعنی صرف دس سال کی مدت میں حاصل ہوئیں جس کی تفصیلات پیش کرنے سے ہم رسالہ کی ضخامت کے باعث قاصر ہیں۔

البتہ اجمالی خاکہ حسب ذیل ہو سکتا ہے

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح	والی شام	یعلی بن امیہ	والی یمن
یزید بن ابو سفیانؓ	" "	علاء بن الحضرمی	" "
حضرت امیر معاویہؓ	" "	نعمان صاحب الخراج	مدائن
حضرت عمرو بن العاصؓ	" مصر	حذیفہ ابن الیمان	" "
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ	" کوفہ	عیاض بن غنم فاتح جزیرہ	" جزیرہ
عتبہ بن غزوانؓ (بصرہ کے آباد کرنیوالے)	" بصرہ	عمرو بن سعد	" حمص
ابو موسیٰ اشعریؓ	" "	خالد بن حرثؓ صاحب بیت المال	اصفہانی
نافع بن عبد الحارث	" مکہ معظمہ	سمرہ بن جندبؓ	" سوق الاہواز
خالد بن العاص	" "	نعمان بن عدی	والی میسان
عثمان بن العاص	" طائف	علقمہ بن حکم	" ایلیا

تاکہ آپ قوی رہیں اور اجرائے احکام بخوبی کرسکیں فرمایا میرے دو رفیق جو مجھسے پہلے گزر چکے ہیں
اُن کا یہ طریقہ نہ تھا اگر میں ایسا شیوہ اختیار کروں تو اُن سے مل سکوں گا۔ ایک بار کاندھے پر
مشک اُٹھاکر چلے لوگوں نے کہا آپ یہ کیا کرتے ہیں جواب دیا میرے نفس میں خودپسندی آگئی ہے
اُس کو ذلیل و خوار کرتا ہوں۔

اکثر فرماتے جو آدمی میرے عیوب سے مجھے مطلع کرے اُس سے میں نہایت خوش ہوتا ہوں

خشیت الٰہی | خشیتِ الٰہی کا یہ حال تھا کہ چہرہ پر دو سیاہ داغ پڑگئے تھے اور آیاتِ قرآنی میں
اس درجہ تدبر فرماتے کہ اکثر رو کر زمین پر گر جاتے تھے باوجود سادگی کے سیاست انتظامِ خلافت
نظم و نسق اس درجہ بہتر و اعلیٰ پیمانہ پر تھا جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

آپ کے وقت کی اہم خصوصیات | آپ نے عدالتیں[۱] بنائیں ممالک کو صوبوں پر تقسیم کیا۔ پیمائش
جاری کی۔ نہریں[۲] جاری کیں قاضی معیّن کیے تجارت[۳] پر درآمد کا محصول دسواں حصہ مقرر کیا سنہ و
تاریخ ہجری کی تعین کی۔ مکہ معظمہ[۵] سے مدینہ طیبہ تک مسافر خانے اور کنوئیں بنوائے شہروں[۹] میں
سرائیں تیار کرائیں مساجد[۱۰] میں وعظ و نصیحت کا طریقہ مستحکم کیا نماز[۱۱] تراویح جماعت سے ادا کی۔ نمازِ[۱۲]
جنازہ میں چار تکبیروں کا اجماع۔ شب کو گشت[۱۳] کرنے کا طریقہ مقرر کیا۔ ممالک[۱۴] غیر کے تاجروں
کو بلاد اسلامیہ میں تجارت کرنے کا اذن دیا آئمہ و موذنین[۱۵] اور ملکی خدام کی تنخواہیں معین کیں۔
شراب کی حدیں۔ درّے معین کیے مجاہدین[۱۷] وغیرہ کے رجسٹر ترتیب دیئے۔ درّہ[۱۸] بنایا گھوڑوں[۱۹] کی
زکوٰۃ ضرورت مند مسافروں[۲۰] کے لیے ایک ایسا مکان بنوایا جسمیں اشیا محفوظ رہتیں[۲۱]۔ ہجو کہنے پر
تعزیر مقرر کی۔ وغیر ذلک۔

مکمل انتظام عمال و حکام کا تقرر | آپ نے ممالکِ مفتوحہ کو صوبوں اور ضلعوں پر تقسیم فرمایا
اور اُن کے لحاظ سے حسب ذیل عہدہ دار مقرر کیے۔

والی (گورنر صوبہ) کاتب (میر منشی جو گورنر کا پیشکار رہتا) کاتب[۲۳] دیوان (فوجی دفتر کا میر منشی)
صاحب[۲۴] خراج (مالیات کا افسر) صاحب الاحداث (پولیس افسر) صاحب[۲۵] بیت المال (افسر خزانہ)

جب سے مسلمان ہوئے ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے رہے۔ غربا و مساکین اور قومی ضروریات کے لیئے آپ کا ہاتھ کبھی نہ رکا۔ مدینہ میں جس وقت قحط پڑا آپ کا مال شام سے آرہا تھا اُس وقت آپنے ایک ہزار انبار جو مکان میں جمع تھے باوجود تاجروں کے زائد سے زائد دام دینے کے فقرأ مدینہ پر صدقہ کر دیئے۔ سب کچھ ہونے کے باوجود مسجد کے فرش پر بغیر بستر کے آرام کرتے جس کی وجہ سے شانے پر اکثر سنگریزوں کے نشانات ہو جاتے۔

غلاموں کے حقوق کا خیال

ایک بار آپ نے غلام سے فرمایا میں نے ایک دن تیری گوشمالی کی تھی تو اُس کا مجھ سے قصاص لے لے اُس نے حکم کے مطابق آپ کے کان پکڑ کے زور سے ملے۔ فرمایا کیونکہ دُنیا کا قصاص اچھا ہے آخرت کا قصاص اچھا نہیں۔

آپکے عہد کی فتوحات اور بغاوتوں کا استیصال

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال شریف کے بعد جن مقامات پر بغاوتیں ہوئیں اُنھیں آپ نے فرو کیا اور دوبارہ اُن ممالک پر اسلام کا تصرف ہوا۔

افریقہ میں آپ سے پہلے اسلامی حکومت قایم نہ ہوئی تھی آپکے عہد میں افریقہ پر مسلمانوں کا تسلط ہوا۔

سنہ ۲۳ ہجری میں رے دوبارہ فتح ہوا۔

سنہ ۲۶ ہجری میں سابور و افریقہ فتح ہوا اور مسجد حرام کو وسیع کیا گیا۔ اندلس بھی اسی سنہ میں فتح ہوا۔

سنہ ۲۹ ہجری میں اصطخر فسا وغیرہ فتح ہوئے اور آپ نے مسجد نبوی کو وسیع کر کر نقشی پتھر سے بنوایا اُس کا طول ایکسو ساٹھ گز اور عرض ۱۵۰ گز رکھا گیا۔

سنہ ۳۰ ء میں ارض خراسان نیشاپور طوس وغیرہ فتح ہوئے

قرآن کریم کی عظیم الشان خدمت

سنہ ۳۰ ھ میں آپ نے قرآن کریم کی محاورۂ قریش کے مطابق تحریر کرائی اور قرات میں جو اختلافات تھے وہ دور کر دیئے۔ ام المؤمنین حضرت حفصہ

علقمہ بن مجزر . . . . والی . . . . رملہ قدامہ بن مظعون صاحب الخراج . . . بحرین

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فرامین آپ امراء وعمال کو اُن کے فرائض سے آگاہ فرماتے رہتے ایک دن آپ نے خطبہ میں فرمایا الا وانی لم ابعثکم امراء ولا جبارین ولکن بعثتکم ائمۃ الھدی یھتدی بکم فادوا الی المسلمین حقوقکم ولا تضربوھم فتذلوھم ولا تحمدوھم فتفتنوھم ولا تغلقوا الابواب دونھم فیاکل قویھم ضعیفھم ولا تستاثروا علیھم فتظلموھم

"خبردار رہو! میں نے تم کو امیر وسخت گیر بنا کر نہیں بھیجا بلکہ امام ہدایت بنا کر بھیجا ہے تاکہ لوگ تم سے ہدایت پائیں پس مسلمانوں کو اُن کے حقوق ادا کرو ان کو مار کر ذلیل نہ کرو اُن کی تعریف کر کے فتنہ میں نہ ڈالو اُن کے لیے دروازے بند نہ کرو کہ زبردست لوگ کمزور کو کھا لیں اور اپنے نفس کو ان پر ترجیح دے کر ظلم نہ کرو"

حکام وعمال کے حالات کی تحقیق وتفتیش بھی آپ کافی طور پر فرماتے۔

آپ کے دورِ خلافت کے ذمیوں ۔ کافروں ۔ غلاموں اور رعایا کے حقوق وغیرہ کے لیے جو اہم قواعد اس وقت جاری ہوئے اُن کی تفصیلات گنجایش نہ ہونے سے ترک کی جاتی ہیں۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضؓ آپ فطری طور پر ذمایم وقبائح سے محترز تھے اسلام سے پہلے بھی جاہلیت کا کوئی کام نہیں کیا جود وسخا کا یہ عالم تھا کہ ہر شخص بلا تخصیص متمتع ہوتا اپنی تجارتی دولت کا اکثر وبیشتر حصہ قومی ومذہبی ضروریات پر صرف فرماتے رہتے ۔ حضراتِ اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خدمت بھی اکثر اوقات فرماتے ایک بار کئی دن تک اہل بیت کے ہاں فاقہ رہا جب حاضر ہوئے تو حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حالات دریافت کیئے اُنھوں نے فرمایا چار دن سے آلِ محمد نے کچھ نہیں کھایا رو کر جواب دیا ایسے حادثہ کی مجھے کیوں نہ اطلاع دی اسی وقت کئی اونٹوں پر گیہوں کھجور وغیرہ بار کر کر تین سو درہم کے ساتھ لا کر پیش کیئے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے مسجد میں جا کر فرمایا اے اللہ میں عثمان سے رضی ہوں تو بھی اُن سے رضی ہو۔

جب آپ کو قاضی بنا کر بھیجا تو سینہ پر دستِ مبارک رکھ کر یہ دعا دی: "ای اللہ اس کے دل کو ہدایت دے اور زبان کو ثبات" اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ کسی مقدمہ میں آپ کی رائے خلافِ صواب نہ ہوئی فیصلہ میں آپ ضرب المثل تھے زہد و تقوہ اس درجہ تھا کہ کبھی آپ شرک و بت پرستی کے قریب نہ گئے دس سال کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے شجاعت و دلیری میں آپ مشہور ہیں۔

فتح خیبر کا واقعہ آپ کی شجاعت و دلیری کا شاہد ہے۔ عمرو بن ود جیسے مشہور پہلوان کو زیر کرنا آپ ہی کا کام تھا۔

حق پسندی آپ نے اپنی گم شدہ زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھ کر طلب کی اس نے نہ دی مقدمہ قاضی کی عدالت میں گیا قاضی نے گواہ طلب کیئے حضرت قنبر و امام حسنؓ پیش کئے کیئے گئے قاضی نے باپ کے حق میں بیٹے کی شہادت قبول نہ کی حالانکہ آپ اس وقت امیرالمومنین تھے اور آپ ہی کی طرف سے قاضی شریح قاضی تھے سبحان اللہ اسلام کے قانون کا یہ حال تھا کہ امیر المومنین بھی قاضی کے سامنے پیش ہوتا۔

غرض حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ اقدس فضائل و کمالات کا مجموعہ تھی ۳۵ ھ میں صحابہ کرام نے آپ سے بیعت کی ذی الحجہ ۳۵ ھ سے رمضان ۴۰ ھ تک آپ کا زمانہ خلافت رہا ۶۳ سال کی عمر میں ۴۰ ہجری میں جام شہادت نوش فرمایا

حضرت سیدنا امام حسنؓ حضور انور روحی لہ الفدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت امام حسن رض سب سے زیادہ محبوب تھے آپ حضور سے بہت زیادہ مشابہ تھے آپ کے فضائل میں احادیثِ کثیرہ وارد ہیں حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ہر فرد آپ کا احترام کرتا تھا۔ آپ نہایت درجہ سخی و کریم اور حلیم و بردبار تھے ایک شخص کو لاکھ لاکھ دینار عطا فرما دیتے کبھی کسی کے حق میں سخت کلمہ نہ فرمایا مظلوموں غریبوں پر غیر معمولی کرم فرماتے آپ کا خلق اخلاقِ نبویہ کا نمونہ تھا۔

کے پاس حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جمع کردہ قرآن پاک کا نسخہ موجود تھا وہ منگوایا گیا حفاظ صحابہ اور تابعین نے پوری محنت اور کافی احتیاط سے قرآن کریم کی جمع و ترتیب کا اہم کام انجام دیا اور اس کے بعد بلاد و امصار میں نسخے بھیج دیئے گئے۔ یہ وہ عظیم الشان خدمت تھی جس پر مسلمانوں کی تمام نسلیں جس قدر فخر کریں کم ہے یوں تو قرآن کریم سینوں میں محفوظ ہی تھا لیکن حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پیدا ہونے والے تمام فتنوں سے محفوظ فرما دیا۔ قرآن کریم سے آپ کو حد درجہ عشق تھا اس کا آخری ثبوت آپ کا واقعہ شہادت ہے ۳۲ھ میں ترکوں نے خراسان وغیرہ پر چڑھائی کی عبداللہ بن حازم نے چار ہزار کی فوج سے چالیس ہزار ترکوں کا شب کے وقت مقابلہ کیا اور ترکوں کو بھگا دیا۔ آپ نے جاگیریں مقرر فرمائیں شہر پناہ بنوائی جمعہ کی اذان کا حکم دیا۔ سپاہی مقرر کیئے۔ لوگوں کو قرآن پاک کی ایک قرات پر متفق کر دیا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب احادیث میں بکثرت موجود ہیں جو آپ پر طعن کرتے ہیں وہ حقیقت اور صداقت سے دور ہیں۔

آپ نے ۸۲ سال کی عمر میں ذی الحجہ ۳۵ھ میں شہادت پائی۔

حضرت سیدنا مولیٰ علی ابن ابی طالبرض ایک طرف حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منزل عشق طے کرنے کے لیئے نکل کھڑے ہوئے اور غار ثور میں فریضہ عشق و محبت ادا کیا۔ اسی طرح حضور مولا علی رضی اللہ عنہ شب ہجرت میں سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر شریف پر لیٹ گئے تاکہ اپنے آقا و مولا پر سے خود کو نثار کر دیں۔

غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں تاجدار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر رہے آپ کو علم ظاہر و باطن عطا ہوا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے حاصل ہے علی کا علم رسول اللہ کے علم سے اور میرا علم علی کے علم سے الخ

خود حضور مولا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کوئی آیت ایسی نہیں جس کے متعلق مجھے علم نہ ہو کہ وہ کس کے متعلق اور کہاں نازل ہوئی علم فرائض میں بھی آپ بخوبی ماہر تھے یمن کی طرف حضور نے

حالات کا ذکر کریں جن میں عرصہ سے تحقیق و تدقیق یا اختلافات کا سلسلہ چلا آرہا ہے بلکہ اس قدر تذکروں سے بھی صرف اس قدر مقصود تھا کہ حضرات خلفا رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسلامی نظریہ حکومت کے موافق عدل وانصاف کے ساتھ جس قسم کی حکومت وخدمت فرمائی وہ سارے جہان کے لیئے آج بھی نمونہ ہدایت ہے انھوں نے برسر اقتدار ہوکر بھی خود کو قوم کا خادم سمجھا اور اپنے اسلامی جذبات مذہبی احکام کے ساتھ وہ ترقیاں کیں جو آج دنیا میں نظر نہیں آتیں کتاب کا اگر صرف ایک موضوع بحث ہوتا تو ہم زیادہ سے زیادہ مواد پیش کرکر دکھا سکتے تھے کہ اسلامی حکومت وسلطنت دنیا جہان کی ملتوں سے نمایاں حالت رکھتی ہے گذشتہ واقعات سے بھی اہل بصیرت وانصاف بہت کچھ فوائد حاصل کرسکتے ہیں۔ (مولف)

منصب قضا اور اس کی ذمہ داریاں

یہ منصب اپنی ذمہ داریوں کے لحاظ سے اس درجہ اہم ہے جس پر سرکار عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے شدید ہدایات فرمائی ہیں اس زمانہ میں اغیار کی دیکھا دیکھی اس نازک عہدہ کے حصول میں انسان اپنی تمام دماغی وذہنی تدابیر صرف کرتا ہے جو شخص از خود اس عہدہ کی فکر میں سرگرداں ہو اس کی بابت فرماتے ہیں۔

(۱) من ابتغی القضاء وسال وکل الی نفسہ ومن اکرہ علیہ انزل اللہ ملکاً یسددہ

(رواہ الترمذی)

(۱) جو شخص منصب قضا طلب کرے اور اس کا سوال کرے اپنے نفس کی طرف سونپا جاتا ہے (یعنی توفیق الٰہی اس کے ساتھ شامل نہیں ہوتی) اور جو زبردستی قاضی کردیا جائے خدا اس کے ساتھ فرشتہ مامور کرتا ہے جو اسے درست رکھتا ہے تاکہ وہ مقدمات میں صحیح فیصلہ کرے۔

احادیث میں اس کی بکثرت مثالیں موجود ہیں کہ آپ نے از خود منصب قضا کی کوشش کرنے والوں کو مامور نہ فرمایا۔

(۲) عن عبد اللہ بن مسعود قال قال

(۲) عبد اللہ بن مسعودؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت فرما کر اختلافات کا دروازہ بند کر دیا اور حضور مخبر صادق کا یہ ارشاد عالی یصلح اللہ بہ بین فئتین من المسلمین (یعنی اللہ تعالے امام حسن سے مسلمانوں کے دو فریق میں صلح کرا دے گا۔ پورا ہو گیا۔

حسن اخلاق کی زبردست مثالیں (۱) آپ دستر خوان پر بیٹھے ہوئے تھے ایک خادمہ حاضر ہوئی آپ کی ہیبت سے مرعوب ہو گئی ہاتھ سے پیالہ چھوٹ کر سر پر گر گیا اُس نے ادب سے عرض کیا والکاظمین الغیظ آپ نے سر جھکا کر فرمایا کظمت غیضی میں نے اپنا غصہ پی لیا اس پر خادمہ نے کہا والعافین عن الناس جواب میں فرمایا عفوت عنک میں نے تجھے معاف کیا کنیز نے دریائے کرم کی طغیانی دیکھ کر عرض کیا واللہ یحب المحسنین فرمایا جا میں نے تجھے آزاد کیا۔

(۲) ایک حاجتمند نے بجائے زبان سے سوال کرنے کے یہ شعر لکھ کر بھجوا دیئے

ماذا اقول اذا رجعت وقیل لی	ماذا اصبت من الجواد المفضل
جب واپس جاؤنگا تو لوگ پوچھیں گے	امام نے تجھے کیا دیا اُس وقت کیا جواب دونگا
ان قلت اعطانی کذبت وان اقل	بخل الجواد بما لم یحسن
اگر یہ کہوں کہ امام نے میرے ساتھ سلوک کیا تو کذب بیانی ہوگی	اور اگر کہوں کہ محروم آیا تو مناسب نہیں

آپ نے دس ہزار درہم بھجوا دیئے اور جواب میں تحریر فرمایا

عاجلتنا فاتاک عاجل صبرنا	فلو ان امهلتنا لم تقلل
تیری عجلت کی وجہ سے زیادہ کا انتظام نہ ہو سکا	اگر مہلت دیتا تو تیرے سوال کے مطابق ملتا

اللہ اللہ سائل کی خواہش پر جود و سخا کا یہ عالم ہو۔

یہی اخلاق تھے جس کی وجہ سے سارا عالم گرویدہ و مسخر تھا۔ یہ اشعار بعض مورخین نے حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے حالات میں بھی درج کیے ہیں۔

ہمیں مفصلاً بعد کے واقعات پر بحث کرنا مقصود نہیں ہوا ورنہ یہ چاہتے ہیں کہ اُن

جو اسے مضبوط کرتے ہیں اور حق کی توفیق دیتے
ہیں جب تک قاضی حق کا فیصلہ کرے جب
قاضی حق فیصلہ نہیں کرتا تو اُسے چھوڑ کر آسمان
کی طرف چلے جاتے ہیں۔

پنچایتی نظام کسی زمانہ میں مسلمانوں کا پنچایتی نظام اس درجہ مستحکم تھا کہ اُن کے بڑے بڑے معاملات پنچایتی شوریٰ سے طے ہو جاتے تھے آج بھی مسلمانوں کی بعض جماعتوں میں پنچایتی سلسلہ جاری ہے مگر قابلِ اصلاح ہے۔

ان جماعتوں میں ہمارے شرفا اپنی شرکت کو عار سمجھتے ہیں حالانکہ یہی جماعتیں مسلمانوں کی جسم و جان ہیں اور ان اقوام کی اصلاح و خدمت ہماری زندگی کا سب سے بڑا رکن ہونا چاہیے مقامِ مسرت ہے کہ تعلیم کے باعث اب اُن میں بھی قابل قدر لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو اپنی قوم کی فلاح و بہبود میں متحرک ہیں خُدا ان کی مساعی کو کامیاب فرمائے۔

ضرورت اس کی ہے کہ پنچایتی اقوام کے تمام مذہبی و قومی کاموں میں اشتراکِ عمل کیا جائے اور اخوت و مساواتِ اسلامی کے جذبات پیدا کیئے جائیں۔ کوشش کی جائے کہ مقدمات و معاملات کا فیصلہ پنچایتوں کے ذریعہ ہو تصفیۂ مقدمات کے لیئے ایسے اشخاص مقرر کیئے جائیں جو اپنی قوم میں ممتاز اور ذی اثر ہوں اور احکامِ اسلامی کے ماتحت بلا کسی اثر و سفارش کے حق و صداقت کے ساتھ فیصلہ کریں۔ اس سلسلہ میں حضرت ہادیِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی قابلِ ذکر ہے۔ جسے ابوداؤد نے نقل کیا ہے

ان العرافۃ حق ولا بد للناس من عرفاء ولکن العرفاء فی النار (رواہ ابوداؤد)

بے شک چودھرات حق ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے لیکن چودھری لوگ دوزخ میں ہیں

حدیث شریف میں چودھرات کو حق ظاہر فرماتے ہوئے چودھری صاحبان کے لیئے جو

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما من حاکم یحکم بین الناس الا جاء یوم القیامۃ وملك اخذ بقفاہ ثم یرفع راسہ الی السماء فان قال القہ القاہ فی مھواۃ اربعین خریفا (رواہ احمد)

نہیں ہی کوئی حاکم جو حکم کرتا ہی لوگوں کے درمیان مگر وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ ایک فرشتہ اُس کی گدی پکڑے ہوگا پھر وہ فرشتہ آسمان کی طرف سر اُٹھائے گا اگر خدا کہے گا تو اُس قاضی کو ۴۰ برس کے گڈھے میں ڈالدیگا

اس حدیث میں مبالغہ کے طور پر فرمایا گیا ہی ورنہ گہرائی کی کوئی تحدید حقیقتاً مقصود نہیں ہی اور یہ زجر و توبیخ ان قضاۃ کے لیے فرمائی گئی ہی جو عدل و انصاف میں خیانت کریں قوم کا روپیہ ضائع کریں معاملات میں صفائی نہ برتیں۔

قاضی کا فرض ہی کہ مقدمات میں بغیر لومۃ لائم کے خوف کے فیصلہ کرے عزیز و قریب دوست احباب قومیت و نسل کے امتیازات وغیرہ سے متاثر نہ ہو اس زمانہ میں سفارشات کی گرم بازاری ہیے جو لوگ ان چیزوں سے متاثر ہو کر اور اپنی اہم ذمہ داری کے خلاف کرتے ہیں وہ عند اللہ ماخوذ ہوں گے

اس سلسلہ میں ذیل کی حدیث بھی قابل مطالعہ ہی

عن سعید بن المسیب ان مسلما و یھودیا اختصما الی عمر فرای الحق للیھودی فقضی لہ عمر بہ فقال لہ الیھودی واللہ انا نجد فی التوراۃ انہ لیس قاض یقضی بالحق الا کان عن یمینہ ملك و عن شمالہ ملك یسددانہ و یوفقانہ للحق ما دام مع الحق فاذا ترك الحق عرجا و ترکاہ۔ (رواہ مالک)

سعید بن مسیب راوی ہیں حضرت عمرؓ کے پاس ایک مسلمان یہودی جھگڑتے ہوئے آئے حضرت عمرؓ نے حق یہودی کی طرف پاکر اُس کے موافق فیصلہ صادر کیا یہودی نے کہا خدا کی قسم تو نے حق فیصلہ کیا حضرت عمرؓ نے (خوش طبعی کے طور پر) درّہ لگا کر پوچھا تو نے کیسے جانا کہ میں نے حق فیصلہ کیا یہودی نے جواب دیا کہ ہم توراۃ میں پاتے ہیں کہ جب کوئی قاضی حق فیصلہ کرتا ہی تو اُس کے داہیں بائیں فرشتے رہتے ہیں

مبارک تھے وہ افراد جنھوں نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لیئے اپنی عزیز جانیں قربان کر دیں کیا اس مسئلہ میں ہمیں اپنے اسلاف کے کچھ کارنامے یاد ہیں حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل وحضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہما اور آپ کے اخلاف و متبعین کی مبارک زندگیاں حق وصداقت دعوی الی الحق کا وہ نمونہ دنیائے علم کے سامنے چھوڑ گئیں کہ جبتک دنیا تک اس کے نقوش باقی رہیں گے۔

محدثین۔ فقہا۔ علما صوفیا رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے احسانات دنیا فراموش نہیں کر سکتی لیکن اُن کی سوانح حیات پکار پکار کر کہہ رہی ہیں" اگر ہمارے ساتھ تم کو صحیح نسبت غلامی ہے تو وہ طریقے اختیار کرو جن پر چل کر ہم نے بحر و بر کو ہلا ڈالا تھا اقوال عملی صورت کے ساتھ ظاہر ہو"

قرآن کریم اور احادیث نبویہ فضائل علما وعلم سے لبریز ہیں مگر ان فضائل کے مصداق وہ ہیں جن کے حالات زندگی قرآنی نقطۂ نظر اور فرامین بارگاہِ رسالت کے موافق ہوں۔ ہمارے حالات تو اُن لوگوں کے مطابق ہوتے جا رہے ہیں جن کے لیئے فرمایا گیا

(۱) اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم (بقرہ)	(۱) تم لوگوں کو نیک کام کا حکم کرتے ہو اور اپنے نفس کو بھلا دیتے ہو۔
(۲) لم تقولون مالا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون (سورہ صف)	ایسی بات کیوں کہتے جو خود نہیں کرتے خدا کو وہ بات حد درجہ ناپسند ہے کہ کہہ کر عمل نہ کرو۔

صرف ان دو آیات کو سامنے رکھ کر ہم اپنی زندگی کے گوشوں کا مطالعہ کر جائیں اور پھر فیصلہ کریں کہ ہم کیا ہیں۔

اگلے جو کچھ کرتے تھے اُس کی غرض خدا کی رضا تھی آج ہماری ہر سعی کی غرض دُنیا اور اُس کے فوائد ہیں وہ ایک حدیث کی تلاش میں سیکڑوں منزلیں طے کر ڈالتے۔ آج ہمیں کلمۂ حق

ارشاد ہوا ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنے فیصلوں میں عدل وانصاف سے تجاوز کریں
اُنھیں کو دوزخی فرمایا گیا حکام وامرا کے لیئے عدل وانصاف کے مسائل وغیرہ سابق میں کور
ہوئے اُن کا اعادہ نہیں کیا جا سکتا۔

پنچائتی نظام ہمارے ملک میں اب بھی بہت کامیاب ہوسکتا ہے بشرطیکہ اُس سے خاطرخواہ
فائدہ اُٹھایا جائے اور صحیح اصول کے ساتھ اُس کی تنظیم کردی جائے

دعوتِ حق کا نظامِ عمل حضرات علما و مشائخین

حضرات علما و مشائخین کا وجودِ گرامی اسلام کی خدمت اور دعوتِ حق کے لیئے جز ولاینفک تھا یہی وہ دو مقدس و محترم
جماعتیں تھیں جن کے ذریعہ اسلام سارے جہان میں پہونچا۔

علما وصوفیائے عظام اپنی زندگی کا مقصدِ اولیں دعوت الی الحق سمجھتے تھے وہ جہاں
گئے اس فریضۂ حق کی انجام دہی میں مشغول رہے اظہار حق وصداقت امر بالمعروف نہی
عن المنکر سے اُن کو نہ دنیا کی سلطنتیں خوفزدہ کرسکیں نہ دولت وکثرت نے اُن کے ارادوں کو
کمزور کیا دعوتِ حق کا ایک نشہ تھا جس میں وہ سرشار تھے یہی ایک چیز تھی جس نے اُنھیں
دنیا کے ہر حصہ میں پہونچایا اور کامیاب کیا جب تک اس مقدس گروہ کے افراد میں یہ ولولۂ
عمل رہا اپنے اور بیگانے اُن کے دامن سے وابستہ رہے جس دن سے یہ جذبۂ دینی کمزور ہوا ادبار
ونکبت نے مسلمانوں کو گھیرا آج بھی اگر ہمارے اندر یہی کی شان پیدا ہوجائے اور اقوال
کے علاوہ عملی کیفیات رونما ہوں تو پھر وہی رنگ پیدا ہوسکتا ہے۔

احادیث

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت

والذی نفسی بیدہ لتأمرن بالمعروف ولتنہون عن المنکر او لیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عذابا من عندہ ثم لتدعنہ ولا یستجاب لکم
(رواہ الترمذی)

قسم ہے اُس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے
تم کو چاہیئے کہ نیک کام کا حکم کرو اور بُرائی سے منع
کرو ورنہ عنقریب خدا تم پر اپنا عذاب بھیجے گا
تم اُس وقت دُعا کروگے مگر قبول نہ ہوگی۔

مالا یفعلون ویفعلون مالا یومرون فمن جاھدھم بیدہ فھو مومن ومن جاھدھم بلسانہ فھو مومن ومن جاھدھم بقلبہ فھو مومن ولیس وراء ذلک من الایمان حبۃ خردل (رواہ مسلم)

چیز کے لئے کہتے جسے خود نہ کرتے اور جس کا حکم اُن کو نہ کیا گیا اُسے کرتے ہیں جو شخص اُن سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے پس وہ مومن ہی اور جو اپنی زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہی اور جو اُن سے اپنے قلب سے جہاد کرے پس وہ مومن ہی اور نہیں ہی اس کے سوا ایمان رائی کے دانہ کی برابر

(۳) عن زیاد بن حدیر قال لی عمر ھل تعرف ما یھدم الاسلام قال قلت لا قال یھدمہ زلۃ العالم وجدال المنافق بالکتاب وحکم الائمۃ المضلین (رواہ الدارمی)

(۳) زیاد بن حدیر راوی ہیں حضرت عمرؓ نے اُن سے فرمایا کیا تو جانتا ہے کیا چیز گرا دیتی ہے کہا نہیں آپ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد کو علما کا پھسلنا (پھسلنے سے مراد علما کا اوامر و نواہی ترک کرنا ہی) اور منافق کا قرآن پاک سے جھگڑنا اور گمراہ سرداروں کا احکام دینا۔

(۴) عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقے من الاسلام الا اسمہ ولا یبقے من القرآن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدی علماء ھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود (رواہ البیہقی)

(۴) حضرت سیدنا علیؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا قریب ہیں لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام باقی نہ رہے گا مگر اُس کا نام اور نہ باقی رہے گا قرآن مگر اُس کی رسم (یہاں رسم سے مراد تجوید حروف اور لفظوں کو بغیر سمجھے ہوئے پڑھنا ہی) اُن کی مسجدیں بظاہر آباد ہونگی اور حقیقت میں خراب ہونگی (یعنی مسجدوں میں لوگ تو جمع ہوں گے مگر اُن کو علم دین وغیرہ کا درس نہ دیا جائے گا) علما کی ہدایت سے جو آسمان کے نیچے بدترین خلائق سے ہوں گے نکلے گا اُن میں

کے لیے اپنی بستی میں متحرک ہونا دشوار ہو رہا ہے وہ مدینہ سے دعوتِ حق کے لیے چین جانا کوئی بات نہ سمجھتے تھے قدم قدم پر عوارض و مشکلات گھیر لیتی ہیں۔

اُن کا علم خدمتِ خلق کے لیے تھا آج ہمارا فضل دنیا میں نام و نمود کسبِ دولت حصولِ عزت و منصب جاہ کے لیے وقف ہے اُن کی بارگاہِ علم میں دنیا کے سلاطین و تاجدار گردنیں جھکا کر حاضری کو سعادتِ دینی و اُخروی سمجھتے تھے آج ہمارا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ دنیا کے تاجدارانِ وقت کو ضمیر فروشی کر کر اپنی طرف مائل کریں تاکہ دولت و سرمایہ کی راہیں پیدا ہوں۔

جس علم سے فقط دنیا مقصود ہو اس کا حال

عن ابی هریرة رض قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم من تعلم علما مما یبتغی به وجه الله لا یصیب به عرضا من الدنیا لم یجد عرف الجنة یوم القیامة یعنی ریحها (رواه ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رض راوی ہیں حضور نے فرمایا ایسا علم جس سے اللہ کی رضا طلب کی جاتی ہے محض اس لیے سیکھے کہ دنیا کا اسباب حاصل کرے وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا۔

جس علم سے کسی کو فائدہ نہ پہونچے اس کا حال

(۱) عن ابی درداء ان اشر الناس عند الله یوم القیامة عالم لا ینتفع بعلمه

(۲) عن ابن مسعود رض قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم ما من نبی بعثه الله فی امته قبلی کان له فی امته حواریون واصحٰب یاخذون بسنته ویقتدون بامره ثم انها تخلف من بعدهم خلوف یقولون (رواه الدارمی)

(۱) ابی درداء راوی ہیں قیامت کے دن خدا کے نزدیک لوگوں میں سب سے برا وہ عالم ہوگا جس کے علم سے کسی کو فائدہ نہ پہونچے۔

(۲) حضرت ابن مسعود رض راوی ہیں حضور نے فرمایا ہر نبی کی امت میں سے پہلے جن میں وہ مبعوث ہوا اس کے یار و مددگار تھے جو اس کا طریق اختیار کرتے اور اُن کے حکم کی پیروی کرتے پھر اُن کے بعد اُن کے ناخلف پیدا ہوئے وہ لوگوں سے اس

رہے۔ اس باب میں قرآن حکیم نے صاف طور پر فرما دیا

(۱) ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنہ وجادلھم بالتی ھی احسن (نحل)

(۱) خدا کے راستہ کی طرف اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور بہتر طریقہ سے بحث کرو۔

تقسیم کار جن اقوام میں تقسیم کار کا اصول (جسے اسلام ہی نے پیش کیا تھا) موجود ہے اُن کے تمام کام جاری ہیں۔ ہمارا عالم یہ ہے کہ جب ایک ہنگامی تحریک کی طرف میلانِ طبع ہوا ساری کی ساری قوم اس طرح متوجہ ہو جاتی ہے کہ دوسرے اہم سے اہم شعبے ناقص رہ جاتے ہیں پھر یہ کہ ہر وہ کام جو ہمارے دائرہ عمل اور قوت سے باہر ہے یا جس کے لیئے ہم سے زائد موزوں افراد موجود ہیں اپنی قیادت و رہنمائی کے جنون میں اُنھیں پس پشت ڈالکر آگے بڑھتے ہیں جس کی وجہ سے باہمی کشمکش کی خلیج وسیع ہوتی ہے اگر یہی چیز مابہ النزاع ہے تو بہتر صورت یہ ہو سکتی ہے کہ تحریکات کا ایک نقشہ تیار کر لیا جائے اور حلقہ جات تقسیم ہو کر اعلان ہو جائے کہ فلاں فلاں امور فلاں جماعت انجام دے گی اگر وہ جماعت واقعتہً اپنے فرائض کماحقہ انجام دینے کی صلاحیت پیدا کرلے تو پھر اختلافات کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

ہم میں کچھ لوگ تو تفقہ فی الدین درس و تدریس کے لیئے معین ہوں اور کچھ ایسے ہوں جو اپنی زندگی دعوت الی الحق اشاعت دین کے لیئے وقف کر دیں کچھ وہ ہوں جو مجاہدانہ حالت کے ساتھ حق و باطل کے مقابلہ کے لیئے میدان عمل میں آئیں۔ اصول سب کے واحد ہوں طریقہ کار مختلف ہو ایک دوسرے کی راہ میں حارج نہ ہو۔ اس تقسیم کار کے اصول کو قرآن مجید نے اس طرح ظاہر فرمایا۔

فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھو فی الدین ولینذروا قومھم (سورہ توبہ)

کیوں نہ اُن کی جماعت میں سے کچھ لوگ ایسے نکلیں جو دین میں سمجھ پیدا کریں اور اپنی قوم کو ڈرائیں۔

آج اگر ہم قرآنی احکام کے ماتحت تقسیم کار کے زریں اصول پر عمل پیرا ہوں تو مستقبل قریب میں

فتنہ اور وہ انھیں میں لوٹے گا۔

زہد واتقا کا پروپیگنڈہ کرنیوالے اس نئی تہذیب کے زمانہ میں ہر چیز کا پروپیگنڈہ سے تعلق کر دیا گیا ہے کچھ بد نصیب ایسے بھی ہیں جن کی عبادت زہد واتقا، اعمال حج وغیرہ کا پروپیگنڈہ کرنے کے لیئے ایجنٹ مقرر ہیں اور وہ خود بھی لوگوں کے سامنے ریاکاری کے عادی ہیں ایسے افراد کے متعلق فرماتے ہیں:۔

(۱) من سمع الناس بعملہ سمع اللہ بہ اسامع خلقہ وحقرہ وصغرہ۔ (رواہ البیہقی)

(۱) حضور نے فرمایا جو شخص اپنے اعمال لوگوں کو سنائے تو مخلوق کے کانوں میں خدا پہونچائے گا کہ یہ شخص ریاکار ہے اور اس کو حقیر و ذلیل کر دے گا۔

ریاکار عابد و زاہد (۲) عن ابی ہریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من اللین السنتہم احلےٰ من السکر وقلوبہم قلوب الذیاب الے آخر (رواہ الترمذی)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا آخر زمانہ میں ایسے لوگ نکلینگے جو دنیا کو دین سے طلب کریں گے لوگوں کے دکھانے اور نرمی کے اظہار کے لیئے دنبہ کے چمڑے پہنینگے ان کی بان شکر سے زیادہ میٹھی ہوگی مگر ان کے قلوب بھیڑیوں کی طرح ہونگے۔

(۳) ان یسیر الریاء شرک الے آخر

(۳) تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے۔

(۴) ان اللہ یحب الابرار الاتقیاء الاخفیاء الے آخر

(۴) خدا ان نیکوکار پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے جن کے حال خلق سے پوشیدہ ہیں

ہمارا طریقہ دعوت کیا ہو مسلمانوں کو جس چیز سے شدید نقصان پہونچ رہا ہے وہ ہمارا غلط طریقہ کار ہے داعی کے لیئے لازمی ہے کہ وہ خوش گفتار بھی ہو اس کا طریقہ کلام صاف اور دلنشین تعریضات سے پاک وصاف ہو وہ اپنوں اور بیگانوں میں موعظت حسنہ کے ساتھ سامنے آسکے اوامر و نواہی محرمات شرعیہ حدود والہیہ میں پوری آزادی و قوت سے کام لے۔ سب و شتم گالی گلوچ سے محترز

خانقاہیں اشاعت دین کے لیئے متحرک ہوجائیں تو پھر قلیل عرصہ میں اُن کے نتائج بہتر سے بہتر رونما ہوسکتے ہیں۔ اعراس و محافل وغیرہ میں اکابر اولیاء اللہ کی خدا پرستی خشیت الٰہی اطاعت نبوی خدمت خلق کے کارنامے سنائے جائیں محض کشف وکرامات ہی پر تقاریر محدود نہ رکھی جائیں بلکہ ان حضرات کی زندگی کے تمام گوشے مریدین و معتقدین کے سامنے پیش کیے جائیں تاکہ مردہ قلوب میں حیات نو پیدا ہو مجاہدات و ریاضت کے طریقوں کی تعلیم دی جائے۔ مریدین و خلفا کو سادگی و ایثار خدمت قومی و مذہبی کا عادی بنایا جائے۔ یہی وہ مبارک مقاصد تھے جن پر سبق مشائخین کبار نے عمل فرمایا۔

اسلام کا تجارتی نظام اسلام نے جس طرح عبادات و اعتقادیات مقرر فرمائے اسی طرح انسان کی دنیوی زندگی کامیاب بنانے کے لیئے کسب معاش تجارت کو ضروری قرار دیا تاکہ انسان اپاہج اور بے عمل ہو کر نہ بیٹھ جائے۔ تجارت جیسے وسیع شعبہ کے لیئے حضرت ختم مرتبت وحی لاالفاظ نے اسلام میں مستقل ابواب قایم کیں اور خود اپنی حیات شریفہ اور رفقا کار کی تجارتی زندگی پیش فرما کر دنیا کو اس حقیقت سے آگاہ کر دیا کہ جس فعل کو میں اور میرے صحابہ اختیار کریں وہ تمھارے لیئے لائق تقلید و عمل ہے۔

بلاشبہ دُنیا میں آج وہی قوم زندہ رہنے کی مستحق ہے جس کے اندر تجارت صنعت و حرفت کے سامان موجود ہوں آج اگر مسلمان اپنی تاریخ کا مطالعہ کریں تو اُن کو معلوم ہوگا دنیا کا وہ کونسا حصہ تھا جہاں اُن کے اسلاف تجارت کرتے ہوئے نہ پہنچے اور تجارت کے ہر شعبہ کو اپنے ہاتھ میں نہ لیا پس آج تجارت کے پیشہ کو ذلیل سمجھنا حماقت و جہالت ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ دیانتداری و تندہی کے ساتھ اپنی ضروریات کے لیئے ہر شہر و قصبہ میں تجارتی شعبہ جات قایم کریں۔ اور کسی پیشہ کو اختیار کرنے میں احتراز نہ کریں۔

تجارت سے متعلق آیات و احادیث قرآن حکیم نے وکلوا مما رزقکم اللہ حلالاً طیباً (سورہ نحل) ارشاد فرمایا جس سے صاف طور پر معلوم ہوگیا کہ خدائے پاک بھی اسی رزق کو پسند فرماتا ہے جو

شاندار نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔

مدارس و خانقاہوں کا نظام عمل تبلیغ و اشاعت دین کیلئے ہمارے مدارس و خانقاہوں نے جو عمیق خدمات انجام دیں تاریخ اُس کی شاہد ہے علماء و مشائخین ہی تھے جنھوں نے دنیا کے ہر حصۂ ملک میں پہنچکر اسلام کی دعوت دی اور اپنے ولولۂ عمل و مجاہدات سے دنیا کو مسخر کر ڈالا وہ نام و نمود سے دور حق و صداقت خلوص و للّٰہیت کا نمونہ تھے۔

اُن کی خانقاہوں میں روحانی اور مذہبی تربیت دی جاتی شاگردوں سے شدید ترین ریاضتیں کرائی جاتیں تاکہ مجاہدات کے عادی ہو کر اسلام کی خدمت میں ہر مصیبت برداشت کر سکیں۔

ایک موقعہ پر حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

لیس الاعتبار بالخرقۃ انما الاعتبار بالحرقۃ ہمارے یہاں خرقہ کا اعتبار نہیں بلکہ اعتبار خود کو جلا دینے کا ہے۔

ان حضرات کے شاگردوں کو اُس وقت تک خرقۂ خلافت نہ دیا جاتا جب تک وہ اپنے وجود کو عشق الٰہی میں فنا نہ کر دیتے جس وقت یہ جماعت روحانی علوم کی تکمیل کر لیتی اور شیخ کی نظر میں یہ حضرات مکمل ہو جاتے تو ایک ایک حصۂ ملک دعوت و تبلیغ کے لیے تجویز فرما کر روانہ کیا جاتا۔ پھر یہ روحانی معلمین جہاں پہنچتے اُن کی زندگی کا مقصد صرف خدمتِ خلق تھا نہ تو انھوں نے اپنے مریدین کو جلبِ منفعت کا ذریعہ بنایا نہ اُن کو بلند عمارتوں محلاتِ شاہی کا شوق تھا وہ اپنی کملی اور ٹوٹی جھونپڑی میں بادشاہت کرتے تھے۔

آج بھی ان حضرات کی روحیں اپنی اپنی آرامگاہوں میں رہ کر رشد و ہدایت فرما رہی ہیں لیکن جو اُن کے نام لیوا ہیں وہ اپنے جادۂ ہدایت سے کوسوں دور ہیں کاش ہمارے صوفیائے کرام کی محترم جماعت اپنے اہم فرائض پر غور کرے اور خانقاہوں میں قدیم نظامِ عمل جاری کرے تو آج ہماری قوم کہاں سے کہاں پہونچ جائے طلبائے روحانی جمع کیئے جائیں خلفا و مریدین کو سلف کی تعلیمات دے کر رشد و ہدایت کے لیئے ایک ایک گوشہ میں پھیلا دیا جائے اگر ہماری

ضروری نہیں سمجھتے نبیوں کی قوم اپنی سرمایہ داری اور سودی کاروبار سے عمداً برسوں خموشی سے گذار دیتی ہے لیکن مسلمان اپنی ابتدائی تجارت میں اُدھار سسٹم کو دوسروں کی طرح کسی حالت میں نہیں چلا سکتے مسلمان خریداروں کا قومی و مذہبی فریضہ ہے کہ وہ اپنے اندر قومی احساس پیدا کرکر اپنے بھائیوں کے کاروبار میں مدد پہونچائیں اور وقت پر رقوم کی ادائیگی کا انتظام کریں۔

احادیث

کسب معاش و تجارت کے فضائل

(۱) عن رافع بن خدیج قیل یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ و کل بیع مبرور (رواہ احمد)

(۱) رافع بن خدیج راوی ہیں حضورؐ سے دریافت کیا گیا کونسا کسب افضل ہے فرمایا انسان کے ہاتھ کی کمائی اور ہر وہ تجارت جو درست ہو (اور اُس میں جھوٹ یا خیانت نہ ہو)

احیاء العلوم میں ہے

(۲) علیکم بالتجارۃ فان فیھا تسعۃ اعشار الرزق۔

(۲) تجارت ضرور کرو اس میں رزق کا ۹/۱۰ حصہ ہے۔

(۳) عن عبد اللہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ (رواہ البیہقی)

(۳) حضرت عبد اللہ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا حلال روزی کی تلاش فرض ہے بعد فرض (نماز روزہ) کے

مسلم میں بروایت حضرت ابوہریرہ ایک طویل حدیث مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

(۴) عن ابی ھریرۃ رضہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا وان اللہ امر المومنین ما امر بہ المرسلین الی آخر (رواہ مسلم)

(۴) اللہ تعالے پاک ہے پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے اُس نے مسلمانوں کو وہی حکم دیا جو رسولوں کو دیا۔

(۵) عن عائشۃ قالت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۵) حضرت عائشہ صدیقہؓ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا

کسبِ حلال اور پاک کمائی سے حاصل کیا جائے۔

قرآنِ کریم میں تجارت کے مختلف پہلو ظاہر کیئے گئے ہیں۔ انسان کی روزمرّہ کی زندگی میں امیر، غریب سب کو غلّہ سے تعلق رہتا ہی لہذا ایسی دفعات مقرر کی گئیں جنھیں اختیار کرنے کے بعد تاجر کامیاب ہوسکیں تجارت کا سب سے بڑا اصول جسے اسلام نے پیش کیا وہ سچائی وایمانداری ہی مال جس کیفیت و حالت میں ہو مشتری کو اُس سے مطلع کرکر فروخت کیا جائے۔

دورِ اول میں بھی کچھ ایسے غلہ فروش تھے جو آج کل کی طرح ناپ تول میں ایمانداری سے کام نہیں لیتے تھے اس لیئے قرآن کریم نے شدّت سے اس قبیح فعل کو روکنے کی دفعات مقرر کیں۔

آیات

واوفوا الکیل والمیزان بالقسط	(۱) انصاف کے ساتھ پوری پوری ناپ تول کرو (انعام)
(۲) ولا تنقصوا المکیال والمیزان	(۲) ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو (سورہ ہود)
(۳) ولا تبخسوا الناس اشیاءھم	(۳) لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ دیا کرو (سورہ ہود)
(۴) اقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان	(۴) انصاف کے ساتھ سیدھی تول تولو اور کم نہ تولو (الرحمن)
(۵) ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون	(۵) کم دینے والوں کی بڑی تباہی ہی کہ لوگوں سے یہ تول کرلیں تو پورا لیں اور جب اُن کو ناپ تول کر دیں تو کم دیں۔

قرضدار کو مہلت تجارتی سلسلہ میں قرض کا سلسلہ لازمۂ تجارت ہی کوئی تجارت اس کے بغیر نہیں چل سکتی قرآن حکیم وارشاداتِ نبویہ میں جگہ جگہ اس کی تاکیدات فرمائی گئیں لیکن جس قدر حصے ہم درج کررہے ہیں تاجر سے متعلق ہیں ایک وہ پہلو بھی ہی جس کا تعلق خریدنے والے سے ہی اسلام نے خریدار کے لیئے بھی اصول مقرر فرمادیئے اگر تاجر کیلئے ضروری ہی کہ وہ زبان کا سچّا۔ ایماندار۔ خریدار کی رعایت کرنے والا ہو اُسی کے ساتھ خریدنے والوں کو بھی بتا دیا گیا کہ وہ وقت پر وعدہ پورا کریں۔

سود کی لعنت اور اُس کی عادت نے طبائع کو یہاں تک خراب کردیا ہی کہ معینہ اوقات میں ادائیگی

(۱) عن جابر بن عبد الله ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم قال رحم الله رجلا سمحا اذا باع واذا اشتری واذا اقتضی (رواہ البخاری)

(۱) جابر بن عبد اللہ راوی ہیں حضور نے فرمایا خدا اُس پر رحم کرے جو بیع کرنے اور خریدنے اور تقاضا کرنے میں آسانی کرتا ہو۔

اُدھار سودا لینا اور قرضدار کو مہلت دینے کی ہدایات

اُدھار سودا لیتے وقت مُدّت کا تقرر صاف صاف طے ہونا چاہیئے بغیر مدّت مقرر کیئے ہوئے شرعاً بیع درست نہیں بجز بنا شدہ مکان کے کہ اُس کی بیع کے وقت دیوار چھت وغیرہ سب شامل ہے یا اسی قبیل کی اور چند صورتیں اُدھار کے معاملہ میں قرآن کریم کی تعلیم بالکل صاف اور واضح ہے چنانچہ فرمایا گیا

وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ (بقرہ)

اگر کوئی تنگدست (تمھارا مقروض ہو) تو فراخی تک مہلت دو۔

حضور انور روحی لہ الفدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

(۱) عن ابی ھریرۃ رضؓ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال کان تاجر یداین الناس فاذا رای معسرا قال لفتیانہ تجاوزوا عنہ لعل اللہ ان یتجاوز عنا فتجاوز اللہ عنہ (رواہ البخاری)

(۱) حضرت ابوہریرہ رضؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا ایک تاجر لوگوں سے قرض کا معاملہ کرتا تھا اُس کا دستور تھا جب کسی کو تنگدست دیکھتا تو اپنے کارندوں سے کہتا کہ اسے معاف کرو شاید خدا ہمیں معاف کرے چنانچہ خدا نے اُس کے قصور کو معاف کر دیا۔

جو قرض لیکر واپس نکریں اُن کے لیئے وعید

(۲) عن ابی ھریرۃؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اخذ اموال الناس یرید اداءھا ادی اللہ عنہ ومن اخذ یرید اتلافھا اتلفہ اللہ علیہ (رواہ البخاری)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضؓ حضور سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو شخص لوگوں کے مال بہ نیت ادائے قرض لیتا ہے خدا اُس سے ادا کرا دیتا ہے اور جو مال ہضم کرنے کی غرض سے لیتا ہے خدا اُس مال کو ہلاک کر دیتا ہے۔

ان اطیب ما اکلتم من کسبکم (رواہ الترمذی)

تمہارا سب سے پاک کھانا اپنے کسب سے ہو

(۶) ابی سعید خدری راوی ہیں حضور نے فرمایا
من اکل طیبا وعمل فی سنۃ وامن الناس بوائقہ دخل الجنۃ (رواہ الترمذی)

(۶) ابی سعید خدری راوی ہیں حضور نے فرمایا جس نے حلال کھایا اور طریقہ سنت پر عمل کیا اور لوگ اس کی زیادتی سے امن میں رہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۷) عن المقدام بن معدیکرب قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ و ان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ (رواہ البخاری)

(۷) مقدام بن معدیکرب راوی ہیں حضور نے فرمایا نہیں کھایا کسی نے کوئی کھانا کبھی بہتر اُس سے کہ اپنے ہاتھ کے کسب سے کھائے بے شک خدا کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

(۸) **ایماندار تاجروں کا مرتبہ** عن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم التاجر الصدوق الامین مع النبیین و الصدیقین والشہداء (رواہ الترمذی)

(۸) ابی سعید راوی ہیں حضور نے فرمایا سچا اور امانتدار سوداگر انبیا و صدیقین و شہدا کے ساتھ ہوگا۔

تجارت میں بات بات پر حلف کی ممانعت

(۹) عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایاکم و کثرۃ الحلف فی البیع فانہ ینفق ثم یمحق (رواہ مسلم)

(۹) ابی قتادہ راوی ہیں حضور نے فرمایا تجارت میں زیادہ قسم کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ وہ اُس وقت تو مال فروخت کرا دیتی ہے لیکن پھر نقصان دیتی ہے۔

تجارت اور حسن معاملت

تجارت کا کامیاب اصول یہ بھی ہے کہ تاجر معاملات میں خوبی و نرمی سے کام لے آج وہ لوگ جو تجارتی کاروبار میں اخلاق سے کام لیتے ہیں بمقابلہ شدت کرنے والوں کے زیادہ کامیاب ہیں اور حقیقت میں یہ اصول اسلام ہی کا سکھایا ہوا ہے چنانچہ فرماتے ہیں

اعادہ ضروری نہیں اس موقع پر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث پاک جس میں آپ فرماتی ہیں قابلِ نصیحت ہے

کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یخصف نعلہ ویخیط ثوبہ	یعنی حضور انور ﷺ بوقتِ ضرورت اپنی نعلین مبارک گانٹھ لیتے اور اپنا کپڑا سی لیتے۔

یہ مبارک حدیث شریف ہر مسلمان کے سامنے رہنا چاہیئے۔ یہ سب پیشے انسان کی گزر اوقات کے لیئے مقرر کیئے گئے ہیں۔

فضول خرچی کی ممانعت

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ تجارتی کاروبار میں ترقی شروع ہوتے ہی ہمارا ہاتھ فضول خرچیوں میں وسیع ہوتا ہے جائز و ناجائز اخراجات کا کوئی سوال ہمارے سامنے نہیں رہتا شادی بیاہ کی فضول رسمیں۔ نام و نمود۔ عیش پرستی۔ خواہشاتِ نفسانی پر تجارت کا تمام نفع برباد کر دیتے ہیں آمدنی سے زیادہ خرچ ہوتا ہے اور اسلام کی وہ سادگی اور میانہ روی جس کو اختیار کرنے کے بعد مسلمانوں نے ترقی کی تھی آج اُس کے ترک سے برباد ہو رہے ہیں ہمارے دولتمند تاجروں کو پوری احتیاط سے دولت صرف کرنی چاہیئے جو دولت محرمات و ممنوعات پر خرچ ہوتی ہے کاش اُس کا ایک چوتھائی حصہ بھی قومی و مذہبی ضروریات پر خرچ کیا جائے تو اجر و ثواب کے ساتھ قوم کی کتنی اہم ضرورتیں پوری ہوں ہم اپنی دولت بیجا طور پر صرف کرتے ہیں کسی زمانہ میں حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی دولت کو اسلام کی ضروریات پر زیادہ سے زیادہ صرف کرتے تھے یہی طریقے آج دوسری قوموں میں جاری ہیں اسی لیئے اُن کی تحریکات کامیاب ہو رہی ہیں۔

وہ چیزیں جن کی تجارت منع ہے

اس دور میں دوسروں کی دیکھا دیکھی حلال و حرام کا امتیاز بھی مٹایا جا رہا ہے حالانکہ اسلام نے تجارت کے نظامِ عمل میں اسے بھی واضح کر دیا کہ کس چیز کی تجارت درست ہے اور کس کی ناجائز و حرام یہاں مثال کے طور پر ہم چند چیزوں کا بیان کرتے ہیں۔

(۱) عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمانٌ	(۱) حضرت ابوہریرہ راوی ہیں حضور نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اس کی پرواہ

تجارت کا عنوان ایک ایسا وسیع عنوان ہے کہ اس رسالہ میں اس کی تفصیلات کا درج کرنا بوجہ ضخامت کتاب ممکن نہیں آخر میں ہم اسلام کی اس ہدایت کو پھر دُہرا دینا چاہتے ہیں کہ اسلام نے بائع و مشتری دونوں کے لیئے الگ الگ ہدایات دیں بیچنے والے کے لیئے ضروری قرار دیا کہ وہ سچائی۔ دیانت داری کے ساتھ تجارت کرے کسی کو مال میں دھوکہ نہ دے مال کی جو حالت ہو اُس سے خریدار کو واقف کر دے اور خریدار پوری طرح آگاہ ہوجانے کے بعد معاملت کرے نہ تو تاجر ہی کو یہ چاہیئے کہ وہ بیک وقت زیادہ سے زیادہ نفع ایک ہی شخص سے حاصل کرے (اگرچہ اُس کو اپنی چیز کی قیمت تجویز کرنے کا اختیار ہے) اور نہ خریدار ہی خواہ مخواہ تاجر کو تنگ کرے اس اقتصادی تباہی کے دور میں اگر چند پیسوں کی زیادتی بھی مسلمان تاجر کے ہاں ہو تو اُسی سے خریدنا مناسب ہے۔

گداگری اور کسب حلال بدقسمتی سے ہمارے ملک کی اقتصادی و تجارتی تباہی نے گداگری کو ایک مستقل پیشہ بنا دیا ہے جن کے گھروں میں مال و دولت جمع ہے وہ بھی گداگری کو عجیب عجیب طریقوں سے اختیار کیئے ہوئے ہیں گداگروں کی جماعت والے آئے دن جس قسم کے جرموں کا ارتکاب کرتے ہیں اُن سے ہر ذی ہوش باخبر ہے۔ اسلام نے اس گداگری کے متعلق سخت سے سخت قوانین جاری کیئے یہاں عنوان کے ماتحت بخاری کی صرف ایک ہی حدیث شریف درج کی جاتی ہے۔

(۱) لان یحتطب احدکم حزمۃ علی ظہرہٖ خیرلہ ان یسال احدا فیعطیہ اویمنعہ (رواہ البخاری)	(۱) بے شک یہ بات کہ تم میں کوئی شخص اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لادے اس سے بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے۔

اسلام کا مقصد یہ ہے کہ وہ مسلمان کو خود اپنے ہاتھ کی روزی کمانے کا عادی بناتا ہے کسب حلال کے لیئے کسی قسم کا جائز پیشہ کرے وہ اس کے لیئے باعث برکت اور خدا کی خوشنودی کا سبب ہوگا۔ اس زمانہ میں ہمارے اندر کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو چھوٹے چھوٹے کاموں یا پیشہ کی وجہ سے دوسروں پر طعن کرتے ہیں ہم اس سلسلہ میں گزشتہ اوراق میں متعدد احادیث درج کر آئے ہیں اُن کا

آج سے چودہ سو برس قبل ہادی عالم صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما گئے۔

(۱) عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تمنعوا فضل الماء لتمنعوا بہ الکلاء (صحیحین)

حضرت ابو ہریرہ رض راوی ہیں حضور نے فرمایا حاجت سے زیادہ پانی سے لوگوں کو منع نہ کرو کیونکہ تمہارا منع کرنا چارے اور گھاس سے منع کرنے کا سبب ہوگا۔

ممنوعات اسی طرح احادیث میں جانوروں کی بیع میں اس امر سے منع فرمایا کہ دودھ کو اس غرض سے تھنوں میں نہ روکو کہ خریدار کو دودھ زیادہ معلوم ہو اور وہ دھوکا کھا جائے اُدھار کو اُدھار کے ساتھ بیچنے کی بھی ممانعت فرمائی۔ کتوں کی بیع اور اس کی قیمت کھانے سے بھی منع فرمایا۔ اسی طرح مردہ کی چربی سے غلہ کو گراں بیچنے کی نیت سے روکنے کی بھی ممانعت فرمائی گئی۔ درخت کے پھل جب تک اچھی طرح نہ آجائیں اس سے قبل اُن کی بیع ممنوع فرمائی۔ پچھنے لگانے کی اُجرت کا حاصل کرنا بھی منع فرمایا۔ زانیہ کی اُجرت بھی حرام ہے۔

شراب کی حرمت اور اس کی بیع وغیرہ کی ممانعت شراب کو اسلام نے ام الخبائث ٹھیرایا جس کی وجوہات پر بحث کی گنجایش نہیں شراب کے مضرات سے کون ناواقف ہوگا اس کی حرمت کا قرآن کریم نے جگہ جگہ حکم دیا اور اسے رجس من عمل الشیطان ٹھیرایا۔ سردست یہاں چند احادیث شریفہ نقل کی جاتی ہیں

(۱) عن انس رض قال لعن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی الخمر عشرۃ۔ عاصرھا ومعتصرھا وشاربھا وحاملھا والمحمولۃ الیہ وساقیھا وبائعھا واکل ثمنھا والمشتری لھا والمشتری لہ (رواہ الترمذی)

(۱) حضرت انس راوی ہیں حضور نے شراب کے بارہ میں دس شخصوں پر لعنت کی۔ شراب کے نچوڑنے والے نچڑوانے والے پینے والے۔ اٹھانے والے جس کی طرف اٹھائی گئی۔ پلانے والے۔ بیچنے والے اس کا مول کھانے والے۔ مول لینے والے اور جس کے واسطے خریدی گئی۔

لایبالی المرء ما اخذ منه امن الحلال ام من الحرام (رواہ البخاری)

نہ کرے گا مال لے گا اور یہ نہ خیال کرے گا کہ یہ مال حلال ہے یا حرام۔

غلہ کی تجارت کیلئے ہدایات

(۱) عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من ابتاع طعاما فلا یبعہ حتی یستوفیہ۔ (صحیحین)

(۱) حضرت جابرؓ راوی ہیں حضور نے فرمایا جو شخص غلہ خریدے جب تک اس کا قبضہ نہ ہو جائے بیچے نہیں۔

(۲) عن ابی ھریرۃ رض ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مر علی صبرۃ طعام فادخل یدہ فیھا فنالت اصابعہ بللا فقال ما ھذا یا صاحب الطعام قال اصابتہ السماء یا رسول اللہ قال افلا جعلتہ فوق الطعام حتی یراہ الناس من غش فلیس منی (رواہ مسلم)

(۲) حضرت ابوہریرہ راوی ہیں حضور پاک کا غلہ کے ایک ڈھیر پر گزر ہوا آپ نے اس پر ہاتھ مار کر دیکھا تو آپ کی انگلیوں میں تری محسوس ہوئی آپ نے فرمایا غلہ والے یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ میں نے تر نہیں کیا بلکہ مینہ سے تر ہو گیا ہے فرمایا تو نے بھیگے ہوئے غلہ کو اوپر کیوں نہ رکھا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیتے جو شخص دھوکہ دے وہ میرے طریقہ پر نہیں۔

(۳) ابن ماجہ کی ایک حدیث میں واثلہ بن اسقع سے مروی ہے حضور نے فرمایا:

من باع عیبا لم ینبہ لم تزل فی مقت اللہ ولم تزل الملئکۃ تلعنہ

جو شخص عیب دار چیز فروخت کرے اور خریدار کو آگاہ نہ کرے وہ ہمیشہ خدا کے عذاب میں مبتلا رہے گا اور اس پر فرشتے ہمیشہ لعنت کرتے رہیں گے۔

حاجت سے زیادہ پانی پر ٹیکس لگانیوالوں کیلئے صاف و صریح ہدایت

بعض بعض جگہ اس ترقی یافتہ زمانہ میں نلوں کے پانی پر ٹیکس کے علاوہ ٹیکس لگائے جانے کی تجاویز زیر غور و عمل ہیں

علےٰ اعمالنا وعلےٰ برد بلاد نا قال ھل یسکر قلت نعم قال فاجتنبوہ قلت ان الناس غیر تارکیہ قال ان لم یترکوہ فاقتلوھم۔

(رواہ ابوداؤد)

کاموں میں قوت حاصل کرتے ہیں اور سردی سے بچ جاتے ہیں آپ نے فرمایا کیا وہ نشہ لاتی ہے میں نے عرض کیا ہاں فرمایا پس اُس سے بچو میں نے عرض کیا لوگ اس کے چھوڑنے والے نہیں (یعنی حلال جانتے ہیں) اگر نہ چھوڑیں تو ان سے مقابلہ کرو۔

ہم نے مختصراً چند احادیث شریفہ یہاں درج کردیں جن سے حرمتِ شراب اور اُس کی مختلف حیثیات آتی ہیں کسی طاقت وحکم یا عادات واطوار سے حرام چیز حلال نہیں ہوسکتی۔ بدقسمت ہیں وہ مسلمان جوام الخبائث کے عادی ہیں۔ سیندھی تاڑی وغیرہ سب شراب کے حکم میں ہیں۔ خدا مسلمانوں پر رحم فرمائے کہ وہ اس شیطانی فعل سے محترز ہوں۔

اس قسم کی حرام چیزوں کے نفع وغیرہ سے جو صدقہ بھی دیا جائے گا وہ قبول نہیں ہوگا۔

ربوا

سودی لین دین موجودہ تجارتی دور میں کہا جاتا ہے کہ بغیر سود کے کوئی تجارت نہیں چل سکتی اس عذر کے ساتھ سعی کی جارہی ہے کہ علما کسی نہ کسی طور سے سود کی حلت کا فتویٰ صادر کردیں احکام شرع میں نہ تو کسی حکومت کے لیئے جائز ہے کہ وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کردے اور نہ علما یہ کرسکتے ہیں کہ اس قسم کے عذرات کے باعث جواز کے پہلو نکالیں تجارتی نظام عمل میں آیات واحادیث نبویہ سے صاف وصریح طور پر تجارت کے ہر گوشہ پر وضاحت سے روشنی ڈالدی گئی ہے با مسئلہ سود تو اس بارہ میں بھی آیات واحادیث اور احکام فقہ موجود ہیں یہاں تمام بحثوں کا درج کرنا مشکل ہے چند آیات واحادیث متعلق سود درج کی جائینگی۔

(۱) الذین یاکلون الربوٰا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس ذلک بانھم قالوا انما البیع مثل الربوا

(۱) جو لوگ سود کھاتے ہیں (قیامت میں) نہ کھڑے ہوسکیں گے مگر اُس شخص کی طرح جس کو شیطان نے اپنی جھپٹ سے مخبوط الحواس کردیا ہو یہ اس

(۲) عن عائشة رض قالت سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن البيع وهو نبيذ العسل فقال كل شراب اسكر فهو حرام (متفق عليه)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رض روایت فرماتی ہیں حضور سے شہد کی شراب کے بارہ میں دریافت کیا گیا جو چیز نشہ کرے وہ حرام ہے۔

(۳) ومن شرب الخمر في الدنيا فمات وهو يدمنها لم يتب لم يشربها في الآخرة (رواه ابن عمر مسلم)

(۳) جو دنیا میں ہمیشہ شراب پیتا رہا اور بغیر توبہ کیئے مرگیا تو قیامت میں (کوثر) نہ پیئے گا۔

(۴) كل مسكر حرام ان على الله عهدا لمن يشرب المسكر ان يسقيه من طينة الخبال قالوا يا رسول الله وما طينة الخبال قال عرق اهل النار وعصارة اهل النار (رواه مسلم)

(۴) حضرت جابر راوی ہیں حضور نے فرمایا ہر نشہ والی چیز حرام ہے اور تحقیق اللہ پر عہد ہے کہ اُس شخص کے بارہ میں جو نشہ کی چیز پیئے پلائے گا اُسکو طینۃ الخبال صحابہ نے پوچھا طینۃ الخبال کیا ہے فرمایا دوزخیوں کا پسینہ اور وہ پیپ لہو جو دوزخیوں کے زخموں سے نکلے۔

(۵) عن جابر رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما اسكر كثيره فقليله حرام۔ (رواه الترمذي)

(۵) حضرت جابر رض راوی ہیں حضور نے فرمایا جس چیز کا اکثر حصہ نشہ لائے اس کا تھوڑا بھی حرام ہے۔

بیجا عذرات کا رد بعض حضرات جو دوسرے سرد ممالک میں رہنے کے عادی ہیں وہ نصاریٰ کی تقلید سے شراب نوشی کے عادی ہوکر عذرات کرتے ہیں کہ بغیر شراب کے سرد ملک میں ہم کس طرح کام کرسکتے ہیں تقریبًا ایسا ہی ایک عذر دیلم حمیری نے سرکار عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں کیا حضور نے سماعت فرماکر جو جواب دیا وہ ذیل کی حدیث سے معلوم ہوگا۔

(۶) عن ديلم الحميري قال قلت يا رسول الله انا بارض باردة ونعالج فيها عملا شديدا وانا نتخذ شرابا من هذا القمح نتقوى به

(۶) دیلم حمیری راوی ہیں میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا ہم سرد زمین میں رہ کر سخت کام کرتے ہیں اور گیہوں سے شراب بناتے ہیں اور اُس سے

هٰؤلاء أكلة الربا۔ (رواہ ابن ماجہ)

یہ کون ہیں فرمایا یہ سود خوار ہیں۔

(۳) عن عبد اللہ بن حنظلۃ غسیل الملٰئکۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درھم ربوا یاکلہ الرجل وھو یعلم اشد من ستۃ وثلثین زنیۃ (رواہ البیہقی)

(۳) عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ راوی ہیں حضور نے فرمایا جو شخص سود کا ایک درم بھی جانکر کھائے تو وہ بہت زیادہ ہے گناہ میں چھتیس زنا سے۔

احکام وراثت اسلام کا قانون وراثت بھی ایک ایسا مکمل قانون ہے جس کے تمام گوشے اپنے اندر جامعیت رکھتے ہیں بلکہ اس قانون کی روشنی میں آج دوسرے مذاہب بھی اپنے لیئے قوانین بنانا چاہتے ہیں۔ اس محدود رسالہ میں اس اہم عنوان کے تحت مختصر بھی لکھا جائے تب بھی اوراق کثیرہ کی احتیاج ہوگی مسلمانوں کی عام وخاص حالت پر نظر کرتے ہوئے وراثت کے چند اہم اور ضروری مسائل درج کیئے جاتے ہیں تاکہ حقوق العباد کا یہ عنوان بھی اس سلسلہ میں تشنہ نہ رہ جائے

اصول وراثت اپنے بعد کسی کو وارث کرنا یا کسی کا وارث ہونا یہ امر اختیاری نہیں اگرچہ کسی کا یہ ارادہ ہو کہ میرے بعد فلاں وارث نہو اس کا کوئی اعتبار نہیں البتہ اگر زندگی میں بحالت ہوش وہواس کوئی جائداد بیع یا کسی کو ہبہ کردی جائے۔

وارثوں میں چھوٹے بڑے نفس وراثت میں سب برابر ہیں اور سب برابر حصہ پانے کے شرعاً مستحق ہوں گے بعض بعض مقامات پر یہ طرز عمل کہ لوگوں نے اپنی جہالت سے لڑکی کو محروم الارث سمجھ لیا یا مقابلۃً اُس کو کچھ نہیں دیتے۔ یا باپ کے بعد صرف بڑا ہی مستحق وراثت ہوا اور چھوٹے بھائی بڑے بھائی کے محض رحم وکرم پر ہوں خواہ وہ دے یا نہ دے شرعاً اس کی کوئی حقیقت نہیں یا عورات کے مہر ادا نہ کرنے کا تخیل اُس سے بچنے کے لیئے تقسیم مہر بنیا کا اصول بھی ایجادی اصول ہے جسے تفاؤل کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ وراثت میں وہی تقسیم قابل عمل ہے جو شریعت نے مقرر فرمائی۔

وارثوں کے اقسام اور انکی تعریف موجودہ حالت میں تین قسم کے وارث ہوتے ہیں

واحل اللہ البیع وحرم الربوا۔ (بقرہ)

قول کی سزا ہے کہ جیسا بیع کا معاملہ ہے ویسے ہی سود بھی ہے حالانکہ بیع کو خدا نے حلال کیا اور سود کو حرام۔

(۲) یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ۔ (بقرہ)

(۲) اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور جو سود (لوگوں کی طرف) باقی ہے اُسے چھوڑ دو اگر ایسا نہیں کرو گے تو خدا اور اُس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

(۳) وما آتیتم من ربا لیربو فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ (روم)

(۳) اور اے مسلمانو تم جو سود دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں زیادتی ہو تو وہ (سود) خدا کے یہاں (پھولتا) پھلتا نہیں۔

احادیث

(۱) عن جابر رض قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء۔

(۱) حضرت جابر رض راوی ہیں حضور نے سود لینے والے دینے والے سود کی دستاویز لکھنے والے اور معاملہ سود کی گواہی دینے والے ان سب پر لعنت کی اور فرمایا کہ یہ ارتکاب معصیت میں برابر ہیں۔

سود خواروں کا حال (۲) عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتیت لیلۃ اسری بی علی قوم بطونھم کالبیوت فیھا الحیات تری من خارج بطونھم فقلت من ھؤلاء قال جبرئیل

(۲) حضرت ابوہریرہ رض راوی ہیں حضور نے فرمایا معراج کی رات میں میرا گذر ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ ایسے تھے جیسے بڑا گدام اور ان میں اژدہے تھے جو پیٹوں کے باہر کی جانب سے دکھائی دیتے تھے میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ

وارث اور مورث کے درمیان مذہبی اختلاف ہو جیسے باپ کافر ہے بیٹا مسلمان باپ کے مرنے کے بعد بیٹا وارث نہیں ہوگا یا بیٹا مرے تو باپ وارث نہ ہوگا وارثوں اور مورثوں کے درمیان یہ معلوم ہو کہ اُن میں کون پہلے مرا اور کون پیچھے مثلاً ایک جہاز کشتی وغیرہ میں ایک ساتھ ڈوب گئے معلوم نہیں کس کی جان پہلے اور کس کی بعد میں نکلی۔ یا کسی جنگ کے میدان میں خاندان کے چند اشخاص مارے گئے مثلاً زید باپ تھا اور عمرو اُس کا بیٹا تھا اور معلوم نہیں کہ دونوں میں پہلے کون مارا گیا زید کے دو بیٹے اور ہیں خالد ولید اور عمرو کے بھی دو بیٹے ہیں سالم حکم اب زید کی میراث خالد اور ولید کو عمرو کی میراث سالم و حکم کو ملے گی اُن کو زید کی میراث سے کچھ نہ ملے گا کیونکہ اُن کے باپ عمرو کو زید کی میراث سے کچھ نہیں ملا تھا کہ یہ اس کے مستحق ہوں۔

ذوی الفروض کی تعداد اور اُن کے حصے قرآن کریم میں مقررہ حصے چھ ہیں آدھا چوتھا۔ آٹھواں دو تہائی ایک تہائی چھٹا۔

ان حصوں کے پانے والے ذوی الفروض بارہ ہیں۔ باپ شوہر دادا بھائی بہن اخیافی یعنی شریک ماں کا۔ زوجہ بیٹی۔ ماں۔ پوتی پر دتی۔ دادی پردادی سگی بہن۔ علاتی بہن (جو باپ میں شریک ہو) اخیافی بہن (ماں شریک بہن)

یہ سب رشتے مردہ کے اعتبار سے ہیں مردہ کا باپ یا مردہ عورت کا شوہر یا مردہ کا دادا بھائی یا مردہ کی زوجہ وقس علیٰ ہذا

پہلا مرد ذوی الفروض میں سے مردہ کا باپ ہے اس کے تین حال ہیں یعنی تین صورتوں سے کبھی بیٹی کے ساتھ میراث پاتا ہے میت کے باپ کے ساتھ میت کا بیٹا یا پوتا وغیرہ ہو تو ایک چھٹا حصہ باپ کا ہے جیسے زید مرا اور اپنا باپ خالد اور ایک بیٹا جعفر چھوڑا مال کے چھ حصے کر کے ایک حصہ باپ کو دیں گے اور باقی پانچ حصے بیٹا پائے گا اور اگر بیٹا نہ ہو بلکہ پوتا پر دوتا ہو تو بھی باپ چھٹا حصہ لے گا۔

۲۔ میت کے باپ کے ساتھ میت کی بیٹی یا پوتی ہو تو اس وقت باپ کو چھٹا حصہ دے کر بیٹی یا پوتی کے بعد جو بچے گا وہ بھی باپ لے گا اس صورت میں دو طرح سے میراث پائے گا پہلے تو بحیثیت

ذوی الفروض۔ عصبہ۔ ذوی الارحام۔ ذوالفروض وہ وارث ہیں جس کا حصہ شرع میں مقرر ہو جیسے چوتھائی۔ تہائی۔ چھٹا۔ آٹھواں۔ عصبہ اُس وارث کو کہتے ہیں جس کا کچھ حصہ مقرر نہ ہو اور ذوی الفروض کے لینے کے بعد باقی سب مال کا مالک ہو یا ذوی الفروض نہ ہوں تب بھی کل مال یہ پالے چونکہ شریعت میں اولاد اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے اسی لیئے ماں کا نام نہیں لیا جاتا اور بیٹا اپنے باپ کا کہا جاتا ہے بیٹا عصبہ ہے ذوی الفروض نہ ہوا کیونکہ اصلی وارث عصبہ ہی ہے۔ ذوی الارحام وہ وارث ہیں جن کا کوئی حصہ معین نہیں اور اُن میں اور میت میں تمام واسطے مرد کے نہ ہوں یا اگر تمام واسطے مرد کے ہوں تو خود عورت ہو جیسے نواسہ۔ نواسی۔ پوتی کی اولاد۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص دو قسم کا وارث ہو مثلاً عصبہ بھی ہو اور ذوی الارحام بھی جیسے زید کی نواسی کلثوم جس کا باپ زید کا بھتیجا ہے وہ ماں کے لحاظ سے ذوی الارحام ہے اور باپ کے لحاظ سے عصبہ۔ کیونکہ زید کے بھتیجے کی لڑکی ہے اسی طرح ایک شخص ذوی الفروض اور عصبہ میں سے ہو جیسے زید اور زینب دونوں دو بھائیوں کے لڑکا لڑکی ہوں اور اُن دونوں میں علاقہ زوجیت ہو تو زید شوہر کی حیثیت سے ذوی الفروض ہے اور چچا کا بیٹا ہے اس واسطے عصبہ بھی ہوا۔

یہ مختصر اقسام جو درج کی گئیں وہ ہیں جن کے شرعی نکاح کے ذریعہ سے میت کے ساتھ رشتے قائم ہوئے ہوں اگر زنا کے سبب کوئی رشتہ لگ گیا جیسے حرامی بیٹا یا حرامی بھائی یا حرامی نواسہ پوتا یہ لوگ میت کے وارث نہیں ہوتے البتہ حرامی اولاد اپنی ماں کے ترکہ سے میراث پائے گی اسی طرح لعان کی صورت میں اگر لڑکا ماں کے ساتھ ملا دیا جائے تو وہ اپنی ماں کا وارث ہوگا۔ متبنےٰ شرعی وارث نہ ہوگا۔ ان اقسام میں ترتیب ترکہ یوں رہے گی کہ اول ذوی الفروض اپنا اپنا مقرر حصہ لینگے اگر عصبہ نہ ہوں تو باقی پھر ذوی الفروض ہی بقدر اپنے حصہ کے لینگے اور جب ذوی الفروض و عصبہ سے کوئی زندہ نہ ہو تب ذوی الارحام کو ملے گا۔

موانع وراثت | کوئی شخص اپنے مورث کو جس کی میراث پاتا ہے اُس کو قتل کر ڈالے وراثت سے محروم رہے گا۔

صحیح طور پر ہوا ہو اگر کوئی عورت بلا نکاح مرد کے تصرف میں ہو تو اُس کو مرد کے ترکہ میں سے کچھ نہ ملے گا۔

دوسری عورت ذوی الفروض میں سے بیٹی ہی اس کے تین حال ہیں اگر مردہ نے ایک ہی بیٹی چھوڑی ہی تو اُس کو آدھا مال ملے گا اگر دو بیٹیاں یا اس سے زیادہ ہوں تو سب کو دو تہائی جائداد ملے گی اگر بیٹی کے ساتھ مردہ کا بیٹا بیٹی کا بھائی موجود ہو تو وہ بیٹا اُن کو بھی عصبہ بنالے گا اور اس وقت بیٹی ذوی الفروض نہ رہے گی اور بیٹی کو بیٹے کے حصہ کا آدھا حصہ برابر ملے گا یعنی روپیہ میں پانچ آنے تین پائی بیٹی پائیگی اور ایک بیٹا برابر دو بیٹیوں کے سمجھا جائے گا دو بیٹیوں کا حق بیٹا لے گا اور ایک کا بیٹی سب بیٹیاں بیٹے کے ساتھ مل کر اسی حساب سے لینگی یعنی ہر ایک کو بیٹے کا آدھا ملے گا نہ یہ کہ سب کو ایک بیٹے کا آدھا مال جائے۔

تیسری ذوالفروض عورت پوتی ہی اُس کے چھ حال ہیں: آدھا کل جائداد کا جبکہ ایک پوتی ہو۔ دو تہائی جبکہ ایک سے زیادہ ہوں پوتی کے ساتھ اُس کے برابر کا یا اُس سے نیچے کا درجہ کا پوتا پروتا وغیرہ ہو تو پوتی عصبہ ہو جاتی ہی یہ تین حال تو مثل بیٹی کے ہیں۔

ایک بیٹی کے ساتھ پوتی ہو تو پوتی کو چھٹا حصہ۔ دو بیٹیاں ہوں تو پوتی محروم ہی بشرطیکہ پوتی عصبہ نہ ہوئی ہو یعنی اُس کے ساتھ کوئی پروتا نہ ہو۔ بیٹے کے ہوتے پروتی محروم ہوتی ہی۔ اسی طرح قریب کے پوتے کے ساتھ دور والی محروم رہتی ہی جیسے ایک مرد نے ایک پوتا چھوڑا اور دوسری سروتی موجود ہی تو پوتا وارث ہوگا اور سروتی محروم رہے گی۔

کی مثال یوں سمجھو ایک شخص دو بیٹیاں ایک پوتی ایک پروتا چھوڑ کر مر گیا دونوں بیٹیوں کو دو تہائی مال ملا باقی مال پوتا پوتی دونوں عصبہ ہونے کی لحاظ سے بانٹ لینگے پوتے کے دو حصے اور پوتی کا ایک حصہ ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی نے دو بیٹیاں ایک پوتی ایک پروتی ایک پسدتا چھوڑا تو اس پروتے کے سبب پروتی بھی عصبہ ہو گئی اور پوتی بھی پروتے کے ساتھ عصبہ ہوئی اب ان وارثوں کو اس طرح مال تقسیم ہوگا کہ اول بیٹیوں کو دو تہائی دیں گے اور پوتا پروتی پروتا یہ تینوں باقی ایک تہائی آپس میں بانٹ لینگے

ذوی الفروض کے بعد عصبہ بنکر باقی لے لیگا۔ اگر باپ کے ساتھ میت کا بیٹا پوتا۔ یا بیٹی۔ پوتی کوئی نہ ہو تو باپ عصبہ بن کر سب لیتا ہی اور اگر دوسرے ذوی الفروض ہوں تو اُن سے جو کچھ بچے گا سب باپ کا ہی مثلاً عورت مری اُس نے باپ اور شوہر چھوڑا ما سوا ان کے کوئی وارث نہ تھا تو اس صورت میں شوہر کو نصف ملے گا اور باقی نصف باپ کا ہی اور اگر شوہر بھی نہ ہو تو سب ترکہ باپ ہی کو ملے گا۔

دوسرا ذوی الفروض شوہر ہی اُس کے دو حال ہیں آدھا کل جائداد کا جبکہ شوہر کے ساتھ میت کا بیٹا بیٹی۔ پوتا۔ پوتی اس شوہر یا دوسرے شوہر سے کوئی نہ ہو چوتھائی! چوتھائی درصورتیکہ شوہر کے ساتھ اُن میں سے کوئی ہو یعنی بیٹا بیٹی ہو یا عدم صورت بیٹا بیٹی کے پوتا۔ پوتی ہو تو اُس وقت شوہر چوتھائی پائے گا۔ بیٹا بیٹی خواہ پہلے شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے ہوں ہر حال میں شوہر وارث کے حصہ کو کم کر دیتے ہیں۔

تیسرا ذوی الفروض دادا ہی اس کے بعینہ باپ کے ساتھ تین حال ہیں لیکن اتنا فرق ہی کہ دادا باپ کے سامنے محروم ہوتا ہی اور باپ دادا کے سامنے پاتا ہی کیونکہ باپ مردہ کی نسبت دادا کے لحاظ سے اصل ہی اور بلا واسطہ مردہ سے منسوب ہی۔ دادا پردادا اس سلسلہ میں چاہے جتنے دور کے ہوں سب دادا ہیں جب نیچے درجے والے موجود نہ ہوں تو اوپر درجہ والا میراث پاتا ہی وقس علیٰ ہذا۔

چوتھا مرد ذوی الفروض ماں شریک بھائی یعنی ماں میت کی اور اُس کی ایک ہو اور باپ دو ہوں اُس کے بھی تین حال ہیں اگر ایک بھائی ہو چھٹا حصہ پائے گا دو یا دو سے زیادہ ہوں ایک ثلث لیں گے۔ میت کا لڑکا۔ پوتا۔ پرپوتا پرپوتا ہو تو اس بھائی کو کچھ نہ ملے گا۔

ذوی الفروض عورتیں پہلی عورت زوجہ ہی اُس کے دو حال ہیں شوہر مردہ کی اولاد ہو لڑکی۔ لڑکا۔ پوتا۔ پوتی اس عورت سے خواہ دوسری عورت سے تو زوجہ کو آٹھواں کل جائداد کا اور اگر مردہ کی اولاد نہ ہو تو زوجہ کو چوتھائی مال۔ ایک بی بی ہو یا دو تین چار ہوں سبکو ایک ہی حصہ ملتا ہی یعنی ایک چوتھائی۔ یہ نہیں کہ ہر ایک کو اتنا جدا گانہ ملے بی بی سے وہ مراد ہی جس کے ساتھ نکاح

بیٹا یا پوتا ہو یا دو بھائی بہن۔ یا دو سے زیادہ کسی قسم کے ہوں تو اس صورت میں ماں کا چھٹا حصہ ہے
جب یہ لوگ نہ ہوں اور شوہر باپ یا زوجہ اور باپ بھی نہ ہوں تو ماں کو کل مال کا تہائی حصہ ملے گا۔
جب میت کی ماں کے ساتھ میت کا شوہر اگر مرد ہے تو اُس کی زوجہ اور باپ ہے تو باقی کا تہائی حصہ لن
کا ہے یعنی پہلے ذوی الفروض کا حصہ نکال لینگے پھر جو باقی رہے گا اس میں سے تہائی ماں کو دیں گے
اُس کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت میں اول شوہر کو چھ کے آدھے تین دیئے اب تین باقی کا ایک
تہائی ایک ماں نے لیا باقی کے دو باپ عصبہ بن کر لے گا
دوسری صورت میں اول زوجہ کو کل مال کا چہارم حصہ دے کر جو بچا اُس کا تہائی ایک ماں
نے لے لیا باقی دو باپ نے لیئے۔
ساتویں عورت ذوی الفروض سے جدہ ہے بشرطیکہ وہ جدہ فاسدہ نہ ہو میت کی دادی یا
نانی دادی کے دو حال ہیں۔ چھٹا حصہ ایک دادی ہو یا اس سے زیادہ جبکہ ایک درجہ کی ہوں میت
کی ماں کے سامنے میت کی دادی محروم ہو جاتی ہے اسی طرح دادی کے آگے ماں کے سلسلہ والی دادی
محروم ہو جاتی ہے ایسی طرح دادا ہو تو دادی محروم ہے لیکن وہ دادی کہ میت کے باپ کی ماں
ہے وہ میت کے دادا یعنی اپنے شوہر کے ساتھ حصہ لے گی اور قریب کے رشتہ کی دادی خواہ وہ
وارث ہو یا محروم دور کی دادی کو محروم کر دیتی ہے مثلاً دادی کے ہوتے پردادی محروم ہے۔
عربی میں نانی اور دادی دونوں کو جدہ کہتے ہیں جیسا کہ لفظ جد نانا اور دادا دونوں کو شامل ہے
لیکن اُردو میں نانی اور دادی دو لفظ جدا جدا ہیں۔ یہاں بھی بر عایت عربی زبان کے جدہ کا لفظ
لکھا گیا ہے ورنہ ذوی الفروض کے عدد تیرہ ہو جاتے ہیں۔ اب یہ جاننا چاہیئے کہ جدہ صحیحہ
کون ہے اور جدہ فاسدہ کسے کہتے ہیں جتنی نانیاں ایسی ہوں جن میں مرد بیچ میں نہ آئے وہ
سب جدہ صحیحہ ہیں اور وارث ہوتی ہیں اگرچہ ہمارے محاورہ میں وہ نانیاں کہی جاتی ہیں
جیسے ماں کی ماں اور ماں کی ماں کی ماں علیٰ ہذا القیاس اسی طرح اوپر تک چلے جاؤ یہ سب
نانیاں ذوی الفروض سے ہونگی جہاں بیچ میں مرد آگیا اوپر کی تمام جدہ جدہ فاسدہ ہو گئیں

پروتے کو دو حصے ملیں گے اور پوتی پروتی ایک ایک حصہ پائیں گی۔ اسی طرح اگر کسی نے دو پوتیاں چھوڑیں اور ایک پروتی ایک پروتا دو تہائی پوتیوں کا ہوا باقی پروتے کو دو حصے اور پروتی کو ایک حصہ ملے گا بیٹیوں یا پوتیوں کا حق دو تہائی سے زائد نہیں جب دو تہائی مال اُن کو پہنچ گیا پھر کسی بیٹی یا پوتی کو کچھ نہیں پہونچتا۔ دو تہائی پہنچنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ سب ایک درجہ کی ہوں جیسے دو بیٹیاں یا دو پوتیاں ہوں دوسرے یہ کہ ایک بیٹی ہو اور اُس کے ساتھ ایک دو پوتیاں ہوں یا ایک پوتی کے ساتھ ایک پروتی یا دو چار پروتیاں ہوں تو اس صورت میں بیٹی یا پوتی کو آدھا ملے گا اور پوتی پروتی کو چھٹا حصہ۔ آدھا اور چھٹا حصہ مل کر دو تہائی پورا ہو گیا اب جو اُن کے نیچے درجہ کی رہ گئی ہیں وہ سب محروم ہونگی۔

چوتھی عورت ذوی الفروض سے سگی بہن ہے اس کے پانچ حال ہیں۔
تین حال تو مثل بیٹی کے ہیں یعنی آدھا ایک کا۔ دو تہائی جب ایک سے زیادہ دو یا تین چار ہوں سگے بھائی کے ساتھ عصبہ ہوتی ہے۔ بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ خود عصبہ ہو جاتی ہے بیٹا یا پوتا اور باپ دادا ان سب کے سامنے محروم ہو جاتی ہیں۔

پانچویں عورت ذوی الفروض میں سے سوتیلی بہن جس کی اور میت کی ماں دو ہوں اور باپ ایک ہو یعنی علاتی بہن ہے اس کے سات حال ہیں چار تو سگی بہن کے مثل ہیں۔
یعنی ایک ہو تو آدھا پائے دو یا اس سے زیادہ کو دو تہائی علاتی بھائی کے ساتھ عصبہ بیٹیوں کے ساتھ خود ہی عصبہ ہوتی ہیں۔
ایک سگی بہن کے ساتھ علاتی بہن کو چھٹا حصہ ملے گا۔ میت کی دو سگی بہنوں کے ساتھ جب یہ عصبہ نہوں یعنی اُن کے ساتھ اُن کا حقیقی بھائی نہ ہو تو محروم رہتی ہیں اگر بھائی ہو تو یہ عصبہ ہو کر بھائی کا آدھا لینگی۔ میت کے بیٹے یا پوتے پروتے کے ہوتے یا میت کے باپ دادا پردادا کے ساتھ یا میت کے سگے بھائی بہن کے ساتھ جب وہ بہن عصبہ ہو گئی ہو تو علاتی بہن محروم ہو جاتی ہے۔
چھٹی ذوی الفروض عورت میں ماں ہے اس کے تین حال ہیں میت کی ماں کے ساتھ جب میت کا

بالفرض یہ بیٹا نہ ہوتا تو بہن بلا شبہ وارث ہوتی بخلاف اس کے کہ اگر یہ بہن کافرہ ہوتی خواہ بیٹا ہوتا یا نہ ہوتا وارث نہیں ہو سکتی کیونکہ کافرہ ہونے کی حالت میں وارث ہونے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی۔ علاوہ اس کے محروم اور محجوب ہیں۔

حجب کی ۲ دو قسمیں ہیں ایک حجب نقصان یعنی کسی وارث کا حصہ بوجہ دوسرے کے کم ہو جائے یہ حجب ۵ پانچ وارثوں کے حق میں ہوتا ہے۔ شوہر۔ زوجہ۔ ماں۔ پوتی۔ علاتی بہن۔ مثالیں اوپر گزر چکیں۔

دوسری قسم حجب حرماں ہے یعنی ایک وارث دوسرے وارث کے سامنے محروم ہو اس کے ۲ دو قاعدے ہیں ۱ اول جس شخص کے وسیلہ سے کوئی وارث میت کا رشتہ دار ہوا ہے اس شخص کے ہوتے ہوئے یہ وارث محروم ہوگا جیسا کہ پوتا بیٹے کے ہوتے ہوئے اور دادا باپ کی موجودگی میں اور نانی ماں کے سامنے محروم ہیں لیکن ماں کی اولاد یعنی بہن بھائی کے سامنے محروم نہیں ہوتی یہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے اگرچہ اصل یعنی ماں کے ہوتے ہوئے اس کی اولاد کو جو پہلے شوہر سے ہے محروم ہونا چاہیے۔

دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ ایک قسم کے وارثوں میں سے قریب کا وارث بعید کا حاجب ہوگا اور بعید کو محروم کر دے گا جیسے کسی نے چار پوتے یا چار دادیاں چھوڑیں تو جو پوتا قریب ہے مثلاً بیٹے کا بیٹا وہ بیٹے کے پوتے کا حاجب ہوگا۔ وارثوں کے ایک قسم ہونے کی قید اس واسطے لگائی گئی ہے کہ پوتی قریبہ کے سامنے پر پوتا محروم نہیں اور بھائی کے سامنے دور کا پوتا محروم نہیں اگرچہ بھائی میں صرف ایک واسطہ ہے اور دور کے پوتے میں متعدد واسطے ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ وارث قریب مطلقاً وارث بعید کا حاجب نہیں بلکہ ایک نوع یا ایک قسم کے جو کوئی وارث ہوں ان میں سے جو قریب کا ہے اسی نوع کے وارث کا حاجب ہوگا۔

ذوی الفروض کے حصے نکالنے کا طریقہ | اوپر بیان کیا جا چکا ہے جس کا حصہ معین ہو وہ ذوی الفروض ہے اور کل عدد ذوی الفروض کے ۱۲ بارہ ہیں اور ہر ایک کا حصہ مفصلاً درج کیا جا چکا

خلاصہ یہ کہ نانیوں کا صرف مرد کا بیچ میں ہونا اُس مرد کے اوپر کی عورتوں کو جدہ فاسدہ بنا دیتا ہو اور دادیوں میں صرف مرد کا بیچ میں آنا جدہ فاسدہ نہیں بناتا ہو البتہ اگر نانا ان جدہ صحیحہ کے بیچ میں آجائے تو سب جدہ فاسدہ ہو جائینگی

جدّ صحیح وہ ہو کہ میت کے اور اُس کے بیچ میں عورت کا واسطہ نہ ہو جیسے باپ کا باپ باپ کے باپ کا باپ یہ سب جدّ صحیح ہیں اور جس دادا اور میت کے درمیان عورت آجائے خواہ وہ جدہ صحیحہ ہو یا فاسدہ وہ دادا جد فاسد ہو جائے گا۔ جیسے باپ کی ماں کا باپ کے باپ کی ماں کا باپ یہ سب جد فاسد ہیں۔

۸ آٹھویں عورت ذوی الفروض سے ماں شریک بہن یعنی اخیافی بہن ہو اُس کے تمام حالات مثل ماں شریک بھائی کے ہیں جیسا کہ ماں شریک بھائی کے بیان میں گذرا۔

ذوی الفروض کے یہ حصّے جو اوپر بیان کیئے گئے میّت کے کل متروکہ کے ہیں جو بعد تجہیز و تکفین و ادائے قرض و وصیت کے باقی بچے خواہ وہ جائداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ البتہ ایک ماں کی صورت باقی تہائی کی ہو۔ جیسا کے اوپر مذکور ہوا۔

حجب و حرمان جو شخص وارث اور اُس کے حق کے درمیان آڑ بنجائے اور وارث کو اُس کا حق نہ لینے دے اُسے حاجب کہتے ہیں حاجبِ وراثت اور مانعِ وراثت میں فرق ہو مانع وراثت کے سبب سے صلاحیت وراثت ہونے کی نہیں رہتی۔ اور حاجب وراثت کے سبب سے وراثت میں صلاحیت تو رہتی ہو لیکن خارجی چیز اس کے اور اُس کے حق کے درمیان حائل ہو کر اُس کو اپنا حق لینے سے روکتی ہو اگر وہ حاجب نہ ہوتا تو یہ وارث اپنا حق لے لیتا برخلاف مانع کے کہ اُس شخص کی ذات میں ایک نقص پیدا کر دیتا ہو جس کے سبب یہ وارث نہیں ہو سکتا جیسے میت کی بہن ایک ہو تو نصف پاتی ہو اگر میت کے ساتھ میت کا بیٹا بھی ہو تو یہ بیٹا آڑ ہو جائے گا اور بہن وارث نہ ہوگی اگرچہ بہن میں صلاحیت وارث ہونے کی تھی۔

وقف کسی چیز کو اپنی ملک سے نکال کر بہ نیتِ ثواب اللہ کو اُس کا مالک کر دینا اور جائداد وغیرہ کے منافعہ کو خاص کر دینے کا نام وقف ہے۔ واقف کے لیئے ضروری ہے کہ شرائط کا تعین کرے جب وہ پوری ہوجائیں تو وقف کا اطلاق ہوجائے گا مسئلہ وقف میں سب سے زیادہ اہم بات واقف کی ہدایات ہیں جیسا کہ فرمایا گیا۔

نَصُّ الواقفِ کنصِ الشارع

یعنی واقف کی ہدایات کا درجہ نصِ شارع کی طرح ہے

واقف کو چاہیئے کہ شرائط ایسی مقرر کرے جو عند الشرع جائز ہوں ناچ گھر چکلہ شراب خانہ جوئے خانہ وغیرہ کیلیئے اگر وقف کیا گیا ہو تو ایسا وقف صحیح نہیں حاکم شرع وغیرہ کو توڑ دینے کا حق حاصل ہے ورنہ دوسرے شرائط میں تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔

اسلامی نقطۂ نظر سے وقف کی غرض یہ ہے کہ واقف کی ہدایات کے مطابق اعزہ احباب عامۃ المسلمین مساجد مقابر مکاتب کو مال موقوفہ سے فائدہ پہونچایا جائے۔ متولی ایسے شخص کو بنائیں جو دیانت دار دیندار پرہیزگار اور منتظم ہو۔ اگر واقف نے تولیت اپنے خاندانی افراد یا دوسروں کیلئے معین کر دی ہے تو جب تک منشائے واقف کی خلاف ورزی نہ ہو کسی متولی کا عزل و نصب نہیں ہو سکتا اگر خیانت وغیرہ کا جرم ثابت ہوجائے تو مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہے کہ متولی کو علٰحدہ کر کر دوسرے موزوں شخص کا انتخاب کرلیں۔ تولیت میں اگر واقف کی شرائط نہ ہوں تو اس صورت میں وراثت نہ ہوگی۔

یہ امر واقعہ ہے کہ آج کل ہمارے اوقاف محتاج اصلاح ہیں اکثر اوقاف نہ تو واقف کی منشا کے مطابق ہیں اور نہ متولی حضرات ہی اپنی ذمہ داریوں کا احساس فرماتے ہیں بلکہ بعض اپنی حدود سے متجاوز ہوکر اوقاف کو اپنی ملکیت سمجھتے ہیں۔ یہ مذموم صورت قابل اصلاح ہے لیکن اب غور طلب امر یہ ہے کہ طریقۂ اصلاح کیا ہو جہاں تک تعلیمات اسلام کا تعلق ہے اُس کی دفعات و قوانین میں اکثر و بیشتر شکایتیں موجود ہیں بدقسمتی سے ہم مسلمانوں نے اپنے مذہبی احکام کی طرف سے بے توجہی کی اس لیئے سمجھ لیا گیا ہے کہ بغیر قوانین بنوائے ہوئے ہمارے کسی نظام کی درستی نہیں ہو سکتی۔ اصلاحی تحریکات

اب اگر چند حصّے دار جمع ہوں تو ایک چھوٹے سے چھوٹا عدد جس سے سب حصّے نکل سکینگے اور اُس سے سب کے حصے نکالینگے اس عدد کا نام مسئلہ ہی۔

فرض کرو کہ سب حصّے جمع ہوں تو چھوٹے سے چھوٹا عدد ۲۴ ہوگا اُس سے سب حصے نکالینگے مثلاً ۲۴ کے آدھے ۱۲ چوتھائی ۶ آٹھواں حصہ تین۔ تہائی آٹھ تہائی سولہ چھٹا حصہ چار ہوئے اس واسطے یہ مسئلہ چوبیس سے ہوگا۔

ہم نے مختصراً ضروری اور اہم امور وراثت سے متعلق لکھا ہے اس رسالہ میں مفصل بحث نہیں ہوسکتی اسی لیئے یہاں عول۔ تصحیح اور اُس کے قاعدے تخارج۔ مناسخہ وغیرہ کی بحثیں اور اُن کے مسائل کی تفصیل نہیں درج کی جاسکی اس کے لیئے مستقلاً فرائض کی کتابیں موجود ہیں جن کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

یکجائی ڈوبنے والے۔ یکجائی جلجانے والے۔ یا دیوار وغیرہ کے انہدام سے مرجانے والے ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔

اگر قومی و مذہبی مجالس اور دوسری اسلامی تحریکات سے وقت ملا تو انشاءاللہ فرائض پر مستقل رسالہ ترتیب دینے کا خیال ہی جس قدر مواد یہاں پیش کیا گیا ہی اُس سے ایک حد تک کام چل سکتا ہی۔

آخری گزارش

خدائے قادر و مقتدر کے فضل و اعانت سے میں نے اپنی مسلسل سفری نقل و حرکت کے باوجود حتی الامکان مسلمانوں کی زندگی کے اہم شعبوں کو اس تالیف میں جمع کر دیا مسائل کی تلاش و ترتیب میں پورے غور و فکر اور احتیاط سے کام لیا گیا ہے احادیث و فقہ وغیرہ کی پچیس تیس کتابوں سے امداد لی گئی ہے کتاب کے مضامین مؤلف کی محنت کی شہادت دیں گے اگر بشری غلطی۔ پریس کی مشکلات کے باعث کوئی سہو ہو جائے تو ناظرین درست فرمالیں۔

اگر ہمارے مدارس و مکاتب تعلیم یافتہ طبقہ اور عام و خاص افراد نے اس تالیف کی اشاعت میں میری مدد کی تو انشاء اللہ بہت جلد دوسری مفید تصنیفات پیش کر سکونگا جب تک مصنفین کی راہ میں آسانیاں پیدا نہ کی جائینگی اون کے تخیلات کا پورا ہونا مشکل ہے مبارک ہیں وہ ممالک جہاں قوم ہمت افزائی کرتی ہے اور مصنفین کے لیئے ہر ممکن سہولت بہم پہونچاتی ہے۔

خدائے برتر کی بارگاہ میں میرا معروضہ ہے کہ مجھے امر حق کی توفیق عطا فرمائے اور جو احکام اسلامی اس تالیف میں جمع کیئے گئے ہیں اُن پر عمل کی توفیق دے۔

میں برادر مکرم جناب مولوی ظہور الحق صاحب قادری مالک عثمانی پریس جناب قاضی عبد السلام صاحب عباسی منیجر کا ممنون ہوں کہ اُنھوں نے پریس کی انتہائی دشواریوں کے باوجود اس تالیف کی طباعت میں محنت فرمائی اور محمد نبی خاں عرف مسیت مشین مین نے چھپائی بہتر کرنے کی کوشش کی۔

یہ پریس بلاشبہ اپنے حلقہ میں ممتاز ہو چکا ہے۔ میری دُعا ہے کہ یہ پریس کامیاب ہو۔

فقیر محمد عبد الحامد قادری خادم دار التصنیف مولوی محلہ بدایوں

۲۲ رجب ۱۳۵۵ھ

مخالف و موافق دونوں جماعتیں اپنے اغراض کی بدولت افراط تفریط سے کام لیتی ہیں مجوزین کا منشا یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے علاوہ دوسرے افراد کے وجود کو ختم کر دیں اسی طرح مخالفین کے جذبات و حسیات میں شدت آجاتی ہے اگر ہماری مذہبی و قومی جماعتیں تخریبی نظام پر قوتیں صرف کرنے کی بجائے قوم کی تعمیری ضرورتوں کیلئے مصروفِ عمل ہو جائیں تو ہماری معاشرت کے اکثر گوشے درست ہو سکتے ہیں۔

موجودہ مسئلہ وقف میں چند امور قابل غور ہیں (۱) کیا اسلامی احکامِ وقف ناقص ہیں جو دوسرے قانون کی ضرورت داعی ہو (۲) کیا بغیر جدید قانون کے نظامِ وقف درست نہیں ہو سکتا۔ (۳) کیا جدید قانون کے بعد تمام انتظامات حسب منشا واقف درست ہو جائینگے (۴) قانون وضع ہونے کے بعد قطع نظر حکومت کی مداخلت کے اُس کے عملہ کا زائد خرچ کا بار ہمارے اوقاف پر نہ پڑیگا۔ (۵) جدید قانون کے بعد مسلمانوں کو اپنے اوقاف میں کہاں تک اختیارات ہوں گے۔

اس قسم کے سوالات پر غور کرتے ہوئے اصلاحی قدم اُٹھانے کی ضرورت ہے اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہمارے پاس احکام موجود ہیں لیکن قوت نفاذ نہیں ہے جس کا حصول ضروری ہے

اس قسم کی مثالیں بھی موجود ہیں کہ بعض اوقاف حکومت کے زیر انتظام آکر خوشنما ضرور معلوم ہوتے ہیں لیکن ظاہری نفاست مغربی تہذیب و رہنے کی برکات کا اثر ان اوقاف پر اس طرح پڑ رہا ہے کہ جس آمدنی کا اکثر و بیشتر حصہ غربا، فقرا، مساکین، زائرین، مدارس و مکاتب پر صرف ہونا چاہیئے تھا وہ اعلیٰ منتظمین و ملازمین کی تنخواہوں میں خرچ ہو رہا ہے اور قایم کردہ نظامِ وقف میں عام مسلمانوں کو مداخلت کا موقع نہیں غاصب متولیوں کی دستبرد سے بچا کر اگر یہ تنگ پیدا ہو تو ہم اپنے اوقاف کی اصلاح کیا کر سکینگے لکھنؤ کے وقف امام باڑہ وغیرہ کی کیفیت کس سے پوشیدہ ہے آستانہ حضرت سیدنا سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ آستانہ حضرت سیدنا غریب نواز علیہ الرحمۃ کی سرکاری کمیٹی کے نتائج کا کسے علم نہیں حضرت سیدنا ملا طاہر سیف الدین صاحب امام بوہرہ کے وقف میں مداخلت کے واقعات بھی جنھیں معلوم ہیں وہ جانتے ہیں کہ ذاتی مقاصد و اغراض رکھنے والے اصحاب اپنی توقعات کو جب پورا نہ کر سکے تو وہاں بھی اصلاح کے پردہ میں جماعتی تفریق شروع ہو گئی۔ بلاشبہ ہماری ہر تحریک کی کامیابی کا دارومدار خلوص اور اپنی تنظیم یا قوتِ عمل پر منحصر ہے قانونی شکل کو صرف اس حد تک بدرجہ مجبوری قبول کیا جا سکتا ہے کہ جو دفعات معین ہوں وہ اسلامی نقطہ نظر کے مطابق ہوں اور ابتدائی مرحل نفاذ میں حکومت مسلمانوں کی امداد کرے (جو اُس کا فرض ہے) اور اُس کے بعد خود مسلمان بغیر کسی امداد کے اُسے چلائیں۔

مخبر ان جذباتِ اسلامی کو اپنے صوبہ کی گورنمنٹ کے سامنے ہی مقابل کی شہادت کے موقع پر بمقام لکھنؤ زیادہ تفصیل سے کہہ چکا ہے۔

رسالہ چونکہ تخیل سے بہت زیادہ بڑھ گیا اس لیئے اس موضوع کی تفصیلی بحث کسی دوسرے مستقل رسالہ کی طباعت کیلئے ملتوی کرتے ہیں۔

مطبوعہ
عثمانی پریس بدایوں
محمد ظہور الحق مقتدری مینجر